وقائع

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب حسب ارشاد

نواب محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ رحمۃ اللہ علیہ (ٹونک)

مقدمہ

حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی

تکیہ کلاں رائے بریلی انڈیا

باہتمام

سید نفیس الحسینی

سید احمد شہید اکیڈمی

نفیس منزل ۱۷۷/۳ کریم پارک لاہور

اشاعتِ اوّل : ۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷ء

کتاب : وقائع سید احمد شہید

ترتیب : نواب محمد وزیر الدولہ

مقدمہ : مولانا محمد رابع حسنی ندوی

ناشر : سید نفیس الحسینی

اہتمام : سید احمد شہید اکادیمی

مطبع : شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت

خطاط سرورق : سید نفیس الحسینی

تحسین کتابت : سید دلاور حسین، سید ندیم الرحمان

سید کلیم الرحمان، سید سلیم الرحمان

خواندگی : امیر عالم، سید علی رضا

مالی تعاون : ملک محمد اشعر حسین بن ملک محمد اقبال حسین

نفیس منزل

کریم پارک، راوی روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد الرابع الحسنی الندوی
ندوۃ العلماء۔ ص ب: ۹۳۔ لکھنؤ (الہند)
ہاتف: ۲۲۸۷۴ ۔ ۲۲۸۴۱۲ (۰۵۲۲) فاکس: ۷۸۳۱۰، ۷۸۳۷۶

Mohammad Rabey Hasani Nadwi
P.O.Box No. 93 - LUCKNOW - 226007 (INDIA)
Phone: (0522) 273864, 229174 Fax: 788375, 787310
E-Mail: nadwa@nadwa.net & Rabeynadwa@yahoo.com

بسمہ سبحانہ

مقدمہ برائے کتاب
''وقائع احمدی''

الحمد للہ رب العالمین، و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین خاتم النبیین سیدنا محمد، و علی آلہ و صحبہ الغر المیامین، و من تبعھم باحسان إلی یوم الدین، و دعا بدعوتھم أجمعین، أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مورث اول حضرت آدم علیہ السلام کو اور ان کی بیوی حضرت حوا علیہا السلام کو جنت سے اس کرہ خاک پر جب اتارا تو ان کو اور ان کی اولاد کو اس بات کی امید دلائی کہ ان کی اولاد بنی آدم نے اگر زندگی کو اپنے پروردگار کے بتائے ہوئے راستہ پر چلایا تو جنت میں اس کی نعمتوں کی طرف بخیر وخوبی وخوشی واپسی ملے گی۔ اور جو لوگ اس راستہ سے انحراف کریں گے ان کو ان کے پروردگار کی خوشنودی حاصل نہ ہوسکے گی اور ان کی زندگی میں ان کی جو غلط کاریاں ہوں گی ان ہی کے معیار سے آخرت کی زندگی میں وہ سزا کے مستحق ہوں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے نیکوکار اور شکر گزار بندوں کے لئے جنت اور اپنے نافرمان اور ناشکرے بندوں کے لئے جہنم کا ٹھکانہ طے کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نے کچھ عرصہ تک اس بات کا خیال رکھا لیکن بتدریج اپنے ازلی دشمن شیطان کی کوششوں سے جو انسان کو ہوا وہوس کے ذریعے غلط راستوں پر ڈالنے لگا، اور اپنے پروردگار کے حکموں کے خلاف کفر وکوتاہی میں مبتلا کرنے لگا، راستہ سے بھٹکنے لگے، اور اپنے پروردگار کے اس توجہ دلانے کو بھلانا شروع کردیا کہ دیکھو شیطان تمہارا دشمن ہے، ہوشیار رہو، وہ تم کو بہکانہ دے، پھر بھی ان کے بہکنے پر اللہ نے اپنے نبیوں کو بھیج کر ان کو سنوارنے اور بنانے کی طرف توجہ دلائی، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جگہ جگہ اور یکے بعد دیگرے نبی آتے رہے، اور لوگوں کو نیکی کی طرف توجہ دلاتے رہے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نبیوں کا سلسلہ کچھ عرصہ کے لئے روک دیا گیا، اور انسانوں کو ان میں آئے ہوئے گذشتہ نبیوں کی تعلیمات کو خود سے اختیار کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا، اور کچھ مدت کے لئے نبیوں کی آمد نہیں ہوئی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک بھرپور اور جامع نبی کی حیثیت سے مبعوث فرمایا اور ساری دنیا کی ہدایت کے لئے ان کو مقرر کیا، اور ان کے بعد کے زمانے کے لئے نبیوں کے بجائے خود ان کی امت کے برگزیدہ بندوں پر لوگوں کی ہدایت کی کوشش کی ذمہ داری ڈالی، چنانچہ تھوڑی تھوڑی مدت کے بعد جب جب بگاڑ بہت بڑھ جاتا تو کوئی مصلح اللہ کے حکم سے کھڑا ہوجاتا، جو نبی نہ ہوتا لیکن نبیوں کا کام اس کو انجام دینا ہوتا۔

ہندوستان میں جہاں مسلمانوں کی خاصی تعداد عرصہ سے بسی ہوئی ہے، کئی بار ایسی بڑی شخصیتیں سامنے آئیں جنہوں نے دینی اصلاح کا زبردست کام انجام دیا اور ''مجدد'' کہلائے، ان کے کام کے اثرات ملک گیر ہوئے اور عرصہ تک ان کے اثرات باقی رہے۔

تیرہویں صدی ہجری میں مسلمانوں کی زندگی میں شریعت اسلامی سے بے اعتنائی اور باطل رسم ورواج سے وابستگی اور توحید وسنت سے روگردانی جب عام ہوئی اور مجدد وقت کی شخصیت کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک باہمت اور دینی غیرت رکھنے والے بندہ حضرت سید احمد بن عرفان شہید رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کردیا، اور ان کے کام میں ایسی اثر انگیزی پیدا فرمائی کہ جہاں جہاں وہ اصلاح اخلاق اور توحید وسنت کی دعوت کے لئے گئے گہرا اثر پڑا اور تھوڑی مدت میں بڑی اصلاح ہوئی۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے اندر ایک یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ صرف اخلاق کی درستگی اور نیک عملوں کا اختیار کرنا کافی نہیں، بلکہ عہد اول کے اہل ایمان میں جو عملی مدارج تھے، ان مدارج کا بھی احیاء کیا جائے، مثلاً اخلاق وسیرت کی اصلاح کے بعد ہجرت وجہاد کا عمل بھی اختیار کیا جائے، اور اسلام کا پانچواں رکن حج جو کہ سفر اور راستہ کی دشواریوں کے پیش نظر تقریباً متروک ہو گیا تھا اور ﴿من استطاع إليه سبيلا﴾ کو قابل عمل نہ سمجھ کر حج کی ضرورت کا احساس بالکل دب گیا تھا، اس کا احیاء کیا جائے، چنانچہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کا احیاء کیا۔

ان باتوں کی وجہ سے اس برصغیر میں جس کے پورے علاقہ کو ہندوستان ہی کہتے ہیں، غیر معمولی اور وسیع پیمانہ پر لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی آئی، اور توحید وسنت سے لوگوں کے قلوب صرف آشنا ہی نہیں ہوئے، بلکہ دلوں کی گہرائی میں ان کی اہمیت اور ان کی پابندی کا جذبہ بھی راسخ ہوا، لاکھوں غیر مسلم بھی مسلمان ہوئے، اور حج وجہاد کے عمل بھی سنت کے طریقہ سے ایک بڑی تعداد نے حضرت سید صاحب کی امارت میں انجام دیئے۔

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے یہ مختلف مدارج اور احوال ان کے بعض مسترشدین نے ضبط تحریر کئے جو وسعت کے ساتھ کتابوں کی صورت میں وجود میں آئے، وہ کتابیں اپنی ضخامت کی وجہ سے زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکیں لیکن ان سے فائدہ اٹھا کر حضرت سید صاحب کی سیرت پر کئی کتابیں تصنیف ہو کر شائع ہوئیں، مثال کے طور پر جناب غلام رسول مہر صاحب کی کتاب ''سید احمد شہید'' اور مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی کی کتاب ''سیرت سید احمد شہید'' خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جنہیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی لیکن یہ اصل کتابیں جو بنیادی مرجع ہیں مخطوطہ کی شکل میں اپنی جگہ پر محفوظ ہیں، ان میں ''وقائع احمدی'' کے نام کی کتاب اپنی خاص اہمیت رکھتی ہے۔

یہ کتاب اس جماعت کا مرتب کیا ہوا مجموعہ ہے جس کو نواب وزیر الدولہ مرحوم (والیٔ ریاست ٹونک) نے سید صاحب کی وقائع نگاری اور تاریخ نویسی کے لئے مقرر کیا تھا، اس میں سید صاحب کے بعض خاص اعزہ، آپ کے رفقائے سفر وجہاد اور آپ کے خدام تھے ہر ایک اپنی معلومات اور چشم دید واقعات بیان کرتا اور کاتب اس کو لکھ لیتا، یہ مجموعہ حضرت سید صاحب اور ان کی دعوت وتحریک سے متعلق مراجع میں سب سے وسیع ذخیرہ رکھتا ہے۔

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب سے متعلق اپنا تاثر یوں بیان کرتے ہیں:

''میں نے ''وقائع احمدی'' کے اس دفتر کو جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے لفظ بلفظ پڑھنا شروع کیا، جو وقت اس ذخیرہ کے مطالعہ اور تلخیص میں گذرا وہ عمر کے بیش قیمت ترین لمحات میں سے تھا، قلب پر ان حالات وواقعات کا عکس پڑتا تھا، ان واقعات نے جو بالکل سادی پوربی اردو میں بیان کئے گئے تھے بار بار دل کے ساز کو چھیڑا، بارہا قلب کو ایمانی حرارت بخشی، بارہا آنکھوں کو غسل صحت دیا، اہل یقین ومقبولین کی صحبت کے جو اثرات بیان کئے گئے ہیں ان واقعات کے مطالعہ اور ان کتابوں کی ورق گردانی کے دوران میں ان کا بارہا تجربہ ہوا، اور صاف محسوس ہوا کہ یہ وقت ایک ایمانی اور روحانی ماحول میں گذر رہا ہے، معلوم نہیں کہ ان اللہ کے بندوں کے انفاس قدسیہ اور ان کی صحبت میں کیا تاثیر ہوگی جن کے واقعات کے مطالعہ اور جن کے حالات کے دفتر پارینہ کی ورق گردانی میں یہ تاثیر ہے''۔

حضرت مولانا سید شاہ نفیس الحسینی لاہوری (أطال الله بقاءه و نفع به الأمة) جو اپنے عہد کی بڑی بزرگ شخصیت ہیں، اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق زار ہیں، اور انہوں نے حضرت سید صاحب کے کارناموں اور حالات کے بعض پہلوؤں پر بعض کتابیں بھی شائع کی ہیں، انہوں نے اپنے دل میں تقاضہ محسوس کیا کہ وقائع احمدی کو زیور طبع سے آراستہ کریں تاکہ حضرت سید صاحب کے حالات کا یہ عظیم روزنامچہ جو حالات کو رواں اور دلنشیں انداز میں پیش کرتا ہے حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کاموں کو سمجھنے کے لئے زیر مطالعہ آسکے، کیونکہ مخطوطہ سے سب لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، جب تک کہ وہ سینکڑوں نسخوں کی شکل میں مطالعہ عام میں نہ آسکے۔

ہم ان کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو شائع کر کے اس عظیم مجدد شخصیت کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں، جس نے جہاد جیسے مشکل عمل کو جاری کر کے جام شہادت بھی نوش کیا لیکن اپنی کوششوں سے لوگوں کے اخلاق وعقائد میں انقلاب پیدا کر دیا، اور اس طریقہ سے وہ اسلامی زندگی کے لئے ایک روشن مینار بن گئے، ضرورت تھی کہ روشنی کے اس مینار کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، اور ان کی اس کوشش کو قبول فرمائے، اور اس کے نفع کو عام کرے، آمین۔

(محمد رابع حسنی ندوی)
ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

دائرہ حضرت شاہ علم اللہ حسنیؒ
تکیہ کلاں، رائے بریلی (انڈیا)
۰۶ ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ، جمعرات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین واصحابہ اجمعین

اما بعد کاتب الحروف سید حیدر علی کہتا ہے کہ حضرت سید عبد الرحمٰن صاحب کہ بہائے

حضرت امیر المومنین احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں باعث آبادی تکیہ کہ وطن مالوف

کا ہے یوں بیان فرماتے ہیں کہ جدِ اعلیٰ ہمارے کہ حضرت شاہ علیم اللہ قدس سرہٗ

تھے مرید حضرت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے اور ہمیشہ بہ خدمت انہیں حضرت

موصوف کے رہا کرتے تھے اور جب ارادہ وطن کا کہ قصبہ لفیر آباد ہے کرتے تھے

حضرت ممدوح سے رخصت لیکر وطن شریف کو تشریف لیجاتے تھے اور یہاں سے

حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو تشریف لیجاتے تھے اور جب وہاں سے معاودت

کرتے تھے بالا بالا بہ خدمت آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ کے جاتے تھے اور وہیں

رہا کرتے تھے اور جب پھر قصد وطن کا کرتے تھے حسب طریق مذکور کے عمل میں لاتے

تھے غرضکہ کئی مرتبہ اسی طور پر اتفاق آنے جانے کا ہوا مگر بسبب جھگڑہ اور فساد

برادری کے برخاستہ خاطر اور مکدر طبیعت رہا کرتے تھے چنانچہ ایک بار حضرت آدم بنوری
رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ میرا دل بود و باش وطن سے بسبب فساد اہل برادری کے برخاستہ
خاطر رہا کرتا ہے اگر اجازت آپ کی ہووے تو مع عیال اس ملک سے ہجرت کر جاؤں
اور بقیہ عمر کو حرمین شریفین میں صرف کروں حضرت ممدوح نے فرمایا بہتر ..
الا اگر کوئی شخص راستہ میں روکے تو وہیں پر رہ جانا اور قصد آگے کا نہ کرنا آپ نے
یہ منظور کیا اور جناب موصوف سے باارادہ ہجرت رخصت ہو کر قصبہ نصیر آباد میں
تشریف لائے اور سامان سفر میں متوجہ ہوئے ہر چند کہ وہ دن سفر کے نہ تھے اس
واسطے کہ وہ موسم برشگال کا تھا مگر بسبب فتنہ و فساد اور جھگڑے انواع انواع
برادری کے مکدر ہو کر مع عیال اسی ایام قصبہ نصیر آباد سے کوچ کر کے قصبہ رائے بریلی میں
کہ دس کوس قصبہ نصیر آباد سے جانب مغرب واقع ہے تشریف لائے اور جب قصبہ
مذکور میں داخل ہوئے نواب جہاں خان کہ مرید آپ کے تھے اور رئیس اور دی عزت تھے
چنانچہ ایک شہر چھوٹا سا انہوں نے اپنے نام پر مشہور بساکر جہاں آباد کے ملا ہوا قصبہ
رائے بریلی سے سمت شرق کے آباد کیا ہے اور قبر بھی ان کی وہیں ہے انہوں نے

آپ سے پوچھا کہ حضرت نے اس موسم برسات میں کہاں کا قصد کیا آپ نے فرمایا
ارادہ بیت اللہ کا ہے انہوں نے آپکی خدمت میں عرض کی کہ برسات میں پھر
یہیں تشریف رکھیئے بعد برسات کے انشاء اللہ تعالےٰ آپکو پہنچا دونگا اور اس بات
میں ہرگز نہ چھوڑونگا حضرت نے بپاس خاطر اُن کی کے برسات پھر توقف کیا اور یہاں
آپ کا یہ معمول تھا کہ پہر رات باقی رہے جہان آباد سے دریا پر کر آدہ کوری پر آتے ہے
تشریف لاتے تھے اور دریا میں وضو کر کے تہجد پڑتے تھے اور جب تک وہیں رہتے تھے بلکہ
اکثر تشریف دریا پر رکھا کرتے تھے ایک روز حسب عادت کے آپ دریا پر تشریف
لائے اور وہیں مدیا پر شاہ عبدالشکور صاحب رحمتہ اللہ علیہ کہ مجذوب کامل
تھے رہا کرتے تھے آپ کو دیکھ کر ایک چٹائی کو لپیٹ لیا لوگوں نے اُن سے پوچھا
کہ یا حضرت آج آپنے خلاف معمول کیوں کیا آپنے فرمایا کہ نہیں اس اثناء
میں حضرت بھی تشریف لائے دیکھا کہ ایک شخص چٹائی لپیٹے بیٹھا ہے اور گرد اسکے
چند آدمی اور بھی ہیں حضرت بھی السلام علیکم کر کے بیٹھ گئے شاہ عبدالشکور صاحب
قدس سرہٗ نے آپ سے پوچھا کہ کیوں کیا ارادہ ہے آپنے فرمایا کہ ارادہ بیت اللہ کا ہے

انہوں نے آپکو وہاں جانے سے منع کیا اور بہت سمجھایا مگر آپنے اقرار نہ کیا
آخر شاہ عبدالشکور صاحب نے آپ سے کہا اگر ہمارا کہنا نہیں مانتے ہو لیکن
حکم پیر کی ضرور ہے یاد ہے یا نہیں بمجرد اس کہنے کے آپکو فرمان حضرت نوری
رحمتہ اللہ علیہ کا یاد آیا کہ وقت رخصت کے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص روکے
وہیں پر رہ جانا حضرت نے کہا بہتر نہ جاؤنگا حضرت شاہ عبدالشکور صاحب
رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اٹھو حضرت اُٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے آپ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور وہاں سے چلتے چلتے اب آپ کا مکان ہے وہاں پر آئے
اور آپ سے کہا کہ تم یہاں پر رہو اور دریا وہاں اس طور پر واقع ہے کہ اگر اس
مکان سے مکان شاہ عبدالشکور صاحب کا دیکھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
مکان دریا کے اس پار ہے اور مکان شاہ عبدالشکور صاحب کا اس پار ہے
اس واسطے شاہ عبدالشکور شاہ صاحب نے آپ سے رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کہ ہم تم رہیں اسکی پار
لوگ جانے سے سیہ پار وے وہار اور حالانکہ دونوں مکان ایک ہی طرف
ہیں بعد اس کے ایک خط مربع کھینچا اور کہا کہ یہ مسجد بناؤ اور پھر ایک خط مربع

کہ کینچا اور کہا کہ رونا مقرر بنا ہو گر کوئی مرے یہاں دفن کرنا اور کل زمین ان تینوں
خطوں کی بارہ گیر ہے اور پھر شاہ عبدالشکور صاحب نے آپکو دعا دی کہ حق تعالیٰ
اس زمین کو تمہاری اولاد سے آباد کرے اور اچھے اچھے لوگ تمہاری اولاد سے
پیدا کرے یہ کہکر وہ تو اپنے مکان تشریف لیگئے اور حضرت نے وہاں سے آکر
نواب جہان خان سے کہا کہ رہنا ہمارا اب اسی جنگل میں دریا کے کنارہ ہوگا
یہ کہہ کے قبائل کو ہمراہ لیا اور اپنی جگہ پر آکے سکونت اختیار کی اور جب کہ
انتقال ہوا آپکے بیٹوں نے لاش حضرت کو وہیں مسجد اور مکان کے برلب دریا اسی
جگہ جہاں وہ مربع خط کھینچا تھا دفن کیا چنانچہ رقبہ بھی آپکے مقبرہ کا بہت
مضبوط اور مستحکم ہے اینٹ اور چونے سے بنا ہے اور جتنے خاندان شائخ کے ہندوستان
میں ہیں سب میں یہ رسم ہے کہ بعد مرنے صورت اعلیٰ کے سب برادری کے لوگ
اور مرید اس کے جمع ہوتے اور اس کے بڑے بیٹے کو اس کے قائم مقام بٹھلاتے
ہیں اور اس کے پگڑی بندھاتے ہیں مگر یہ رسم خاص اسی خاندان عالی میں نہیں ہے
اس واسطے کہ شاہ علیم اللہ صاحب قدس سرہٗ نے وقت انتقال کے اسکی مخالفت

کردی ہیں کہ ہرگز ہرگز یہ رسم نہ کرنا جس کو حق تعالےٰ اپنے محض عنائت اور فضل سے یہ درجے
عنایت کریگا خود بخود لوگ اُس کے گرویدہ ہونگے اور یہ طریقہ جاری رہیگا چنانچہ آپکے
چار بیٹے تھے اور تفصیل اُنکی کے اس طرح پر ہے کہ آپکے چار بیٹے تھے اور دو بیٹیاں
پسران سید محمد آیت اللہ و سید محمد بہکا و سید ابوحنیفہ و سید محمد
سید محمد آیت اللہ کا سید محمد آیت اللہ رابع پسر و دو دختر پسران سید محمد حسن و سید محمد
فخار و سید محمد جامع اور دو لاولد گئے سید محمد ضیاء و سید محمد صابر اولاد میں
اور باقی لاولد گئے سید محمد ضیاء کے دو بیٹے سید محمد معین و سید ابوسعید
سید محمد معین کے دو بیٹے اور بیٹیاں سید محمد معتصم اور سید محمد منتقم سید محمد منتقم
کے تین بیٹے اور ایک بیٹی سید محمد ولی و سید محمد منتقد و سید قطب الدین احمد
سید محمد ولی را ایک دختر و سید محمد منتقد را ایک پسر سید محی الدین احمد اور
سید محی الدین کے دو بیٹے اور ایک دختر سید عبدالشکور اور عبدالغفور سید
عبدالشکور کے دو بیٹے اور ایک دختر سید علی مرتضیٰ و سید قطب الدین و سید قطب الدین
احمد لاولد گئے سید ابوسعید کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں سید ابواللیث و سید

محمد احسن سید الولایت کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں سید محمد کے ایک بیٹا
اور ایک دختر سید عبد الجلیل سید عبد الجلیل کے پانچ بیٹے سید عبد السلام
و سید عبد القیوم و سید عبد الحفیظ و سید عبد الرب و سید عبد الرشید اور ایک
دختر سید ابو الفتح و سید عبد الغنی و سید عبد الواحد سید عبد الغنی کے دو بیٹے
سید عبد الولی و سید عبد الخالق سید محمد صابر کے ایک بیٹا اور تین
بیٹیاں سید محمد واضح کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں سید
محمد جامع و سید غلام جیلانی و سید معصوم احمد و سید قطب الہدیٰ
سید محمد جامع کے دو بیٹے سید عبد الباقی و سید سراج الدین اور چار بیٹیاں
سید عبد الباقی کے دو بیٹے سید عبد الوہاب و سید عبد القادر سید سراج الدین
کے ایک بیٹا اور چار بیٹیاں سید رفیع الدین سید غلام جیلانی کے دو بیٹے
سید محمد طاہر و سید سعید الدین کے دو بیٹے سید رشید الدین و سید ضیاء النبی
سید رشید الدین کے ایک بیٹا سید طہیر الدین اور دو بیٹیاں سید معصوم احمد کے
ایک دختر و سید قطب الہدیٰ لاولد

سید محمد ہدیٰ کے دو بیٹے سید محمد نور و سید محمد ننا اور چار بیٹیاں سید محمد کے
چار بیٹے اور دو بیٹیاں سیّد محمد عمران و سیّد محمد نعمان و سیّد محمد عثمان و سید
محمد عرفان سیّد محمد عمران کے ایک بیٹا سید محمد غفران اور یہ لاولد گئے
اور سیّد محمد نعمان بھی لاولد گئے سید محمد عثمان کے ایک بیٹا سید عبدالسبحان
سیّد عبدالسبحان کے چار بیٹے اور ایک دختر سید محمد علی و سید احمد علی
و سید حمید الدین و سید عبدالرحمٰن سید محمد علی کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں
سیّد نورالہدیٰ و سیّد نوراللہ و سید ظہوراللہ و سیّد ولی اللہ سیّد نورالہدیٰ
کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں سیّد زین العابدین و سیّد حسن متقی و سید ابوالقاسم
کے دو بیٹیاں سیّد حمید الدین کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں سید محمد سعید و سید عبدالمجید
سید محمد سعید کے تین بیٹے اور ایک دختر سید عبدالرزاق و سید احمد سعید و سید
خمید الدین سید عبدالرحمٰن کے ایک بیٹا سید عبدالرزاق اور یہ بھی لاولد گئے
سید محمد عرفان کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں سید محمد ابراہیم و سید محمد اسحٰق
و امیرالمومنین سیّد احمد سید محمد ابراہیم کے ایک بیٹا اور ایک دختر

سید محمد یعقوب سید محمد یعقوب کے تین بیٹے اور ایک دختر سید محمد یوسف و سید مراد
و سید محمد ابراہیم سید محمد یوسف کے تین بیٹے اور ایک دختر سید محمد عرفان و سید محمد یٰسین
و سید محمد یٰسین سید محمد ایوب لاولد گئے سید محمد اسحٰق کے ایک بیٹا سید خدا
سید محمد اسمٰعیل کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں سید محمد اسحٰق و سید محمد ابراہیم اور ام الموسن
سید احمد کے دو بیٹیاں اور سید محمد غنا کے چار بیٹے اور ایک دختر سید محمد ضیاء
و سید محمد عطوف و سید محمد صفت و سید محمد عمر سید محمد ضیا کے دو بیٹے اور ایک
دختر سید محمد ثابت و سید مہدی سید محمد ثابت کے دو بیٹے سید نجم الہدیٰ
و سید علم الہدیٰ سید نجم الہدیٰ لاولد گئے سید علم الہدیٰ کے ایک بیٹا اور
تین بیٹیاں سید نور الہدیٰ سید نور الہدیٰ کے دو بیٹے سید وطب الہدیٰ و سید
شمس الہدیٰ اور سید محمد صفت کی ایک دختر
سید ابو حنیفہ کے ایک بیٹا سید عبد الباقی اور ایک دختر سید کے تین بیٹے
سید محمد مستقان و سید محمد مختار و سید محمد منتظم یہ تینوں لاولد گئے سید
عبد الصمد فی زمن حضرت دیوان گنج کے ہیں

سید محمد کے دو بیٹے سید محمد حکیم و سید محمد عدل اور تین بیٹیاں بیٹے سید
محمد نثار کے نواسے سید محمد کے تھے سید محمد حکیم کے ایک بیٹا سید محمد ثانی
اور ایک دختر محمد ثانی کے ایک بیٹا۔ سید محمد مصطفےٰ سید محمد مصطفےٰ
کے دو بیٹے سید علی مرتضیٰ و سید حسن مجتبیٰ اور دو بیٹیاں سید محمد عدل کے
ایک بیٹا سید محمد مہدی سید محمد مہدی کے ایک دختر بعد انتقال حضرت
شاہ علیم اللہ قدس سرہ تین بیٹے بڑے اور منجھلے معاش و تناوی
میں مشغول ہوئے اور چھوٹے بیٹے سید محمد بہ قدم قدم والد بزرگوار اپنے
کے ہوئے اور سلوک باطنی پیر رجوع کیا اور جو طریقہ تقشبندیہ ہے
ان کے سبب سے جاری ہوا بعد ان کے جو ان کی وضع پیر ہوا وہی سجادہ نشین
ہوا چنانچہ بہت لوگ اولاد شاہ علیم اللہ قدس سرہ کامل ہوئے
اور حافظ اور مروی اور مشائخ درجے کے مثل اولیا متقدمین کے رحمۃ اللہ
علیہم ہیں کہ نوبت امر المومنین حضرت سید احمد رضی اللہ عنہ کی پہنچی
اور لوگوں نے ان پر رجوع کیا

بیان ہدایت عنوان سفر باظفر خباب امیر المومنین امام المجاہدین مولانا ومرشدنا

حضرت سید احمد قدس سرہٗ العزیز کا زبانی مخبر راز گفتار صداقت شعار میاں دین محمد صاحب کے جو اکثر اوقات ہمراہ رکاب فیض انتساب حضرت امیر المومنین ممدوح پر فتوح کے رہتے تھے اس طور سے ہے کہ حضرت امیر المومنین موصوف جب ستوا ٹھاہ بریلی کے ہوئے تب قصبہ رائے بریلی سے واسطے حصول علوم معرفت الٰہی کے طرف بلدہ مراد شاہجہان آباد کے روانہ ہوئے تب چند روز میں بعد طے منازل اور مراحل کے بیچ خدمت سراپا برکت امام المحدثین رئیس المفسرین قدوہ اہل تمیز حضرت مولانا ومرشدنا شاہ عبدالعزیز مرحوم ومغفور کے پہنچکر ملاقات سے شرف یاب ہوئے حضرت مولانا ممدوح نے جناب امیر المومنین سے مصافحہ ومعانقہ کیا اور اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنا حوال کا شروع کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے حضرت نے عرض کی کہ رائے بریلی علاقہ لکھنؤ سے فرمایا کس قوم سے ہیں عرض کی قوم سادات سے فرمایا سید ابوسعید اور محمد نعمان سے آپ واقف ہیں عرض کی کہ سید ابوسعید اس خاکسار کے تایا اور سید نعمان چچا حقیقی اس فقر کے ہیں تب حضرت مولانا ممدوح اٹھے اور دوسرا کمر

مصافحہ اور معانقہ کیا اور پوچھا کس واسطے یہ مصیبت سفر دور دراز کی اختیار کی حضرت
امیر المومنین موصوف نے عرض کی کہ آپ کی ذات ستودہ صفات کو غنیمت سمجھ کر واسطے
طلب اللہ تعالے جلشانہ کے اس خدمت بابرکت میں آیا ہوں اُس وقت حضرت مولانا
ممدوح نے اپنے خادم سے فرمایا کہ سید صاحب کو مسجد اکبر آبادی میں میرے بھائی کے
ہاتھ میں دے کر میری طرف سے کہدینا کہ ان کا حال میں تم سے وقت ملاقات کے
مفصل کہونگا ان کی مہمانداری اور خدمتگزاری میں حتی الامکان کوتاہی نہ کرنا حضرت
امیر المومنین موافق ارشاد امام المحدثین کے ہمراہ خادم کے مسجد مذکور میں پاس مولوی صاحب
موصوف کے تشریف لیگئے اور انکی ملاقات فرحت آیات سے محظوظ و مسرور ہوے بعد گزرنے
چند ایام نیک انجام کے شب جمعہ کو اوپر دست مبارک قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین
مولانا ممدوح پر فتوح کے شرف بیعت سے بیچ خاندان ہدایت نشان چشتیہ اور
نقشبندیہ اور قادریہ کے مشرف ہوے اور شب و روز حضرت امام المحدثین کے رہنے لگے
عنایت الہی سے چند مدت میں تمام مقامات عام سلوک کے طے فرمائے تفصیل
مختصر اُسکی اس طور پر ہے کہ حلیہ اول میں حضرت امام المحدثین نے جناب امیر المومنین

کو لطائف ستہ سے لطیفہ قلب کا توجہ دیا اور اسدن اسی پر اکتفا کیا پھر دوسرے
دن حلبہ دویم میں باقی لطائف خمسہ یعنی لطیفہ روح اور لطیفہ سر اور لطیفہ
خفی اور لطیفہ اخفی اور لطیفہ نفس کا ارشاد فرمایا بعد تیسرے روز حلبہ سویم میں
سلطان الاذکر بتایا بعد حصول اذکار لطائف ستہ اور سلطان الاذکر کے ذکر نفی اثبات
کا تعلیم کیا بعد اس کے شغل برزخ جسکو بصورت پیر کا کہتے ہیں کہ اکثر طرق صوفیہ
کرام میں معروف و مشہور ہے امر فرمایا سنتے ہی یہ کلام علالت انجام حضرت
امیر المومنین با لحاح تمام و تمسک بالا کلام خدمت میں جناب خاتم المدفین کے التماس
کیا کہ حضرت گستاخی اس خاکسار بیمقدار کی معاف فرمائی جاے عرض خدمت
با برکت میں یہ ہے کہ بت پرستی شعار مشرکان با ننگ و عار کا ہے اس سے اور اس سے
کیا فرق ہے مفصل ارشاد ہو حضرت امام المدفین نے بیت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ
کی پڑھی بیت: بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید: کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا،
حضرت سید المجاہدین نے عرض کیا کہ خاکسار بہر نوع پیر مرشد کا فرماں بردار ہے جو ارشاد
ہو لا انکار منقاد ہے لیکن یہ فعل تو بت پرستی صریح معلوم ہوتا ہے اس خدشہ کو

ذبح کرنیکے لئے کوئی سند کتاب اللہ یا حدیث رسول اللہ کی لانے والا اس امر
میں اس عاجز کو معاف فرمائے حضرت پیر روشن ضمیر یہ تقریر دلپذیر سنکر خطاب
امیر المومنین امام المجاہدین کو اپنے سینہ بے کینہ سے لگا لیا اور ارشاد کیا کہ صد
آفریں حق بات یہی ہے جو تو نے کہی اور بشارت دی کہ اے فرزند ارجمند تجکو
حضرت ذوالجلال عزوجل نے اپنی عنایات بے غایات سے ولایت انبیا
کا مرتبہ عطا فرمایا خطاب امیر المومنین نے عرض کی کہ حضرت ارشاد کیجئے کہ ولایت
انبیا اور ولایت اولیا میں کیا فرق ہے کہ حال مختصر بطور نمونہ بیان کرتا ہوں
باقی تمام کو اس پر قیاس کر لینا جاننا چاہئے کہ اللہ تعالے جل شانہ
جسکو ولایت ولی کی عطا فرماتا ہے شخص شب و روز مجاہدہ اور ریاضت نفس اور صوم و
صلوٰۃ اور کثرت نوافل اور خدمت خلائق میں مشغول رہتا ہے اور ماسوی ماجرون
کو بطریق وعظ و نصیحت کے کچھ نہیں کہتا ہے پہچان اسکی یہ ہے کہ گوشہ تنہائی
میں حضور و مراقبہ یاد الہی میں مستغرق اور صحبت لوگوں کی سے دور رہتا ہے
اس اعمال کو اصطلاح صوفیہ کرام میں قرب بالنوافل کہتے ہیں

جاننا چاہیے صاحب ولایت نبی کے دلمیں محبت الہٰی اس طرح سما جاتی ہے
کہ اس کے سوا کوئی شے خیال میں نہیں آتی اور نہ بجز ہدایت بندگان خدا کے
سنتے گنہگاروں اور فاسقوں کی وعظ و نصیحت میں تبار دنیا داروں کی طعن و ملامت
سے نہ لے ننگ و نمود کو سمجھے عار اقامت فرائض اللہ میں جیت اتباع
سنت رسول اللہ میں جاپڑک جاری کرنے میں توحید سنت کے نہ لے خوف شرک و
بدعت کی پنج کش میں نہ باک مجاہدہ کفار اور نا دیب اشرار میں جان و مال اور عزت
و آبرو سے حاضر اور ایذائے معاندین بیدین پر صابر اور اکثر محفلوں اور مجلسوں
میں للہ فی اللہ جاتا ہے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سناتا ہے یہی کار بیشتہ
آسکا ہے اور یہی اس کا پیشہ ہے اصطلاح صوفیہ کرام میں اس کو قرب
بالفرائض کہتے ہیں بعد اسکے حضرت امام المحدثین نے جناب سید المجاہدین
کو تاکید تمام و تقید مالا کلام کے ارشاد کیا کہ اپنے مکان سکونت میں جاکر
بیٹھو اور جو کچھ اشغال میں نے تعلیم کئے ہیں بعد نماز پنجگانہ ان میں مشغول رہو
خصوصاً بعد نماز فجر اور عصر کے تسبیح و تہلیل اور مشق نفی و اثبات میں اور توجہ

۲ آپ زنکیوں کو کھولکر کہا دیکھتے ہیں کہ جناب رسالتمآب سید المرسلین رحمت للعالمین
حضرت مصطفےٰ صلعم اور حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ داہنے اور بائیں
بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اُٹھ کر غسل کر کہ تو جنب ہے حضرت سید المجاہدین
نے اسی دم جاکر غسل کیا بعد فراغ غسل کے نزدیک ان دونوں بزرگواروں کے
آئے ایک صاحب نے ان میں سے فرمایا کہ اے فرزند آج لیلۃ القدر ہے دعا
اور مناجات کرنے سے جناب قاضی الحاجات میں کسی طور قصور نہ کرنا پھر وہ دونوں
بزرگوار وہاں سے تشریف لیگئے حضرت سید المجاہدین فرماتے تھے کہ اُس رات تو
مجھپر نہایت فضل الہٰی ہوا کہ واردات عجیبہ اور واقعات غریبہ مشاہدہ ہوئے کہ بصارت
ظاہری سے ہر شئے کو جس طور سے ہے نظر کرتا تھا میں اور پھر اُسی حالت میں دیدۂ
دل سے جسکو بصیرت باطنی کہتے ہیں تمام متحجر و حجر اور دیوار در کو مسجد کے میں تسبیح و
تہلیل کرتے ہوئے دیکھا میں نے عجب طور کا مقام حیرت پایا کہ منہ سے وہاں سے
اُس کے زبان قاصر ہے اُسی دم سر سجدہ میں رکھا میں نے اور زبان شکر الہٰی اور دعا
اور مناجات میں کھولی اور اس حالت میں بیہوش و از خود فراموش رہا میں یہاں تک

کہ موذن نے اذان صبح کی کہی دفعتہً آنکھ میری کھلگئی اپنے ہوش میں آگیا میں
اُٹھکر وضو کیا اور نماز جماعت میں شامل ہوا پھر بعد نماز اشراق کے حضرت
امام المحدثین کی خدمت میں حاضر ہوا اور بعد سلام مسنون الاسلام کے جو کچھ
اس رات کو مشاہدہ کیا تھا عرض کیا آپنے مسکرا فرمایا کہ شکر ہے اس
قادر مطلق کا جس نے شاہد مقصود سے تمکو ملایا اور حاجت دلی کو روا فرمایا
بعد اس کے روز بروز لحظہ بلحظہ آثار ترقی درجات اور نشان علوئے مرا
کے آپنے میں مشاہدہ فرمانے لگے چنانچہ یہ کئی مضمون ہدایت مشحون
کتاب مستطاب صراط المستقیم میں موجود ہیں کہ سید المجاہدین نے ایک شب خواب
دیکھا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خرمے اپنے دست مبارک
سے لیکر مجھکو کھلائے اس وضع سے کہ ایک کے بعد دوسرا اس کے بعد تیسرا
میرے منہ میں رکھا جب میں اس خواب سے بیدار ہوا آثار برکات
رویائے صادق کے اپنے میں ظاہر پائے اور یہی واقعہ ابتدائے
سلوک مسطرقیا بثبوت کے حاصل ہوا اور اسی طور فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ

یہ خواب کہ جناب ولایت مآب امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مجکو
اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور خوب ساخت وخو کیا اور حضرت فاطمہ
زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے دست مبارک سے پوشاک فاخرہ مجکو پہنائی پس
بسبب اس واقعہ کے کمالات طریق نبوت کے مجلوہ گر ہوئے اور بہت اسی طرح
کے معاملات عجیبہ اور واقعات غریبہ ظہور میں آئے یہاں تک کہ ایک
روز حضرت معبود برحق قادر مطلق جل جلالہ وعم نوالہ نے واسطہ جناب سید المجاہدین
کا اپنی دست قدرت سے پکڑا اور ایک چیز نہایت عجیب وغریب آپکے سامنے کرکے
فرمایا کہ یہ چیزیں تجھکو عنایت کرتے ہیں اور سوا اسکے اور چیزیں بھی عطا کرینگے
اسی ایام فرخندہ فرجام میں ایک شخص نے حضرت سید المجاہدین سے درخواست وسطے
بیعت کے لیکن دنوں تک آپنے کسی سے بیعت لینا نہیں شروع کیا تھا آپنے
اس بات کو قبول نہ فرمایا وہ شخص اس امر میں بہت الحاح وزاری سے پیش
آیا آپنے بطور تسلی اس سے فرمایا خیر دو یک روز توقف کرو جو کچھ مناسب ہوگا
ظہور میں آئیگا بہر وہ حضرت وسطے طلب اور بسیار عجز وزاری کے عرض کیا کہ خداوندا

ایک بندہ تیرے بندوں میں سے چاہتا ہے کہ ہاتھ پیر اس ناچیز لے تکبر کے بیت
کرے اور تو نے اس خاکسار نے مقدار کا ہاتھ پکڑا ہے اس دنیا میں جو بندہ
کسی بندہ کا ہاتھ پکڑتا ہے تو حقیقت اپنی وسگیری کا خیال کرتا ہے اور تیرے
اوصاف کو ساتھ اخلاق مخلوقات کے کا نسبت تو سرداروں کا بڑا اور بادشاہوں
کا بادشاہ ہے اس معاملے میں کیا منظور ہے جناب باری عز اسمہ سے حکم ہوا
کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کریگا اگرچہ لاکھ برس میں ہر ایک کو کفایت کروں گا
= انتہی بعد ظاہر ہونے ان واقعوں کے مذکورہ کے حضرت سید العابدین فرماتے تھے کہ
جس وقت بیچ عالم مراقبہ کے طرف ارواح مشائخ دلویہ رحم اللہ علیہم کے متوجہ ہوتا
تھا میں آپ کو مرتبے میں اُنے اکمل و اتم پاتا تھا چنانچہ ایک روز **طرف** روح پرفتوح
حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے متوجہ ہوا میں دیکھا میں نے کہ ایک
چتر نورانی سر پر اس قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین کے پھرتا ہے بعد ایک لحظہ کے کیا
دیکھتا ہوں کہ اسی طور کے دو چتر اور پر مجھ خاکسار کے نمودار ہوئے یہ واقعہ دیکھکر
مارے شرم کے گرداب حیرت میں پڑا کہ الٰہی یہ کیسا برعکس معاملہ ہے کہ میں آپ کو کمترین

مریدوں اُن حضرت کے سے گنتا ہوں اپنے وہ عنایت اور مجھ پر یہ مرحمت

اور سبب آپکے کہو دیں میں نے آپنے اس کے جواب میں خوش ہوکر فرمایا کہ اے

فرزند ارجمند آثار ولایت نبوت کے یہی ہیں اور یہ تو ابھی ایک مشت نمونہ ہے خروار

سے اور ایک گلدستہ ہے گلزار سے اس طرح کے آثار بشمار روز بروز تجھ پر ظاہر ہونے

والے ہیں الغرض بعد طے کرنے مقامات سلوک کے حضرت سید المجاہدین جناب امام الحقین

سے مرخص ہوکر طرف دولتخانہ اپنے کے تشریف لیگئے اور وہاں قریب دو برس

قیام کیا اور اسی عرصہ میں موافق سنت سنیہ حضرت خیر الانام علیہ افضل التحیۃ والسلام

کے تمام رسوم و بدعات کو موقوف کرکے اپنا نکاح کیا - ایک روز سید المجاہدین

بالہام الہی قصبہ رائے بریلی سے بہفت فرا ہوکر بہیچ لشکر ظفر پیکر نواب نامدار والا

اقتدار عالیجناب معلی القاب نواب امیر الدولہ ولد محمد امیر خاں بہادر مرحوم و مغفور

کے تشریف لائے ان روزوں نواب ممدوح پر فتوح نے ساتھہ افواج پیادہ و سوار

اور توپوں نے شمار کے تمام اس ملک میں صوبہ مالوہ وغیرہ تک دھوم مچا رکھی تھی

تمام اس نواح کے حکام تا کام یعنی راجہائے کفار نابکار کو مغلوب کر رکھا تھا جس

ریاست میں ساتھ فوج کثیر جمع غفیر کے جاتے تھے لاکھوں روپیہ بطور نذر کے
لاتے تھے اور اگر رئیس خبیث ادائے نذر میں کچھ قیل وقال کیا بلا توقف اُس کی
ریاست کو لوٹ مار کر پامال کیا حضرت امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ خود
اپنی زبان ترجمان سے فرماتے تھے کہ جس وقت میں پنج لشکر ظفر پیکر نواب
صاحب پر فتوح کے پہنچا اور شرف ملاقات اُنکی سے مشرف ہوا اُن روزوں
نواب صاحب ساتھ لشکر جرار پیادہ وسوار بشمار کے شاہ پوری کے علاقہ
قصبہ دہیکورہ کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے مسعود جنگ تھے آخر الامر والی قلعہ نے
شنگ ہوکر نواب صاحب مرحوم سے مصالحت کرلیا اور کچھ نقد نذر دیکر رخصت کیا اور ان
روزوں بسبب قحط سالی کے غلہ کا لشکر میں یہ حال تھا کہ اکثروں کے پاس ۱۰ روپیہ پیسہ
موجود مگر غلہ کا نشان مفقود بڑی کوشش وتلاش سے قدرقلیل ہاتھ آتا تھا۔
جب وہاں سے لشکر نے اور طرف کو رخ کیا ایک منزل میں یہ واقعہ پیش آیا
کہ اسدن تمام کو قریب ایک بستی کے تمام لشکر نے مقام کیا اور حضرت سید المجاہدین
کے مال خیر مآل سے اس فوج ظفر موج میں کوئی آگاہ نہ تھا بعض لوگ جانتے

تھے کہ یہ شخص سید آل رسولؐ پر نہرگاہ زنیک کردار ہے اور تین آدمی رفاقت میں
حضرت سید المجاہدین کے تھے ایک کا نام رحمت اللہ اور دوسرے کا نام قاذر بخش تھا اور
تیسرے کا نام یاد نہیں یکبارگی بھوکے بیقراری سے کہنے لگے کہ سید صاحب ہم نے
بارہا آپکی زبان مبارک بیان سے سنا ہے کہ ہماری اکثر دعا اللہ تعالیٰ جلشانہ
قبول فرماتا ہے اس وقت مناسب ہے ہمارے واسطے دعا کیجئے تاکہ وہ رزاق مطلق
معبود برحق اپنے احسان عام سے ہم کو روزی دیوے حضرت سید المجاہدین نے
فرمایا صاحبو بہتر تو یہ ہے کہ پانوں دامن قناعت میں سمیٹ کر بیٹھ رہو صبر
کرو خدا رزق ہے اُن رفیقوں نے کہا کہ حضرت صبر کہاں سے لاویں سگ نفس
نے کہا نے کیونکر سمجھاویں حضرت سید المجاہدین یہ کلام ملالت التیام سنکر کمل اوڑھ کر
لیٹ رہے وہ تینوں رفیق وہاں سے اٹھکر کہیں کہانے کی تلاش میں نکلے بعد
ایک ساعت کے ایک مرد ایک عورت کے سر پر طباق حلوے کا تازہ بتازہ گرما گرم
لیکر حضرت سید المجاہدین کے سرہانے موجود ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ حضرت یہ
نذر اللہ ہے آپنے حمد اللہ کر لیا اور شکر خدا بجالائے اور اُن دونوں سے کہا

کہ کچھ توقف کرو ہمارے آدمی کہیں گئے ہیں آجاویں تو طباق خالی کردیویں
انہوں نے عرض کیا کہ ہمکو طباق کی حاجت نہیں وہ بھی نذر خدا ہے
اب ہم جاتے ہیں السلام علیکم آپنے کہا وعلیکم السلام کچھ دیر میں وہ تینوں رفیق
بھی آپہنچے آپنے وہ طباق حلوے کا آگے آگے دھردیا انہوں نے خوب سا کھایا
اور شکر الہی ادا کیا بارہا قریب دو مہینہ تک یہ حال اپنی آنکھوں ..
معائنہ کیا کہ ان دونوں لشکر ظفر پیکر میں حضرت سید المجاہدین کو نجار
آنا تھا جسوقت نجار کی آمد ہوتی اور لشکر سفر میں ہوتا اپنے لوگوں سے فرماتے
کہ شتاب یہاں کسی جگہ خیمہ کھڑا کرو لوگ عرض کرتے کہ حضرت تمام لشکر آگے
چلا جاتا ہے ہم یہاں کیونکر ٹھہریں آپ فرماتے آج اسی میدان میں مقام ہوگا
لوگونکو تعجب ہوتا کہ حضرت یہ کیا مجذوبوں کی سی بیٹھ مارتے ہیں اسی اثنا میں والے
مقام کے جھنڈا کھڑا ہوتا تب لوگونکو یقین ہوتا کہ حضرت سچ فرماتے تھے اسی طور
بارہا تمام لشکر مقام میں ہوتا اور دسوقت ایکا نجار اترتا اپنے لوگوں سے
فرماتے جلد ڈیرہ اکھاڑو کوچ کی تیاری کرو لوگ عرض کرتے کہ حضرت آپ کیا فرماتے

ہیں رہی لشکر کے کوچ کی تیاریں کا نشان بھی ہیں فوراً اسی اثناء میں نقارہ
کوچ بجا لوگ اس حال کے دیکھنے والے تعجب کرنے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے
جب یہی حال بارہا معائنہ کیا اور موافق ارشاد کے ظہور میں آیا پھر تو جب دیکھتے کہ
عین سفر میں خیمہ حضرت امام المجاہدین کا لوگ استادہ کرتے ہیں اکثر آدمی اپنے اپنے
کھڑے کرنے میں مشغول ہوتے قبل تمام کرنے لشکر کے اور اسی طور اسباب لادنے والے
سفر کے پیشتر کوچ کے نقارہ بجنے سے ایک بار لشکر جرار نواب نامدار والا تبار مرحوم و
منفور کا شیرگڑھ یا اور کہیں سے آتا تھا برسات کا موسم قریب دریائے چمبل کے شام
کو مقام نیا رات کو خوب مینہ برسا صبح کو نواب مستطاب ممدوح پر فتوح نے
لوگوں سے فرمایا کہ دریا کی خبر لاؤ جس گھاٹ پایاب ہو وہاں سے لشکر عبور
کرے موافق فرمان واجب الاذعان کے مخبروں نے اطلاع کی کہ فلانے فلانے
گھاٹ پایاب ہے حکم ہوا کہ اسی طرف لشکر اترے قریب آدھے لشکر کے پار ہوا ہوگا
کہ اچانک دریائے مذکور میں جوش آیا پانی بڑھنے لگا بہت لوگوں کا اسباب بہنے لگا
جو لوگ اترے سو اترے باقی اسی پار مضطرب و بیقرار کھڑے رہے اور حضرت امیر المومنین

امام العابدین اتر کر کنارے کھڑے تھے لوگوں کا اوداس و بیحواس دیکھکر جناب الٰہی میں
دعا کرنے لگے کہ خداوندا تو نے اس گنہگار ناچیز سے وعدہ کیا ہے کہ جہاں کہیں کوئی
صدمہ عظیم یا حادثہ الیم پیش آوے تو دعا کیجیو میں قبول کرونگا سو اس صدمہ سے
زیادہ میں نے کوئی حادثہ نہیں اس آفت جانگداز حسرت افزا سے ایسے
بندوں کو نجات دے جناب الٰہی سے الہام ہوا کہ ہم نے دعا تیری قبول
کی اور اس بلا سے لوگوں کو نجات دی اور تو بھی آپ دریا میں اتر کر جو
اسباب لوگوں کا بہا جاتا ہے نکال حضرت امیر المومنین امیں دم دریا میں اترے
اور اسباب لوگوں کا نکالنے لگے کچھ دیر کے بعد جا بجا مشتمل عمل اٹھا کہ دریا
اترا جاتا ہے کوئی مت گھبراوے اس اثنا میں امام المحدثین امام العابدین نے دریا
میں نگاہ کی کہ بیشمار لشکر کی مع علمہ کے ایک سلسلہ پہاڑ کی ہے ہر طرف سے
آیا دریا نے محاصرہ کر لیا ہے حضرت نے دعا کو ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ ابھی صبر نہ کرنا شتاب کو دریا اتر جاویگا پھر آنا اس اثنا میں
ایک مشتہر دوسرا ہوا کہ غلام حیدر خاں بلند بھی لشکر لیے جاتے ہیں

حضرت امام المجاہدین نے دوڑ کر سراے تسلی آواز دی کہ خانصاحب میں آپہنچا
کچھ خوف نہ کرنا اور جا کر اُن کا ہاتھ پکڑا اور ایک اونچے پتھر پر جا بیٹھے
اگرچہ خانصاحب ممدوح تیرنا جانتے تھے مگر ماندگی کی وجہ سے بدحواس
ہو گئے تھے بعد کچھ دیر کے خانصاحب موصوف نے حضرت سید المجاہدین
سے کہا کہ آپ دریا کے پار تشریف لیجیے آپ نے فرمایا کہ خانصاحب کچھ دیر
میں جب دریا کم ہو جائیگا تب اُتر جانا خان موصوف نے کہا کہ یہ کسکو
معلوم کہ دریا کم ہوگا یا زیادہ آپنے فرمایا کہ جناب الٰہی سے امید ہے کہ
چند عرصہ میں دریا پایاب ہو جائیگا اور آپ جا کر لوگوں کے اسباب لگانے
میں مشغول ہوئے جب دریا کم ہوا تب خانصاحب موصوف کو ساتھ لیکر
کنارے پر آئے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعا سے سب کی جان و مال اس
آفت سے بچایا الغرض بآرام تمام دریا اتر کر کئی دن وہاں مقام کیا
پھر جس طرف جانا منظور تھا کوچ فرمایا اس طرح کی جب کئی کرامتیں
اُس حضرت سے ظہور میں آئیں تب اکثر لوگ لشکر کے معتقد ہوئے بعض

شخص کہتے تھے کہ یہ صاحب خدمت اس نشکر ظفر پیکر کے ہیں اور بعض
کہتے کہ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت ہیں لشکر میں تو وہ
مستطاب مرحوم مغفور کے سبب کثرت سیر و دور کے اکثر پیادے اور
سوار و ر پر کھانے دانے کی تنگی اور تکلیف ہوتی تھی مگر اللہ تعالیٰ
کی عنایت نے نہایت سے نہایت میں حضرت سید المجاہدین سبب
طرح سے فراغت اور فراخی رہتی تھی یہ حال خیال کر کے اکثر مردم ناواقف
گمان کرتے تھے کہ دن کو نواب صاحب مرحوم شاید کچھ پوشیدہ
بھیجتے ہیں یا ان کو کیمیا آتی ہے یا دست غیب ہے، حواپ کے بیان تنگی
و تکلیف ہیں اور بعض یار و اشنا یہ بات آپ کے سامنے کہتے آپ ان
سے فرماتے کہ ان تینوں باتوں سے ایک بھی نہیں میرا پروردگار
جو اپنے فضل و کرم سے روزی پہنچاتا ہے اور جس دور نواب
مستطاب سے عنایت ہوتا ہے سبکو معلوم ہے کہ میں لوگوں کو اسی
دم تقسیم کر دیتا ہوں الغرض ایک روز صبح ہی مشیت و تقدیر الہٰی سے

کچھ کھانے دانے کا بندوبست نہ ہو سکا آپ نے سب کے ساتھ نماز عشا
ادا کی بعدہ ورد وظیفہ میں مشغول ہوئے قریب گزرے پہر رات کے
وظیفہ سے فارغ ہو کر اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے لوگوں نے
پوچھا کہ آج کھانے دانے کی کیا صورت ہے لوگوں نے عرض کی کہ
اب تک تو کچھ صورت نظر نہیں آئی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
کے یہاں سب کچھ موجود ہے اُسی کو یاد کرو اور آپ خیمہ میں جا کر
بلیگ پر آرام فرمانے لگے اور باقی آدمی اپنے اپنے بستر پر لیٹے
راوی کہتا ہے کہ میں اور ایک عورت پیر زال سیدانی کی خدمت
والی کچھ باتیں کرتے رہے جب قریب آدھی رات کے گزری
تب رشک سیدانی مذکورہ سے کہا میں نے کہ اب رات بہت گئی
تم بھی جا کر سو رہو اور میں بھی وہاں سے اُٹھ کر اپنے بستر پر چلا
جیسے قریب خیمہ کے پاؤں رکھا ٹھوکر لگی ہمارے ساتھیوں میں
شیخ پیر علی نام ایک جوان بڑی سیدھ رکھتے تھے مجھکو گمان ہوا

کہ سیر کی ٹہوکر لگا میں نے کہا شیخ صاحب بارہا تم سے کہا میں نے
کہ اپنی سیر کو نے موقع ٹہوکا کرو دیکھو تو میرے پاؤں میں ٹہوکر
لگ گئی اسدم سیر اُنکی طرف پاش کے دھری تھی وہ اُٹھا کر
ہاتھ سے بجا کر کہنے لگے بیا مصاحب آپ کیا فرماتے ہیں میری سیر
تو میرے پاس یہ موجود ہے تب میں نے جھک کر ہاتھ سے ٹٹولا تو
معلوم ہوا کہ خوان کہا نے کا ہے جلد میں نے چراغ جلا کر دیکھا تو
دو خوان تھے اور اُن پر دو دو روٹیوں اور بنے ہوئے سالن کے
حصہ لگے ہوئے دھرے ہیں میں نے حضرت امیر المومنین کو جگا کر کہا
کہ حضرت کیا کوئی آدمی آپکے پاس اس وقت آیا تھا آپ نے فرمایا
کہ اس جستجو سے کہ کون آیا اور کون گیا تم کو کیا مطلب اللہ تعالے
رازق ہے اپنے بندوں کو ہر طرح روزی دیتا ہے اپنے آدمیوں کو
جگا کر ایک ایک حصہ حوالہ کر دو اور ہمارا حصہ کہیں حفاظت سے
دھر دو صبح کو حساب ہوگا کہا دینگے میں نے موافق ارشاد حضرت کے

وہ جسے تقسیم کروئے سو حضرت امیر المومنین تمام چھتیس آدمی تھے اور انہی
آپنے جج کو بعد نماز اور وظیفہ کے اپنا حصہ طلب فرمایا اور اس میں سے
ایک روٹی اور کچھ سامان کھایا اس وقت خدا بخش نام خضرت کا سائیان
کہیں چلا گیا تھا چارہ لانے کو جاتا تھا آپنے روٹی اور باقی سامان اس کے
حوالہ کیا بعدہ آپ نواب صاحب مرحوم کے دربار میں تشریف لیگئے اور میں
وہاں سے حاجی زین العابدین صاحب کے پاس اس رات کے حال
کو کہنے گیا حاجی صاحب سنتے ہی اس وقت گھوڑوں کو راتب کھلا رہے
تھے یہ خبر سمیت اثر سنکر شکر الہی ادا کیا اور کہا کہ حضرت اس وقت کہاں
ہیں میں نے عرض کی کہ دربار کو تشریف لیگئے ہیں وہ کہنے لگے کہ تم شان
پیر چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں میں وہاں سے دیر سے پھرا یا اتفاقاً اسی
وقت البدر شاہ مغفور نے مولوی مرتضیٰ صاحب مرحوم سے رات کا
حال بیان کیا اُن کو سنکر تعجب ہوا کہ جناب سید صاحب ہمارے
اکثر وقایع سنتے مگر یہ سب سے بڑھکر ہوا اس واسطے میں

حضرت امام المجاہدین بھی دربار سے اُنہیں کے ڈیرے پر تشریف لائے
مولوی صاحب ممدوح نے پوچھا حضرت یہ شب کو کونکر حال گزرا آپنے
میرا نام لیا کہ یہ حال دین محمد کو مفصل معلوم ہے اُن سے دریافت کرو
مولوی صاحب ممدوح نے مجھکو بلاکر پوچھا میں نے وہ سارا قصہ جسطور گزرا
روبرو اُن کے عرض کیا پھر حضرت امام المجاہدین نے مولوی صاحب موصوف
سے کہا کہ دلی طور ایک بار اور بھی ایسا ہی حال گزرا کہ ایک طباق
حلوا گرما گرم نہایت لعین اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے غائب
سے بھیجا اور کئی آدمیوں نے کہا یا یہ اُس حلوے کا مذکور ہے جو آگے
اسطور ہو چکا ہے ایک بار لشکر جرار توپ اسوار دولت مدار کا طرف
شمیر گڑھ کے جاتا تھا میں ایک راہوار باد رفتار پر سوار تھا میرے پاؤں میں
ایک قلیل سا زخم دندارو تھا مگر مجھکو خبر نہ تھی دفعتہً اس میں سے ایک شیشہ
سا آپ ہی آپ مقدار تہم بالشت کے باہر نکل آیا میں کبھی نا دیکھے واقف
نہ تھا دیکھا تو جانا کہ خدا معلوم یہ کیا بلا ہے لے تا مل جسکی سے ہیچ لیا وہ ٹوٹ گیا

شام کو جہاں قیام کیا پیر و رم کر گیا اور نہایت سخت درد شروع ہوا لوگوں ۳
نے پوچھا یہ کیا حال ہے میں نے بیان کیا وہ کہنے لگے یہ تو نادرو تباہ کیا چاہئے
اب کیا فساد کرے جس کو یہ حال پر ملال میں نے حضرت سید المجاہدین سے ذکر
کیا آپ نے اس زخم پر اپنا لب مبارک لگا کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے نکلد تبا
اور اسی کے حکم سے دفع ہوگا انشاء اللہ تعالے الغرض چار پانچ روز میں
وہ زخم چنگا ہو گیا نہ ورم باقی رہا نہ درد یہ قصہ بادل خان خانزادے کے
ڈیرے میں ایک سپاہی نے سنا وہ بھی بہت روزوں سے اسی بلا میں مبتلا
تبا حضرت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ اگر تم سب
برے کاموں سے توبہ کرو اور پانچوں وقت کی نماز پڑھنے کا اقرار کرو
تو میں اپنے سچے مطلق اور معبود برحق سے دعا کروں وہ اپنی عنایت
سے نہایت سے شفا بخشے وہ سپاہی بیچارہ مصیبت کا مارا اسی دم تمام
افعال شنیعہ سے تائب ہوا اور ادائے نماز پنجگانہ کا اقرار کیا آپ نے
اسی طور اس کے زخم پر بھی لب مبارک لگا دیا اور اسی طور فرمایا

اور کہا جو کچھ دوا اسپر لگائی ہے دور کر اللہ تعالےٰ شفا دیگا حکمت الہٰی سے کئی روز میں وہ بھی چنگا ہو گیا یہ خبر لشکر میں مشہور ہو گئی ان دنوں لشکر میں کئی آدمیوں کے نارو لگکلا نہا جو آپکے پاس آتا اسکے زخم پر اپنا لب مبارک لگا دیتے اور فاسقوں نے بیماریوں سے وہی اذار پہنچے دو چار روز میں فضل الہٰی سے چنگا ہو جاتا ایک پنساری مدار بخش نام رہنے والا پیولا تکبری کا لشکر کفر پیکر میں نور بصر مطلب منصور کے تہا حضرت امام المجاہدین کے پاس اکثر دوکان سے گھوڑوں کا مصالحہ جو غرہ آتا تہا اکثر لوگ حضرت امام المجاہدین ممدوح پیر مرشد کے جو اس کی دوکان پیر سودا خریدنے جاتے اسکی زبانی دو تین وقائع جیسے نارو کا چنگا ہونا یا روٹیوں کے جوانوں اور حلوے کے طباق وغیرہ جناب امام المجاہدین کی کرامات سے سنے اسکو تمنا ہوئی کہ میں بھی اپنے واسطے حضرت سے دعا کراؤں کہ اللہ تعالےٰ مجھکو فراغت دیوے ایک روز حضرت کے پاس آیا آپنے پوچھا تم کون ہو اس نے عرض کی

کہ میں آپ کا پنساری ہوں حضرت کے یہاں میری دوکان سے گھوڑوں کا دانہ
وغیرہ آتا ہے آپ نے فرمایا کہ دسوقت آنیکا کیا سبب ہے اس نے عرض کی کہ حضرت
میں بہت تنگ حال رہتا ہوں گھر میں خرچ زیادہ آمدن کم دکان میں کچھ خیر و برکت
معلوم نہیں ہوتی یہ آرزو ہے کہ حضرت کچھ میرے حق میں دعا کریں اللہ تعالیٰ
مجھ پر دنیا فضل کرے آپ نے فرمایا تمہارا نام کیا ہے اور کہاں رہتے ہو
اس نے عرض کی نام میرا مراد بخش بھولا گیٹری میں گھر ہے آپ نے فرمایا جو
ہم تم سے کہیں اس کو مانو تو ہم اپنے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اس نے کہا
آپ جو ارشاد کریں گے بلا عذر قبول کروں گا آپ نے اپنا نام اللہ بخش رکھو
اور سب بڑے کاموں سے نائب ہو پانچوں وقت نماز پڑھو جھوٹ نہ بولو
دغا و فریب جان بوجھکر نہ کرو اپنا مال کسی کو کم نہ دو اور کسی غیر کا زیادہ نہ لو
اس نے عرض کی کہ یہ سب میں نے مانا انشاء اللہ تعالیٰ کسی امر میں کسی قصور
نہ ہوگا آپ نے فرمایا اب جاؤ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا تمہاری دوکان
میں برکت ہوگی وہ اپنی دوکان پر گیا عنایت الٰہی سے اسے ترقی ہوئی

شروع میری اول تو اس کے پاس تین چار بیل لادنے اور ایک چھوٹا سا
پال سایہ کرنے کو تھا قریب دو سال کے عرصہ میں حضرت کی دعا سے
تو دس بیل اور چار اونٹ اور چھ سات نوکر چاکر اور بڑا سا پال
ہوا ایک روز حضرت امیرالمومنین کے پاس آکر التماس کی کہ اللہ تعالیٰ
نے آپکی دعا سے (از ستر چیز رسانید) مجھکو سب کچھ دیا اب
میری یہ آرزو ہے کہ جو کچھ دوا و مصالح وغیرہ حضرت کا سرکار میں
درکار ہو ہمیشہ مجھ داموں میری دکان سے آیا کرے آپ نے
فرمایا یہ ہرگز نہ ہوگا اس نے اس بات میں بہت مبالغہ کیا آپ
نے کسی طرح نہ مانا اور اپنے آدمیوں سے فرمایا کہ خبردار جو فقیر ان کے
یہاں سے آوے کبھی نے قیمت نہ لینا فقط

ذریعہ زندگانی تاجدار کی مشہور ہے کہ ستر اسی ہاتھ کنوئیں کھودا تب کہیں پانی نکلتا ہے ایک بار نواب مستطاب مغفور مرحوم نے ایک ٹھاکر پر ملک مانڈوار کے لشکر کشی کا روزگار سے جو کوئی

آسمانی گولیوں سے دور ہتے اُن میں خوک ہوکر ڈوا دئے اور جو نزدیک تھے
اُن میں زہر ملوا دیا القصہ فوج ظفر موج نزدیک مندر کے پہنچ کی
وہاں پہنچی تمام کا حکم ہوا مجرموں نے خبر دی کہ کنوؤں میں خوک پڑے ہیں
یہ حال سنکر حضور پر نور نے فرمایا کہ آگے چلکر فریب کنوئے کے ڈیرا کرو
وہاں لشکر نصرت اثر مانند سیلاب کے پہنچا دیکھا کہ کنوئے میں کیل پانی
کے وسطے سوراخ کئے ہیں یہ حال لوگوں نے نواب صاحب کو عرض کیا
عرض کیا سنکر عالم حیرت میں رہ گئے کہ اب کیا تدبیر کریں اب اوس
یہ تمام بند ہوئے اگر پیویں یا نہ پیویں بہت لوگ جا بجا دوڑائے
کہ پانی کا سراغ لاویں حضرت امام الحاجین نے لوگوں کو نہایت مضطر و
بیقرار دیکھا کہ مارے پیاس کے تیم جان ہو رہے ہیں اپنے جناب الہی میں
دعا کی کہ خداوندا اپنی مخلوق کو پانی دے اگرچہ یہاں پانی دور ہے
پر تیرے لئے دور و نزدیک سب برابر ہے جناب الہی سے الہام ہوا
کہ دعا تیری مستجاب ہوئی ان گڑھے نالوں کے کنارے کو تیں کھودے جاویں

پانی کتنے گاؤں پر ہے نواب صاحب مغفور نے کہا کہ جملہ بلیداروں کو حکم ہو کہ
ہاتھ کے نشیبوں کے کنارے کوئیں کھودیں حضور پرنور نے کہا کہ حضرت بلیدار
کتنا تک کھودیں یہاں ستر اسی ہاتھ سے کم کوئی نہیں ہوتا ارشاد فرمایا
کہ خدا کے حضور نزدیک و دور سب برابر ہے آخر نواب صاحب
ممدوح نے فرمایا تمام لشکر کے بلیدار موجود ہوئے اور کھودنے لگے قدرت
الٰہی سے ہر جگہ چار پانچ ہاتھ کے نیچے وہ آب لطیف خوشگوار نکلا کہ
زبان بیان خوبی اُسکی سے قاصر ہے تمام لشکر والے سیراب ہوا
اور وہیں مقام کیا حاکم قلعہ نے اپنے جاسوسوں کو بھیجا کہ دیکھو لشکر والے
پانی کہاں سے پیتے ہیں آکر دیکھا اور حاکم مذکور حاضر عرض کیا کہ ایسا
حادثہ ہے اُس کو باور نہ ہوا اور کئی معتبر آدمی بھیجے اُنھوں نے بھی ایسا
طرح جاکر کیا حاکم مذکور کو بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ واہ
صاحب سے لڑائی میں کون جیتے گا ان کے تو لشکر جنات و انسان
بھی ہے القصہ ویسا ہی کیا جیسے کہ تمام لشکر نے وہاں مقام کیا

دوران اس گفتگو کا پتا پیر کو تم جلوس نواب نامدار دولت مدار سے
مصالحت کری اور کچھ روپیہ دیکر باخوشی رخصت کیا راوی کہتا ہے
کہ یہ قصہ جناب امیر المومنین سید المجاہدین قدس سرہ کی بار قصبہ
رائے بریلی میں حضرت مولانا عبدالحی اور مولانا محمد اسمٰعیل سے تبرکاً سنے
بیان فرماتے تھے فقط حضرت سید المجاہدین علیہ الرحمۃ ایک گھوڑا
سمند سیاہ رانو دو سو روپیہ کا خرید لیا بعد دیکھنے معلوم ہوا کہ اس کا
اور تیز گام سوار نہیں ہے نواب فتح علی خاں اور رشم علی خاں
اور غلام حیدر خاں وغیرہ دوستوں نے کہا کہ حضرت گھوڑا
تو اچھا لیا مگر کچھ ہے اپنی سواری کے قابل نہیں میدان لشکر میں دوڑ
دھوپ کے درمیان گھوڑا ایک دم بے دست جا پڑے خیر ہوا سو ہوا اب
اور کوئی گھوڑا خوش قدم تیز رو لیجئے اور اس کے ساتھ اسکو بھی
دیکھئے لشکر میں ایک گھوڑا زراب خاں سوار کے پاس بادہ سیاہ صاحب
حضرت سید المجاہدین کو وہاں پسند آیا سات سو روپیہ میں اس کا بڑا مگر وہ زر قیمت

نقد ماگتا تھا اور حضرت سید الطائفین جیسے جینے کا وعدہ کرتے تھے القصہ وہ سب صاحب نواب فتح علی خاں کے ڈیرے پر آئے اور حضرت سے از راہ تسلی کہنے لگے کہ انشاء اللہ تعالے اور کسی اچھا ہو جاوے آپکے ورسطے ملدشکر گئے حضرت نے فرمایا کہ بھائیو کچھ ضرورت نہیں ہم اپنے اس گھوڑے کے ورسطے اللہ تعالے سے دعا کرینگے اس کو وہ اپنے فضل سے جلد صحت عطا کردیگا اس کے نزدیک کچھ دور نہیں چاہے سست کو چست کردے اور چست کو سست اور اسی مجلس میں فرمایا کہ بھائیو میں اپنے اللہ تعالے سے اپنے گھوڑے کے حق میں دعا کرتا ہوں تم سب مکرر آمین کہو سب لوگ موافق فرمانے کے عمل میں لائے قدرت الہی سے دوسرے روز گھوڑے کا حال اچھا ہونے لگا آپنے اس کے ورسطے بدوہ شکر کیا اور سیر سے شروع کردیا آٹھ سیر تک پہنچایا اس عرصہ میں ایک دن ایسا نہیں گزرا کہ ایک روز حضرت سید الطائفین اور نواب فتح علی خاں اور رستم علی خاں اور غلام حیدر خاں اپنے لشکر سے لشکر ایک طرف سیر کو گئے کئی کوس چلے گئے ناگہاں دور سے نمودار ہوئے اور اسی طرف آنیکا قصد کیا

اندیشوں کہ خدا خیر کرے کس آفت ناگہاں میں گرفتار ہوئے یعنی صاحبوں
نے عرض کی کہ حضرت آپ اپنے گھوڑے کو ہمارے پیچھے رکھیں کہ یہ کمزور ہے
آپ نے فرمایا کہ بھائیو میں بھی تمہارے ہمراہ برابر چلونگا اور جب کبھی گھوڑے
کے گمان میں کہ یا قدرت الٰہی سے وہ گھوڑا اسی دم فوراً مانند برق کے
اوجھل کود میں چھپ و عابد سا ہو گیا اور ان تینوں گھوڑوں کے آگے چلنے لگا
الغرض وہ غول کفار ہنجار کا بندوقیں سر کرتے ہوئے دور دور سے اور طرف
چلا گیا نزدیک نہ آیا یہ چاروں صاحب شکر خدا کرتے ہوئے اپنے لشکر میں
تشریف لائے جبکہ تینوں صاحبوں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کا گھوڑا جیسا کہ
ہے سب کو معلوم ہے اور ہم بھی جانتے ہیں مگر آپ کے کل خدا جانے اس کے گمان
میں چھپکر کیا کیا تھا کہ اسی دم برق وار باد رفتار ہو گیا آپ نے فرمایا کہ
بھائیو میں نے تو اس کے کان میں اللہ تعالےٰ کا نام سنا دیا اور تو کچھ نہیں
کیا یہ سب اسی نام پاک کی برکت ہے اور ایک دوسری کرامت یہ ظہور میں
آئی اس زور و موسم برشگال کا تنہا ایک زن ایسا تلاش بر آکہ

شیخ بہت برسا گورو روشن و کمال گردوں سا نس لیکانے کو رخصت نہ ملی
تھیں صاحبوں نے بادار سے کہ سانس وزیرہ سنگھ کرکب بھائی آدمی یوں
ہی رہے اُسی سمے حضرت سید الحاجین باہر سے تشریف لائے اور پوچھا
کہ روٹی سب نے کھائی لوگوں نے عرض کی کہ ہاں تھوں نے کہا کہ
گگرو سب شاہی ہیں سانس نہیں لیکا رہے گھوڑے کا آنا سید دوہ
روز مقرر تھا ایک شخص میر چاند علی نام ماہیوری کا رہنے والا آیا کہ
گھوڑے کا سائیس تھا اس سے پوچھا کہ گھوڑے کا رقیب دودھ آیا ہے
یا نہیں اس نے کہا ہاں آیا ہے فرمایا شمار کرو لوگ کتنے ہیں
گنا تو ستائیس آدمی تھے فرمایا ہنڈا بھر دودھ میں لیکر جاؤ سید یا
سرا ہاؤ دیا جاوے و تمام ہو جاوے لیکا گھوڑے کو کیا ملاؤں آپ نے
فرمایا کہ دودھ سب یہاں لاؤ اللہ تعالے اسکو کفایت کریگا وہ سائیس
مذکور خفا ہو کر وہ برتن اٹھا لایا آپ نے فرمایا تم لگن لاکر قبلی دیوار
سے نہڑا نہڑا گھوڑے کو پلاتے جاؤ اور میں ایک ایک کٹورا لوگوں کو دیتا جاؤں

جو آپ نے فرمایا وہ عمل میں لایا اور آپ ایک کٹورا بھر بھر کر لوگوں کو دینے لگے
یہاں تک کہ عنایت الٰہی سے سب لوگوں کو دودھ پہنچ گیا اور گھوڑے نے مزا
رات کے پیا اور قریب سیر بھر کے برتن میں اور قریب آدھ سیر کے لگن میں بچ رہا
اس سئیس مذکور نے عرض کی حضرت آپ گھوڑے کو کسی کی ٹونکی لگ گئی اس نے کچھ
دودھ نہیں پیا آپ نے فرمایا یہ کہو تم معلوم ہوا اس نے عرض کی کہ آدھ سیر دودھ
میں کٹورہ کٹورہ سب کو دیا گیا اور برتن اور لگن میں قریب ڈیڑھ سیر کے موجود ہے
پھر گھوڑے نے کیا پیا آپ نے کہا وقت پلانے کے گھوڑے کی حلق میں سے
غٹ غٹ کی آواز کیسے آتی تھی اگر تبیانہ تھا تو کیا کرتا تھا اس نے کہا
ہاں یہ تو ہے آپ نے فرمایا کہ پہلے کٹورہ کا اندازہ کرو اس میں کتنا دودھ
آتا ہوگا آخر کو سب نے ملکر ڈیڑھ پاؤ کا تخمینہ کیا آپ نے فرمایا حساب تو کرو
سب کتنا ہوا اس نے کہا اس حساب سے قریب بارہ سیر کے ہوتا ہے
آپ نے فرمایا دودھ تو آٹھ سیر تھا یہ چار سیر سوا کہاں سے آیا اس نے
کہا میں نہیں جانتا یہ کیا بھید ہے آپ نے فرمایا کہ فجر کو گھوڑے کو پھر پلوانا

تو آخر شب نواب یا نو دہی دیڑھ بجے کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت کی کرامت
ہے آخر الامر عید روز میں اس گھوڑے کی چالاکی اور چابکی لوگوں میں مشہور
ہوئی قدم اسکا خوب لگا کہ وہ تو دونوں چلتا تھا اور گھوڑے لشکر کے دوڑتے
تو بھی اس کو نہ پہنچے تب راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ میں نے
یہ تمام حال اپنی آنکھوں دیکھا ایک روز حضرت امیر المومنین سید الحاجین
در بعض آثار نواب نامدار دولت مدار سے اپنے مکان ہدایت نشان
کو آتے ہوئے آپکے ڈیرے کے پاس سید عبد الرزاق کا ڈیرہ تھا وہاں تشریف
فرما ہوئے عبد الرزاق فوراً آئے اور سید موصوف سے پوچھا کہ بابا صاحب اس وقت آپ
کے لیے کیا کھانا موجود ہے انہوں نے کہا دال تو پکی ہے ایک ساعت توقف
فرمائیے روٹیاں بھی پک جاویں تو حاضر کروں آپنے اس دم لبیک فرمایا
بعد ان کے بادرچیخانہ میں جا کر ایک ہانڈی سے نقطہ دال کی چمچہ سات چمچ
دیگچی سے نکال نکال متواتر دیئے اور چمچہ اسی دیگچی میں دھر دیا اور فرمایا کہ ہم تو
سید سیانے کب چکے اب روٹی کی حاجت نہیں اور اپنے ڈیرے مبارک میں

تشریف لائے جب سید مدوح کے ہاں دعوت میں روٹیاں پک چکیں سب آدمی
اس ڈیرے دار کے بیٹوں میں سے لکڑ روٹی پکانے لگے دال دیگچی سے
کم سے ہوتی تھی یہاں تک کہ وقت دال کے اکثر بالشت کے سادرت
کے ڈیرے تھے ایک ایک رکابی میں دال ان کے یہاں بھجوادی تو بھی
دیگچی کا وہی حال تھا خدوم بخش نام ایک شخص جو روٹیاں لگاتا تھا
اس دیگچی کو ایک رکابی میں اوندھا کر دال نکالنے لگا دیگچی خالی ہوگئی
نہیں ٹوہ جانے اس دیگچی سے کتنی دال نکلی ایک زور لوگ حیرت
آمدہ خیال کرنے ہوئے غرض تک رہا جوش و خروش رہا
اکثر خیمے تک کر گئے یہاں تک کہ بارہ حضوری کے میں الکڑ
گیس اور چراغ گل ہوگئے مگر حضرت سید المجاہدین کا خیمہ بابت
رہا اور چراغ بھی جلا کیا جب طغیانی باد تند کی فرو ہوئی اس خیمہ
کے قریب بقر محمد خان آفریدی جمعدار کا ڈیرہ تھا خان
خان موصوف حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں آکر حاضر ہوئے

اور عرض کی کہ حضرت بڑا تعجب ہے کہ اس زور شور سے آندھی آئی کہ بڑے بڑے
واقف ہیں حاجت بیان کی نہیں آپ کا چراغ کیونکر روشن رہا اور خیمہ
بھی نہ اڑا یہ کیا سبب ہے آپ مسکرا چپ رہے کچھ جواب نہ دیا جب
کئی بار انھوں نے اسکی تکرار کی تب آپ نے فرمایا کہ خان بھائی یہ
قدرت الٰہی ہے اللہ تعالےٰ جسکا چراغ چاہے روشن رکھے اس کو کون گل
کر سکے یہ بات سنکر خان موصوف خاموش ہو رہے اور اپنے دستر میں تشریف
لیگئے جب کوچ کر پھر اسی بات کا چرچا شروع کیا آپ نے فرمایا کہ خان بھائی
اصل بات تو یہ ہے جب آندھی چلنی شروع ہوئی تب یہ حال پریشان
خیال تھا کہ خدا بالا ایزد متعال ایک بار گریہ و زاری کرنے لگا
کہ الٰہی اس آفت ناگہانی نے اپنے عاجز و ناچار بندوں کو تباہ دے
سوا تیرے اس وقت کوئی معاون و مددگار نہیں خطاب الٰہی ہے مجکو الہام
ہوا کہ دعا تیری مستجاب ہوئی تیرا دستور ہے چراغ ہم جلائینگے سرد و سیاہی
ہوا خان بھائی یہ صدمہ ہماری تمہارے اللہ تعالےٰ نے سب لشکر کو کھا لیا

میں تو خدا جانے کیا ہوتا شکر ہے اُس پروردگار کا جو شکر کے فقط دو بیٹوں
جیسوں پیر یہ صدمہ ہوا قصبہ شیرگڈھ میں نقیر محمد خاں آفریدی عمامہ دار جب
نواب شمشاد علی خاں سے اپنے وطن جانے کو رخصت طلب ہوئے دو چھوکرے
خرد سال یا جال آنے کے پاس بیٹھے ایک کا نام جیونی دوسرے کا نام غلام
غوث حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے انکو دیکھکر فرمانے لگے کہ فقیر محمد خاں بیٹا
یہ دونوں چھوکرے ان شاء اللہ تعالے بڑے نیکبخت ہونگے خان ممدوح نے
عرض کی کہ حضرت آپ انکے حق میں دعا کیجئے اللہ تعالے ایسا ہی کرے
آپ کو یہ حال کیونکر معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ جب ہم آپ سے انکو دیکھ
لوگے ایک دن میں بڑے مالدار دوسرے دین میں ہوشیار ہوگے تب حضرت
سید المجاہدین نے فرمایا کہ میرے دو چھوکرے ہیں ایک کا نام غلام غوث
دوسرے کا کریم بخش ہے سو انکو میں اپنے ساتھ لیتے جاؤنگا سید
محمد رشتی صاحب کو سپرد کر دیا خان ممدوح نے کہا بہت خوب لیتے جاؤنگا

راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ جب خان موصوف بہ سفر تیار ہوئے
تب حضرت سید العلما بدین امیر المومنین نے فرمایا کہ ہمارے دونوں چھوکروں
کو اور خان صاحب کی دونوں چھوکریوں کو دو اونٹوں پر بلنگ باندھ
کر سوار کر دیجیے میں رتھ میں رفیق زمان واجب الاذعان حضرت کے
رتھ کو سوار کر دیا اور خان صاحب موصوف کو کہنہ دور حضرت کر
آیا آخر الامر جب خان مذکور بخیر و عافیت بلدہ لکھنؤ میں داخل ہوئے
وہاں سید محمد اکبر محمدی کو بلا کر دونوں چھوکرے سپرد کر دیے
سید صاحب محمدی نے پوچھا کہ دونوں چھوکریاں تمہاری کون ہیں خان موصوف
نے اپنی طرف اشارہ کیا سید صاحب محمدی وہاں سے اپنے مکان
تشریف لیے گئے کچھ عرصے دستمند کر کے وہاں سے پھر خان صاحب کے پاس
آئے اور کہا کہ فقیر محمد خان بہادر ہمارے غریب خانہ حسینہ محمدی میں
کچھ مدت سے رہتا کو جوان سا ہو گیا ہے اپنی برادری میں ان کیوں نہ

کوئی ترکی تو عنقا شکل معلوم ہوتا ہے اگر تم اپنی دونوں چھوکریوں میں سے ایک ۴
کو عنایت کرو تو ان کا گھر آباد ہو جائے خان صاحب خوش ہو کر کہا
کہ حضرت دونوں آپ ہی کی ہیں جسکو چاہو لیجاؤ سید صاحب موصوف
نے عاشورن کو پسند کر کے لیگئے چند روز کے بعد اسکا نکاح سید محمد حسن
موصوف سے کر دیا چند روز میں بڑی دیندار اور پارسا و پرہیزگار ہوئی
اور اس دوسری چھوکری کو خان صاحب موصوف اپنی خدمت میں لگائے
وہ مال و دولت سے کامگار ہوئی جب اس لشکر ظفر پیکر سے حضرت
سید العجاہدین اپنے دولتخانہ ہدایت آشیانہ کو قصبہ رائے بریلی میں تشریف
لائے ایک روز مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل اور مولوی وحیدالدین
اور حافظ وجیہ الدین اور حضرت شاہ ابوسعید خلیفہ شاہ غلام علی صاحب
کے اور علاوہ ان کے بہت صاحب جمع تھے کسی نے سید محمد حسن موصوف
کی طرف اشارہ کر کے حضرت سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت
یہ آپ کے غریبوں میں ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے ناموں میں پوچھا

کرن کا یہ حال کب سے ہوا آپ نے فرمایا چند سال سے آپ کا
یہ طور ہو گیا ہے اور اسی بات پر آپ نے مولانا عبدالحئی سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ مولانا ایک عجیب حال ہوا کہ ایک روز شیر گڑھ میں
فقیر محمد خاں صاحب کے پاس دو چھوکریاں بیٹھی تھیں ان میں سے ایک ایک سید
حسن کے گھر میں ہے اور دوسری فقیر محمد خاں صاحب کے یہاں ہے
ان کو دیکھ کر میں نے کہا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ دونوں بیگمیں ہوں گی
سو دونوں ہی عنایت الٰہی سے طہر میں آئیں حضرت شاہ ابو سعید صاحب
نے پوچھا کہ حضرت آپکو ان کا بیگمیں ہونا کیونکر معلوم ہوا آپ نے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھکو الہام کیا اور علاوہ اس کے کبھی اللہ تعالیٰ
اپنے فضل سے یہ بھی خبر کر دیتا ہے کہ آدمی موجود نہیں ہوتا اس کا جوتہ
دیکھ کر میں بتا دیتا ہوں کہ جس کا یہ جوتا ہے وہ آدمی ایسا صالح یا
مفسد ہے شاہ صاحب ممدوح نے کہا آپ بجا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ
اپنے مقبول بندوں کو کبھی کبھی ایسی ایسی باتوں سے بیشک آگاہ کر دیتا ہے

شیخ مرد نیفنے جو لشکر ظفر پیکر کے ہاتھی کا نشان بردار تھا ایک روز اُس نے
حضرت سید المجاہدین کی ضیافت کی آپ حضرت سید ظہور احمد نگرانوز
اور ان کے بھائی سید عبدالرزاق اور شیخ محمد عارف کرنال اور شیخ محمد
نصیر آبادی وغیرہ قریب چودہ پندرہ آدمی لشکر ضیافت کھانے
تشریف لیگئے بعد تناول طعام کے صاحب دعوت نے آپکی خدمت میں
عرض کی کہ حضرت میں دو پئے پیسے سے تنگ حال اور شکستہ مال ہوں
ہر روز ہفتہ خرچے دینے کا وعدہ فرماتے ہیں مگر کبھی اتنک کچھ ظہور
نہیں آیا آپ اس میں کچھ للہ فی اللہ کوشش کیجئے شاید آپ کے دست
سے کچھ بھلاوے آپنے فرمایا کہ بہاں صاحب ہاتھی کا جو رات سرکار سے
مقرر ہے اُس کی بخوبی حفاظت کیا کرو کوئی اُس میں دست اندازی
کرنے پاوے اللہ تعالےٰ تمکو فراغت عنایت فرماویگا بعد اُس کے
رمضان خان میلبان اس بات کا شکوہ آپ سے کیا کہ میں اس بلا میں
مبتلا ہوں آپنے اُسسے فرمایا کہ تم اس بات سے توبہ کرو کہ جو کچھ تمہیں

ہاتھی راتب سے مقرر ہے اسکے سوا اس کے راتب سے ایک پیسہ بھر کوئی
شخص نہ لینے پاوے تم کو میں اپنے فضل سے اللہ تعالے خوش رکھیگا
بعد اس کے وہاں سے اپنے دوسرے پیر تشریف لے گئے ایک روز کئی فقیروں کے
ساتھ بیٹھے تھے ان میں شیخ محمد موصوف بھی تھے انکی طرف مخاطب ہوکر
فرمانے لگے کہ شیخ صاحب اس روز جو ہم تم شیخ محمد عبدالسمیع صاحب کے
یہاں دعوت کھانے کو گئے تھے انہوں نے جو اپنی تنگ حالی بیان کی
جس کا جواب باصواب ہم نے دیا اور تدبیر اسکی بتائی اس کا
سبب یہ تھا کہ اللہ تعالے نے جسکو چند روز اس سے پہلے الہام کیا
تھا کہ یہ ہاتھی یہو کہا رہتا ہے تو اس سے کہدے کہ خدا سے ڈرو اور
اس کے راتب کی حفاظت کرو ورنہ تمہاری بڑی خرابی ہوگی میں نے
باپ ماری میں عرض کی کہ میں جو اس طرح ان سے کہوں گا تو انکو
معلوم ہوگا اور میرا کہنا نہ مانیں گے تو ہی کوئی سبب ایسا کر دے
وہ یہ پیام ناخوش بتول کر لیں سو اللہ تعالے مسبب الاسباب نے خود یہ سبب پیدا کر دیا

کہ انہوں نے گھر بلا کر میری دعوت کی اس واسطے میں نے اُنسے جو کہنا تھا کہدیا آخر الامر
چند روز کے بعد لشکر کشی نواب مستطاب معلی القاب کی ریاست جلیسپور پر ہوئی
وہاں بیس بائیس روز چہ بندی رہی آخر کو حاکم جے پور سے خاطر خواہ کرکے طرف
ریاست جودہ پور کے روانہ ہوئے اثنائے راہ میں بخشی موصوف نے حضرت
امیر المومنین کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت ہمکو سرکار دولتمدار سے ابتک
کچھ حاصل نہ ہوا آپنے فرمایا انشاء اللہ تعالے عنقریب تمہاری مراد پوری ہوگی
والی ہے خاطر جمع رکھو آخر الامر جب نواب نامدار جودہ پور مذکور پہنچے وہاں
کا جو مدار المہام تھا اسکو نامزد اور وہاں کے رئیس حلیت سے
معاملہ کیا اور اپنے مستحقوں کو بخوبی انجام تقسیم کیا اس میں بخشی موصوف کو بارہ سو
روپئے نقد اور سوا اسکے سیلہ متبدل او دوشالہ اور رومال بھی پایا اور ہاتھو
روپیہ نقد اور ایک سیلہ متبدل خلیلیان نے پایا اور آئندہ کو انعام کا اقرار کیا
بہر خدا جانے ملا یا نہ ملا ایک روز حضرت سید المجاہدین ہمراہ فوج ظفر موج
نواب مستطاب کے سیر و سفر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے وہاں ایک جگہ پر لشکر نے

مقام کبار راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ حضرت سید المجاہدین نے مجکو
اور شیخ محمد عارف کرنالی اور شیخ محمد ناصر نصیر آبادی اور سید عبدالرزاق
نگر انوں اور حاجی زین العابدین خاں رامپوری کو ہمراہ لیکر لشکر کے ایک
طرف دور نکل گئے وہاں مقام شہدا تھا اُس میں جاکر بیٹھے اور دیر تک
مراقبہ کیا جب فارغ ہوئے ہم لوگوں سے کچھ فضائل شہدا بیان کرنے
لگے ہم سب خاموش ہوکر سنا کئے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو میں نے تم
سے یہ ذکر کس واسطے کیا سب نے عرض کی کہ ہمکو اسکا حال معلوم نہیں آپنے فرمایا
قریب ڈھائی سو برس کے گذرے کہ یہاں کچھ شہدا مدفون ہیں سو میں نے یہاں
مراقبہ کیا حال ان صاحبوں کا مختلف پایا بسبب بعض اعمال کے کسی کسی کے
مراتب میں نقصان ہے کہ وہ اعمال ان درجوں کے خارج ہو رہے ہیں
سو مجکو الہام الٰہی ہوا کہ تو فلانے مشہد میں جاکر اُن کے احوال معلوم کر اور اُن
کے حق میں دعا کر تیری دعا کی برکت سے اُن کے نقصان دفع ہو جاویگا سو
میں اب دعا کرتا ہوں تم سب صاحب آمین کہو پھر آپ دعا میں مشغول ہوئے

ہم سب آمین کہتے گئے جب دعا سے فارغ ہوئے فرمایا اللہ تعالےٰ نے میری دعا
مستجاب کی اور لفضان ان کے دور ہوئے اب سب صاحب اپنے اپنے درجے
میں شاد و بارد ہیں اور فرمایا کہ ایک روز قصبہ راے بریلی میں مجکو خطاب الٰہی سے
الہام ہوا کہ تو یہاں سے نواب نامدار امیر الدولہ بہادر کے لشکر میں جا اور
وہاں کی خدمت ہم نے تجکو دی وہاں تجکو بعض کام تجربہ سے اور بھی ہیں یہ
مژدہ غلبہ لشکر میں وہاں سے روانہ ہوا چند روز میں اگر ملازمت نواب صاحب
ممدوح کی حاصل کی اور لشکر ظفر پیکر میں رہنے لگا پھر ایک روز الہام ہوا کردہ
جو پہلے ہم نے فرمایا تھا کہ ہم کو تجھ سے کچھ کام لینے ہیں سو ان میں سے ایک
یہ ہے کہ اس ملک میں ایک مسجد ہے وہاں تجھ سے دعا کراؤنگا ہم نے تیری
سبھا دعا پر موقوف رکھا ہے آخر یہاں آنے کا سبب یہ ہے فقط
ایک روز دو شخص حضرت سید المجاہدین کا ڈیرہ پوچھتے ہوئے لشکر ظفر پیکر میں
آئے ایک میرٹھ کے قاضی تھے ان کا نام اللہ بخش تھا دوسرے ناگور کے قاضی
تھے ان کا نام خدا بخش تھا دونوں صاحبوں کو حضرت امیر المومنین نے

مولوی محمد حسن صاحب کے ڈیرے میں اُتارا اور کچھ اُن کے کہانے کو نوروب دولتدار
کی سرکار سے چندے کرا دئے وہ دونوں صاحب وہاں رہنے لگے ایک دن
حضرت امیرالمومنین مولوی صاحب کے ڈیرے میں تشریف فرما ہوے دیکھا تو
وہ دونوں صاحب قرآن مجید تلاوت کر رہے ہیں سنا تو: نہایت سخت
زبان ہاڈوار کی ہے کوئی حرف اپنے مخرج سے مطلق ادا نہیں ہوتا آپ
نے فرمایا صاحبو تم سے حروف ادا نہیں ہوتے اس طرح غلط پڑھنے سے
گناہ ہوتا ہے کسی حافظ یا ناظر سے صحیح کر کے پڑھو اُنہوں نے کہا حضرت
ہماری زبان تو اس طرح کی ہے جیسا کہ آپنے سنا اور ہم یہاں سے کسی سے
سیکھیں نہ کسیکو جانیں نہ پہچانیں تب آپنے سنا اور مولوی صاحب ممدوح
سے فرمایا کہ آپ اُن کے لئے کوئی حافظ یا ناظر صحیح خوان تلاش کیجئے مولوی صاحب
نے کہا کہ حضرت میں اس میں حتی المقدور کوشش کرونگا مگر آپ یہیں تلاش
میں رہیں بعد اس گفتگو کے حضرت اپنے ڈیرے میں آئے کئی روز کے بعد آپنے
اُن دونوں صاحبوں کی دعوت کی کھچڑی پکوائی تھی سو آپنے ساتھ اُنکو بٹھلایا

اور لبد کہانے کے فرمایا کہ ہم نے تمہاری صداقت اس لئے کی کہ اللہ تعالےٰ اس
کی برکت سے زبان تمہاری درست کردے گا اب جس کے پاس جاؤ چھوہارے
پڑھ کر پھونک آنا بموجب کے وصیت ان دونوں نے قرآن پڑھ لیا اور زبان
بھی درست ہوگئی تب انہوں نے حضرت سے کہا کہ اب ہم کو آپ حضور پر نور سے
رخصت کر دیویں ہم اپنے غریب خانہ کو جاویں گے آپ نے فرمایا کہ بہت خوب
مگر ایک نصیحت ہماری مانو اور سچ جانو کہ اللہ تعالےٰ تمہارا دین و دنیا میں
بھلا کریگا انہوں نے کہا آپ جو فرماویں گے سر و چشم قبول ہے آپ نے فرمایا کہ
کے اقوال افعال چھوڑ دو یہی نصیحت ہے انہوں نے عرض کی کہ حضرت ترک
کیا چیز ہے ہم کو نہیں معلوم تب آپ نے تفصیل وار دیتر ک سمجھایا اور پھر رائی
اور دونوں کو ایک ایک ڈولی عنایت فرمائی اور رخصت دلادی وہ اپنے وطن کو
گئے راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ بعد مدت مدید اور عرصہ بعید کے
جب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے مجکو مالاکوٹ سے طرف ہندوستان کے
کسی کام کو بھیجا میں سری میں پہنچا ہوا تھا قاضی اللہ بخش صاحب سے ملاقات ہوئی کہا

تو مال و دولت سے بہت خوشحال ہیں میری بہت خاطر داری کی اور کہا کہ بھائی
دنیا محمد یہ سب میرے یہاں مال و دولت حضرت امیر المومنین کی بدولت سے
ہے اور میں نے جسکو دس تنکے دیئے اُسکو بھی اللہ تعالےٰ مال و دولت دیا چنانچہ
کئی ہمارے بزرگ وغیرہ یہاں ہم مذہب ہم شہر ہیں اور ناگور میں قاضی
اللہ بخش کا بھی ایسا ہی حال ہے ایک بار لوٹ سے دو کاتر گر
ناں چار آدمی اور میں اُن کے ہمراہ تھے حضرت امیر المومنین کے ڈیرے
میں آئے سو نہ کا نہیں اور بیس ترکش تیر ان کے پاس تھے اسوقت
حضرت دربار کو تشریف لے گئے تھے جب وہاں سے آئے کئی گھڑی سے ملاقات
ہوئی اُن کو دیئے جیسے کے قریب سودی محمد حسن صاحب ڈیرے میں آتارا
وہ بہت دن وہاں رہے کچھ سودا اُن کا نہ بکا اور جو کچھ جو لائے تھے
ختم ہو گیا مرلو لیا جب سے اُنھوں نے اپنی تنگحالی اور سودا نہ بکنے
کا شکوہ کیا سودی صاحب سودے نے یہ حال حضرت امیر المومنین سے کہا
آپنے فرمایا کہ اُن سے کہو اگر وہ کان سب کی دن سے بہتر اور ایک ترکش

نیز ہم جسکو کہیں اسکو دیویں تو انشاء اللہ تعالے اسباب اس کا جگ
جاہ گیا سوا اس کے کچھ اور بھی فتوح حاصل ہوگی نواب صاحب موصوف
نے جاکر ان سے کہا وہ اس پر راضی ہوئے نواب صاحب نے حضرت کو
اطلاع کی اپنے ایک شخص کو بھیجا جنوں نے دیکھا ان اور سرکش مع تیر کمان
کیا راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے خدا جانے وہ کون شخص تھا ہم نے اسکو
نہ اول کبھی دیکھا اور نہ بعد اس کے کبھی ملاقات ہوئی الغرض کئی دن کے
نواب صاحب حضور پر نور نے حضرت امیر المومنین کے پاس سعید کاریگر
اور سید علی خدمتگار کو بھیجا کہ آپ کے ڈیرے میں جو سوداگر اترے ہیں
ان کا اسباب یہاں لاؤ ہم لیں گے راوی کہتا ہے جب کو حضرت امیر المومنین
جبکو ہمراہ لیکر حضور میں تشریف لیگئے نواب صاحب والد مناقب نے فرمایا کہ اسباب
ان سوداگر کا تب حضرت نے جبکو بھیجا تھا میں نے وہ اسباب وہاں سے لاکر حاضر کیا
حضور پر نور نے ملاحظہ فرمایا اور قیمت پوچھی حضرت امیر المومنین نے کہا جبکو اسکی
قیمت ہنوز معلوم نہیں ہوئی پس یہ اسباب پھر لے جاؤ میں کہتا ہوں

روز کہتے تھے یہ بس معلوم کر یہ تسلیم اعلیٰ کی صفت کہتے تھے یا ادنیٰ کی حضور پرنور نے
سب کمانوں اور برگشتہ بختوں کو خوب دلگیر اور دل میں تخمینہ کرکے فرمایا کہ
اُن سے کہو کہ اگر ہزار روپیہ پر راضی ہوں تو ہم یہ سب مال خریدتے ہیں
حضرت نے آکر اُنسے کہا وہ بیچارے راضی خوشی ہو گئے کہ اس سے کیا بہتر حضرت
نے جاکر نواب صاحب سے کہا کہ وہ لوگ راضی ہیں تب حضور پرنور نے فرمایا
کہ یہ لوگ بہت روز وں سے ہمارے لشکر میں آئے ہیں اور ہماری اشیائے
ماپسند روئے ہماری طرف سے ان کو اور دو اعوض پندرہ سو روپے اُن کو دلائے
ہو گئے اور حضرت امیرالمومنین سے رخصت ہوکر اپنے شہر کو روانہ ہوئے
جب نواب منصب حضور نے رہا تھا پور پر موجے کشتی کی اور لشکر
ظفر پیکر قریب سانکانیر کے پہنچا اور وہاں دیرہ لڑائی کرنے کا ارادہ کیا
اور موجے شہر سمت موضع مخالف کی سانکانیر میں تھی دور سے دیکھا کہ لشکر نواب
نادار کا آپہنچا نے نامل توپیں سر کرنے لگے اور گولے لشکر میں
آنے لگے سب کو تردد ہوا کہ اب یہاں دیرہ کرنے کا موقع نہیں اور پیچھے

ٹھنے کو ہمت تقاضا کرتی ہے آخر الامر وہاں سے آگے بڑھے قریب جمالے
کے پہنچے اس وقت وہاں ایک پہاڑی موتی دوگری مشہور ہے اس پر ایک
ضرب توپ تیرہ سیری لگی تھی اس کا گولہ آنے لگا لوگوں نے کہا کہ یہ توپ
کسی طور بند ہو تو یہاں ڈیرہ جا سکتا ہے آخر کار وہاں سے ایک میل
کا ٹیلہ جو سب سے بلند تھا اس پر دو ضرب توپ لگا دیں اور حضور پر نور
نے خود بعض لفنگ توپوں کا پیر سہار کر سامنے توپ مقابل کے کیا اور فرمایا
سر کرو پہلی توپ کا گولہ تو کچھ فرق سے لگا مگر دوسری توپ کا گولہ اس کے
منہ پر لگا توپ چرخ سے گر پڑی لشکر میں شادیانہ بجا سب نے باوراغت
وہاں ڈیرہ کیا اور نواب صاحب نامدار دولتمدار لشکر جرار لیکر آگے بڑھے
موتی دوگری کے قریب دریے ایک نالہ تھا اس میں کئی ہزار کفار نابکار
جمع تھے وہاں سے بھاگ کر موتی دوگری کے پاس کھڑے ہوئے اور حضور پر نور
مع لشکر نصرت رفتہ رفتہ پہر پہنچے اور عمر خاں رسالہ دار سے فرمایا کہ تم
اپنا مورچہ اس نالہ میں کرو رسالہ دار ممدوح نے اپنے دل میں پس و پیش کیا

کہ میرے ہمراہ سوار ہیں اور طرف تالے میں تمام پیادے ہیں دیکھا چاہئے
انجام کیونکر ہو اس سبب سے کچھ عذر سا کرنے لگے حضرت سید المجاہدین نے
حضور نیض گنجور سے عرض کی کہ مجکو ارشاد عالی ہو تو میں ہمراہ عمر خاں کے
رہوں حضور والد نے فرمایا کہ ہم تمکو اپنے ساتھ رکھیں گے میاں ہرگز نہ
چھوڑیں گے تب حضرت سید المجاہدین نے عمر خاں رسالہ دار سے کہا کہ صاحب
اس وقت کنارے مت ڈرو خدا کو یاد کرو کوئی نے موت نہیں مرنا انشاء اللہ
تعالے تمہاری فتح اور کفار کی شکست ہے اور حضرت نواب والا جناب بھی
رسالہ دار موصوف کو بہت سی تسلی کی اور فوج پیادوں کی دی اور چند توپ
توپ خانہ فرمائش اور توپی دوغگری کو واہنے طرف چھوڑ کر آگے بڑھے
اس عرصہ میں مخبروں نے خبر دی کہ ہاتھ شکلہ رسالہ دار راجہ کا قریب تین ہزار
سوار کے باغ کو لپیٹ دے ہوئے پڑا ہے آگے جیکر جو دیکھا تو
سوار رسالہ دار مذکور کے نمودار ہوئے اور پکے تنکر کے لوگ بھگدڑ ہے کہ مقابلہ
بیڈھب پڑا دیکھا چاہئے کیا ہو اس وقت حضرت سید المجاہدین جناب باری

میں جا کر یہ زاری دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار تو نے مجھ سے اقرار کیا ہے
کہ جہاں کہیں کوئی سخت مشکل پیش آوے تو دعا کرنا میں قبول کروں گا الٰہی ہم
اس وقت سخت ناچار دعا خیر میں سوا تیرے کوئی مددگار نہیں ان
کافروں پر ہم کو غالب و منصور کر دے میں خواب ہی سے الہام ہوا کہ ہم نے
تیری دعا قبول فرمائی تو کئی آدمیوں کو لیکر چل ہم دشمنوں کا منہ پھیر دیں گے
اس وقت حضرت سید المجاہدین نے حضور پرنور سے کہا کہ میں آگے چلتا ہوں آپ
لشکر کو ہمراہ لئے ہوئے میرے پیچھے پیچھے کچھ فرق سے آویں حضور نے فرمایا
کہ آپ اس وقت تنہا ہرگز نہ جاویں حضرت نے ذرا نہ خیال کیا چند سواروں سے
آگے بڑھے راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ ان میں سے ایک میں تنہا اور
دوسرے سید عبدالرزاق اور تیسرے شیخ محمد عارف اور چوتھے نصرت علی خاں مردانہ
والے اور پانچویں غفران خاں اور چھٹے فاذ بخش دکھنی جب سوار دشمن قریب ایک گولے
کے مار کے رہے تب بیت الہٰی سے چاندسنگھ سردار مع پیادہ و سوار ماجی کے باغ
میں گیا حضرت سید المجاہدین نے رومال ہلا کر اشارہ کیا آپ جلد فوج کو لئے ہوئے

آویں اس عرصہ میں حضرت ان چھ سواروں کو لئے ہوئے قریب باغ
کے چھوڑ کر متہر ولی کے کھڑے کی طرف نکل گیا حضرت سید المجاہدین باغ کے
برجے پر چڑھ کر رومال کے اشارہ سے حضور پر نور کو بلانے لگے اور اس وقت
چودہ پندرہ ضرب توپ پر دونوں طرف سے پڑتے تھے قریب پانسو توپ کے
اسطرف اور ہزار گیارہ سو ضرب توپ پر اس طرف اس عرصہ میں نواب
مستطاب معلی القاب باغ میں داخل ہوکر ایک مکان کے گوشے پر چڑھ گئے
اور دوربین لگا کر طرف فوج مخالف کے دیکھنے لگے اور حضرت سید المجاہدین
برجے سے اتر کر ایک آم کے درخت کے سایہ میں پانان کے جھونپڑے
کے قریب بیس اٹھ آدمیوں سے بیٹھے وہاں بہ نسبت اور جگہ کے زیادہ امن تھا
ہر طرف توپوں کے گولے مانند اولے کے برابر پڑتے تھے اس عرصے میں اپنے لشکر
کا ایک آدمی قوم پٹھان آکر کچھ دور حضرت سے بیٹھا اور مخالفوں کو دشنام تلخ
دینے لگا حضرت نے منع کیا کہ منہ سے فحش نہ بکو اس وقت جناب الٰہی سے
خیر چاہو اور دعا مانگو اس نے نہ مانا اور حضرت کو از روے طعن بہلدیر اکہنے لگا

کہ تم لوگ آخر کو ملّا ہو ہتھیار باندھنے سے کیا ہوا اور ہم سپاہی زادے ہیں ۵
اس عرصہ میں ایک گولا نزدیک اس شخص کے گرا کہ تمام گرد و غبار میں آلودہ
ہو گیا تب حضرت نے فرمایا کہ تو یہاں سے اٹھ جا کیوں بیہودہ باتوں سے سر
خالی کرتا ہے وہ وہاں سے چلا گیا کچھ دیر میں پھر آکر موجود ہوا اور اسی طرح
واہی تباہی بکنے لگا پھر ایک گولا اُسکے آگے گرا پھر حضرت نے اُسکو اٹھا دیا اس
عرصے میں حاجی زین العابدین خاں وہاں تشریف لائے لوگوں نے اس شخص کا بیان
کیا کہ ایک آدمی ایسا بدزبان اور بیہودہ گو تھا اور اسطرح اس کے آگے دو بار
گولا گرا مگر خدا تعالےٰ نے خیر کی اس عرصے میں تیسرا گولا پھر وہی شخص آکر حاضر ہوا
اور گالیاں بکنے لگا قدرت الٰہی سے پھر ایک گولا اُس کے آگے گرا پھر حضرت نے
فرمایا کہ یا عزیز تو بار بار آکر ہمکو کیوں ستاتا ہے خدا کیواسطے یہاں سے چلا جا
اور پھر تو آئندہ نہ آیو اُس نے کہا حضرت سلامت حق بات تو یہ ہے کہ میں دو بار یہاں
اپنی شرارت سے آیا اور فحش بکا دونوں بار گولا میرے نزدیک گرا خدا نے
مجکو بچا لیا میں اپنے دل میں سمجھا کہ یہ بات بہت سے خالی نہیں ہے ۔

اور تعمیر کر پھر چلیو اگر یہی واقعہ پیش آوے تو ایسی حرکت ناشائستہ سے توبہ کرنا
چاہیئے سو اب کی بار تعمیر کر پھرا یا میں اور پھر وہی حال ہوا سو اب یا حضرت
آپکے آگے ہر ایک بُری بات سے توبہ کرتا ہوں اور جو کچھ حیہ سے آپ کی خدمت
عالی میں نے اوس اور گستاخی ہوئی مجکو للہ معاف کریں آپنے فرمایا ہم نے معاف
کیا اور اللہ تعالےٰ تمکو توفیق خیر عطا کرے اس گفتگو کے بعد کچھ دیر میں شام ہوئی
حضرت سید المجاہدین دوبارہ آدمیوں سے پھر اُسی برزے پھر تشریف لیگئے اور نماز مغرب
وہیں ادا کی بعد فراغ نماز کے لوگ آپسمیں کہنے لگے کہ آج اللہ تعالےٰ نے اپنے
فضل و کرم کیا ہے فتح ہمکو عنایت کی کہ چاند سنگھ باوجود اتنے سواروں کے
ہمارے مقابلہ سے ہٹ گیا اور بعضوں نے حضرت سید المجاہدین سے پوچھا
حضرت جو آپنے چھ سواروں سے پیش قدمی فرمائی اس کا کیا سبب آپنے
فرمایا جیسے آج ڈیروں پہر سے کوتہ ہوا تب سے میں حباب الہٰی میں ملتجی
ام متوجہ ہوا یہاں تک کہ لشکر چاند سنگھ کا نمودار ہوا تب میں نہایت عاجزی
لساری اور گریہ وزاری سے حباب باری میں دعا کی اللہ تعالےٰ نے فوج ہزیمت

موزے مخالف کو شکست فاحش دیکر مغلوب و مقہور کیا اور لشکر نصرت اثر ہمارے کو
مظفر و منصور فرمایا آگے بڑھنے میرے کا بابت یہ تھا آخر الامر اس کے تیسرے یا چوتھے
روز بعد ادائے نماز عصر حضرت سید المجاہدین اس برجے پر بیٹھے تھے وہاں
سے اٹھکر چھ سات آدمیوں سے باہر لشکر کی طرف تشریف لیگئے کہ جائے فراغ
استنجے سے فارغ ہوکر نماز مغرب وہیں ادا کریں الغرض وہاں جاکر لوگ واسطے
نماز مغرب کے وضو کرنے لگے قضارا وہاں دو فاختہ آپس میں لڑنے لگیں
حضرت سید المجاہدین نے فرمایا یا وجہ یہ دونوں فاختہ لڑتی ہیں اگر میں نے ان
دونوں کو پکڑا اور میوں کر لیا تو نواب صاحب کی فتح اور راجہ کی شکست
ہوگی اور جو ایک ملی اور دوسری اڑ گئی تو دونوں میں مصالحہ ہوگا لوگوں نے
کہا کہ آپ ملاف صاحب باتیں فرماتے ہیں اُن کے پکڑنے اور فتح شکست سے
کیا نسبت آپنے فرمایا اس بات کو یاد رکھو کہ یہ اس طور سے معاملہ ہے اور
آپنے جھپٹ کر تیزدستی سے ان دونوں فاختہ پر ہاتھ ڈالا قضارا ایک اڑ گئی
اور ایک ہاتھ آئی آپنے مائید از ربند سے چاقو نکالکر اُس کو ذبح کیا اور حقاق سے

اگ لگا کر اسی جگہ گاس پھوس سمیٹ کر ہتھا اور کہا یا اور فرمایا کہ ان شاء اللہ
تعالےٰ اب ضرور نواب صاحب اور راجہ کے درمیان معاملہ ہوگا پھر وہاں
سے اپنے ڈیرے پر تشریف لائے اور معاملہ کئی لاکھ زر نقد پر ہوا نکرتے وہاں سے
کوچ کیا تب لوگوں کو یقین ہوا کہ جو کچھ حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
فرماتے تھے ویسا ہی ہوا راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ اس قصہ کو کئی
بار اکثر لوگوں کے سامنے قصبہ رائے بریلی تکیے پر حضرت سید المجاہدین رح نے فرمایا
اور رسالے صداقت کے مجاز گواہ کیا کہ جس کو باور نہ ہو دین محمدی میں دریافت کرے
اس حال سے یہ واقف ہے جب نواب مستطاب معلی القاب مرحوم و مغفور
ریاست جودہ پور کو اپنا لشکر فیروزی اثر سے گئے اور وہاں کا مدار المہام ناکام جو
نا تھہ اندراجے تہا مقتول ہوا فوج ظفر موج نے وہاں چند مقام کئے قاتلوں
نے نا تھہ مذکور کے نواب نامدار دولت مدار سے عرض کی کہ جو حضور فیض گنجور
نے ہمکو تین لاکھ روپے اس کے قتل پر انعام دینے فرمائے تھے سو عنایت ہوں
حضور سعود السرور نے فرمایا کہ ایک لاکھ روپے ابھی لیلو اور باقی دو لاکھ

جب کہیں سے کچھ فتوح حاصل ہوگا ہم دیونگے انہوں نے کسی طرح نہ مانا اور
نہایت تنگ کیا کہ ہم تو رہی لیں گے اور اگر نہ دوگے تو ہم آپکو پکڑ کر
انگریزوں کو سپرد کردیں گے یہ گفتار ناہموار نواب نامدار کو نہایت
ناگوار معلوم ہوئی ان غداروں نابکاروں کو بہت سخت سست کہا کہ بڑے
نمکحرام و بیوفا ہو میرے ہی سبب سے تم سب یہ عیش و آرام کرتے ہو اور میرے
ایسے بدخواہ و ناسپاس ہو کر انگریزوں کو مجکو پکڑ دوگے خیر تم سے خدا سمجھے انشاءاللہ
تعالیٰ میری بلاؤ کی رکاوٹ کہیں نہیں گئی مگر تم کو بھیک مانگنا نہیں ملیگی آخر الامر اسی
رنج و اندوہ میں چند سوار ہمراہ لیکر وہاں سے رات کو نکلے کہے سنے کو چلے گئے
چلتے چلتے دوری کوری پر آکر ڈیرہ کیا اور بہت روزوں وہاں مقام رہا دانہ گھاس
وغیرہ کی وہاں بہت تکلیف ہوئی اکثر لوگوں نے حضور فیض گنجور سے عرض کیا
کہ یہاں سے چلئے تو اچھے لشکر تباہ ہوا ہے حضور ممدوح پر فتوح نے کچھ
جواب نہ دیا تب یاروں آشناؤں نے حضرت سید المجاہدین سے کہا کہ آپ ہی
اس امر میں حضور نامدار سے کہیں تب حضرت نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اتنے

اپنے بندوں کو آپکے مطیع فرمان کیے ہیں اور انکو یہاں کھانے پینے دانے گھاس کی
نہایت تکلیف ہوتی ہے صلاح وقت یہ ہے کہ آپ یہاں سے کوچ کریں مجکو
خوف معلوم ہوتا ہے کہ کچھ آفت الہی یہاں نازل ہو حضور کا مسکرانے لگے
کچھ خیال نہ کیا قضارا رات کو خواب دیکھا کہ ایک میدان وسیع ہے اس میں
سیکڑوں ہزاروں جانور پرند اور ان کے انڈے بچے ہیں اور مارے بھوک پیاس
کے شور غل مچا رہے ہیں کوئی کوئی جانور کسی کسی بچے کو کچھ کھلاتا ہے اس
عرصہ میں جگ پڑے آنکھ کھل گئی دل میں تشویش ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے صبح کو بعد
برخاست ہونے دربار کے جان محمد جو پیدا ہوا کو بھیجا حضرت سید المجاہدین کو بلایا اور
اپنا خواب بیان فرمایا آپنے ارشاد کیا کہ میں نے حضور عالی میں پہلے ہی عرض کیا
تھا کہ یہاں سے کوچ کیجیے یہاں خلق کو تکلیف بہت ہے سو یہی حال اللہ تعالی
جلشانہ نے آپ کو خواب میں دکھا کر آگاہ کر دیا نمونہ یہ عنایت الہی کا ہے
مناسب یہ ہے کہ اس وقت یہاں سے کوچ ہو حضور پر نور نے فرمایا اگر ارشاد ہو
اس وقت کوچ کریں یا موافق معمول کے فجر کو یہاں سے کوچ ہو آپنے فرمایا کہ آدمی

کہ ہمیں بھی آنکھ میں خبر کرادو کہ جب کوچ ہو تو لوگ آج ہی اپنی تیاری کر
رکھیں گویا آج ہی سے کوچ ہوا حضور عالی بہت خوش ہوئے اور موافق
فرمانے حضرت کے عمل میں لائے اور ارشاد کیا کہ حضرت ہمارے حق میں
دعا خیر کریں آپنے دعا کی پھر ہم کو وہاں سے کوچ ہوا
ایک بار ملک مالوہ میں ایک جگہ سے لشکر کا کوچ ہوا جاتے جاتے
قریب ایک بستی کے مقام کیا حضرت امیرالمومنین سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہاں
ڈیرے کچھ فوق سے کہڑے کرو گھوڑے ٹٹوؤں کو تکلیف نہ ہو لوگوں نے کہا
ڈیرے دور دور کہڑے کرنے سے کیا فائدہ ایک رات بہر صورت گزر جاوے گی
آخر صبح کو پھر کوچ ہوگا حضرت نے فرمایا کہ خدا سے امید قوی ہے کہ یہاں کچھ روز
مقام ہوگا لوگوں نے پوچھا کہ آپنے حضور پرنور سے سنا ہے کہ یہاں مقام ہوگا
آپنے فرمایا کہ نہیں مگر خدا چاہیگا یوہیں ہوگا آخر الامر اپنے لوگوں نے موافق
فرمان واجب الاذعان حضرت کے ڈیرے کہڑے کئے علیحدہ سپاہ نے
اس بستی کو کہ جسکے قریب اترے تھے لوٹنا شروع کیا ہزاروں قسم غلہ مرتبہ

اور باجرا وغیرہ باندہ لائے اور ایک بڑی گہری خندق میں سینچنا شروع کردی
مگر دن لیوے سب کو یقین تہا کہ جیش کو توڑ ہوگا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
نے سید عبدالرزاق صاحب سے فرمایا کہ آٹہ دس روپیہ توڑا کر لگا گہڑی غلہ
بکتا ہے خرید کر و سید موصوف نے کہا غلہ لینا کیا ضرور کچہ یہاں رہنا نہیں
حضرت نے فرمایا خیر مول لیلو اگر رہنا ہوگا تو اپنے کام آئیگا اور نہیں تو
سپاہی کے غربا کے کام آئیگا تب انہوں نے کہا اگر خریدیں تو رکہیں کہاں حضرت
نے فرمایا کہ ایسے رگستان میں بانوں کا بڑے بڑے دو حوض سے کہود لو ایک
میں موتہ ایک میں باجرا بہر دو انہوں نے ویسا ہی کیا اتفاقاً وہاں پر قریب
ایک ایک مہینہ کے رہنا ہوا اور دانہ گہاس کی گرانی ہونے لگی یہاں تک کہ
دس سیر کا غلہ ہوگیا تب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے لشکر کے اکثر
لوگوں سے فرمایا کہ غلہ ہمارا خرچ کرو اور کہیں گرون مت خریدو القصہ لوگ
اسی غلہ سے خرچ کرنے لگے یہاں تک کہ جس روز لشکر کا کوچ ہوگا اور
تیج رہا جس کو حاجت تہی اس نے باندہ لیا اور باقی وہیں چہوڑ دیا اگلے

مقام پر جاکر لوگوں نے حضرت سید الساجدین سے پوچھا کہ آپنے جو غلہ خریدا تھا
جو ہم لوگوں نے خرچ کیا وہاں رہنا اتنے روز ہوں کیا آپ کو معلوم تھا
آپنے فرمایا ہاں اللہ تعالے نے اس حال سے مجھکو پہلے ہی آگاہ کردیا تھا
کہ یہاں یہ واقعہ گذریگا ایک بار لشکر جرار نواب نامدار کا صلع کرکر
میں قریب موضع ٹھٹھورا کے پہنچا حضرت امیر المومنین سید الساجدین کو خطاب الہٰی سے
الہام ہوا کہ اس موضع کا جو رئیس ہے اُس کے دو بیٹے ہیں ایک اُن میں جو
چھوٹا ہے اُسکی ہدایت ہم نے تیرے اوپر موقوف رکھی ہے آپنے خطاب باری
میں باگریہ وزاری عرض کی کہ اے معبود برحق واے ہادی مطلق میں اس سے
واقف نہیں اور نہ وہ مجھ سے آگاہ کیونکر میری اس سے ملاقات ہوگی خطاب
الہٰی سے ارشاد ہوا کہ تو اس امر میں اپنی خاطر جمع رکھ ہم آپ اسکو
تیرے پاس پہنچا دینگے آخر الامر اس موضع کا معاملہ دس ہزار روپیہ جوڑی
پر ہوا وہاں کے وکیل نے پانچ ہزار روپے تو نقد لاکر حاضر کئے اور باقی پانچ
ہزار کا وعدہ کیا کہ ایک مہینہ میں بلا عذر دے جائیں گے حضور پرنور نے

فرمایا کہ ہمارے لشکر کا یہاں سے کوچ ہے خدا جانے کہاں جاوے پھر یہ باقی روپے
کون تم سے لینے آویگا مگر یہاں کا رئیس اپنا پیارا ہم کو اول میں دیوے تو تو
منظور ہے والا ہم نہ مانیں گے وکیل مذکور نے بلا انکار اول دینے کا اقرار
کیا اور وہاں سے رخصت ہوا قریب چار پہر کے گزرے اول منتظر رہے بعدہ
پچاس سوار جرار اول لانے کو بھیجے اُن میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
بھی تشریف لیگئے جب اس رئیس کے مکان پر پہنچے اور دربار میں داخل ہوئے اور رئیس
کے سامنے سب سوار جا بیٹھے اور اول کی درخواست کی اُس کے دونوں بیٹے بھی
وہیں دربار میں موجود تھے ان کی طرف اشارہ کیا کہ ان میں سے جسکو چاہو لیجاؤ
سواروں نے کہا کہ ہمکو بتو مگر یقین ہو کہ یہ تو تمہارے بیٹے ہیں شاید کوئی اور
ہوں حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہ رئیس اشرف ہے خلاف نہ کہیگا
یہ دونوں بیٹے اسی کے ہوں گے اُنمیں سے ایک کو لیجاؤ سب نے کہا ہم بڑے
بیٹے کو لیچلینگے رئیس نے کہا آپ تشریف لیجاویں ہم اس کو آج چار گھڑی رات
گئے آپکے لشکر میں پہنچا دینگے یہ لشکر سوار اپنے لشکر میں آئے انہوں نے

موزق اپنے اقرار کے رات کو بچا دیا صبح کو نشکر نے بعد مہینے کے اس رئیس کا وکیل
آیا اور پانچ ہزار روپے دیکر اپنے اُدل کو لیگیا اور وہ چھوٹا بیٹا جسکے واسطے ہدایت
کے خطاب الہیٰ سے الہام ہوا تھا اس کا احوال حیران اس طرح پر تھا کہ اکثر رات
کو خواب میں نماز پڑھتا دیکھتا کہیں بتوں کو توڑتا اور ذلیل کرتا دیکھتا جب
بیدار ہوتا اپنے باپ چچا وغیرہ سے بیان کرتا کہ ایسا ایسا خیال خواب میں
دیکھتا ہوں وہ لوگ برہمنوں پنڈتوں سے پوچھتے کہ یہ لڑکا ایسے ایسے خواب
مستوحش خلاف اپنے دین و آئین کے دیکھتا ہے اسکا انجام کیا ہوگا وہ سنکر ناخوش
ہوتے کہ یہ مسلمانوں کا معاملہ دیکھتا ہے دیکھا چاہئے آخر کو کیا ہو اور اُسکو
بہلا دھلا کر بتخانے میں لیجاتے اور بتوں کے آگے سجدہ کراتے اور بتوں کی پرستش
پر رغبت دلاتے کہ اس کا عقیدہ دین و دھرم پر مستحکم رہے مگر اُس کے دل
سے بتوں کی بزرگی و عظمت جیسا کہ ہندوؤں کے نزدیک ہے مطلق جاتی رہے
اُن کی پرستش محض لغو اور بیہودہ جانتا جیسے ناداں لڑکوں کا کھیل اور دین اسلام کی
طرف روز بروز اس کا مائل ہونا اور اس کا لگنا واسطے طلب ہدایت کے

اس طور سے ہوا کہ جس بستی میں یہ شخص رہتا تھا یہاں کے لوگوں سے اور شاہ پوری
والوں سے ہمیشہ قصہ قضیہ رہتا تھا مگر کبھی شاہ پوری والے اپنے غلبہ نہیں پاتے
تھے ایک بار تنگ شاہ پوری والے کا آکر اپنی سرحد پر اترا اس بستی والے غافل
تھے رات کو دھوکہ دیکر اس بستی کا محاصرہ کر لیا یہاں والوں نے اپنے اہل وعیال
کو بستی کے ایک ناکے سے نکالکر اپنی دوسری بستی میں بھیج دیا ان سے اور
شاہ پوری والوں سے جدال وقتال ہوا آخرالامر شاہ پوری والوں کو مار بھگایا
یہاں تک کہ ان کے کئی گاؤں لوٹ لئے بعد فتح لڑائی کے سب بھائی بیٹے اس رئیس
منصور نیلوفر کے جمع ہوئے آپس میں صلاح ومشورہ کر کے سب اہل وعیال اپنے
اپنے اس بستی سے جہاں بھیج دیئے تھے بلا لئے اور اپنے اس جیٹھے بیٹے کو جس کا پہلے
بیان ہو چکا ہے پچاس پیادے اور دس سوار ہمراہ کر کے بسمت شنگہ ٹھہرا کے
پاس جو ڈھاکہ شہر کا کوٹ والے کی طرف سے پایہ کے پرگنہ میں ان دونوں
وارد تھا بھیجا کہ شاہ پوری والوں کو معلوم ہو کہ جب ان کا چچا اول کوٹ
والے کے یہاں پہنچ تھا اب انہوں نے وہیں آمدورفت شروع کی اس سبب سے

کرشناہ پوری والے ہماری بستی پر پھر فوج کشی نہ کریں گے القصہ بسنت سنگھ مذکور
کے پاس کچھ روز رہ کر رخصت ہوا بسنت سنگھ نے کوٹے میں مدن سنگھ کو لکھا کہ فلانے
خلاتے کا بیٹا اتنے دنوں سے ہمارے پاس آیا ہے مدن سنگھ مذکور نے اس کے
جواب میں بسنت سنگھ موصوف کو لکھا کہ اس شخص کے چچا نے ہمارے یہاں
بہت نمک حلالی کی ہے اس کو ہمارے یہاں بھیج دو سرکار سے اس کی بخوبی
پرورش اور خاطر داری ہوگی موافق فرمانے کے بسنت سنگھ نے اس لڑکے کو
مدن سنگھ کے پاس بھیج دیا مدن سنگھ نے لکھا جس مکان پر ان کا چچا رہا کرتا
تھا سو رہے پول دروازے گودسال میں وہیں انکو اتارا اور سات روپے فی چیلے
مقرر کر دئے اور ہولی اور دیوالی وغیرہ میں خلعت اور انعام دینے کا وعدہ کیا چنانچہ
دو بار خلعت ملی یہی مگر طبیعت اسکی جبتک وہاں رہا پریشان و پراگندہ رہی
آخر الامر ایک روز ایک گھوڑی پر سوار ہو کر ایک سنگین کو ساتھ لیکر
کے اجازت لے رخصت مدن سنگھ سے وہاں سے سیر و شکار کے بہانہ
چلا گیا جاتے جاتے ماندری میں ہو کر پکیر کا لشکر رام پوری میں تھا وہاں پہنچا

چند روز ادھر ادھر لشکر کی خوب سیر کی لیکن انتشار طبیعت کا دورہ ہوا
وہاں سے ہمراہ لشکر مذکور کے یہاں پوری میں آیا وہاں لشکر ظفر پیرا نواب
مستطاب مرحوم مغفور کا اترا ہوا تھا اس میں آمد رفت شروع کی مگر کہیں
طبیعت کو تسکین و قرار نہ ہوا تقدیر الٰہی سے ایک روز سیر کرتے ہوئے حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین نے ڈیرے کے قریب آیا لوگوں نے پوچھا تم کہاں سے
آئے ہو اور مطلب کیا ہے اس نے کچھ بیان کیا اس عرصے میں حضرت
سید المجاہدین (ڈیرے کے قریب آیا) بھی اپنے خیمہ سے وہاں تشریف
فرما ہوئے اور پہچانا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی ہدایت کے واسطے جناب الٰہی سے
مجھکو الہام ہوا تھا اور فرمایا کہ اس سوار کو بٹھالو وہاں ایک ٹاٹ بچھا تھا اس پر
بٹھایا حضرت بھی آکر وہاں بیٹھے اور احوال پوچھنا شروع کیا اس نے کچھ کچھ اپنا
حال کہا بعد کچھ دیر کے رخصت چاہی آپنے فرمایا پھر کسی روز ہمارے یہاں آنا
وہ شخص آپکے اخلاق حمیدہ اور استغنا پسندیدہ سے بہت راضی ہوا اور کہا پھر
کسی وقت حاضر ہونگا صبح کو پھر آیا اور گھوڑا سائیس کو پکڑا کر آپ حضرت کے نزدیک

بیٹھا اور اپنے اگلے خوابوں کا بیان کیا جن کا آگے مذکور ہو چکا ہے حضرت کو
معلوم ہوا کہ یہ شخص طرف دین اسلام کے مائل ہے آپنے بھی دین اسلام کے
فضائل بیان کرنے شروع کئے وہ شخص بہت خوش ہوا اور کہا اب تو جاتا ہوں
کسی وقت پھر حاضر ہونگا حضرت سید المجاہدین نے سید عبدالرزاق صاحب سے
فرمایا کہ تم ان کو ڈیرے پر پہنچا آؤ سید ممدوح اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے
ساتھ ہوئے رستہ میں سید عبدالرزاق صاحب سے اپنا حال اور ارادہ سب
مفصل بیان کیا اور ڈیرے پر جا کر کچھ ہار رسد تیار منگائی اور ہمراہ سید
موصوف کے کھائی اور وقت رخصت سید مذکور سے کہا کہ میں صبح کو آپ کے
یہاں آؤنگا اسی طرح نے کہے روز بلا ناغہ آمد و رفت رہی پھر دو تین روز اتفاق
جانے کا سر پڑا القصہ حضرت سید المجاہدین نے سید عبدالرزاق کو اس کے بلانے
کو بھیجا جب سید ممدوح اس کے ڈیرے پر گئے وہ سید صاحب کو ہمراہ لئے
ہوئے بازار میں گیا کئی سو روپیہ کی اشرفیاں پاس تھیں ان کو خرچ کر کر
وہیں سے فقروں محتاجوں کو دینا شروع کیا سید موصوف نے ہر چند منع کیا

کہ یہ روٹے نے حضرت کیوں حرف کرتے ہو اس نے فرمایا اور کہا کہ میں یہ
روٹے ایک بھی اپنے پاس نہ رکھوں گا پھر اپنے ڈیرے پر آیا نائی کو بلا کر
بال بنوائے اور وہاں بھی کچھ اسباب اپنا لوگوں کو تقسیم کر دیا پھر سوار ہو کر
سید عبدالرزاق صاحب کے ہمراہ چلا رستے میں ایک تالاب تھا اس میں غسل کیا
پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا دیر تک حضرت
سے کچھ باتیں کرتا رہا حضرت نے فرمایا کہ اب وہ کیوں کرتے ہو کار خیر میں
تاخیر نہ چاہئے اس نے کہا میں حاضر ہوں جو ارشاد ہو بجا لاؤں آپ
نے کلمہ طیبہ پڑھا اور ایک کٹورا پانی منگایا پہلے آپ پیا پھر اسے پلایا بعد اس کے
سر برہنہ ہو کر جناب الٰہی میں دعا کی پھر ایک فقیر آدمی وہاں حاضر تھا
اس سے کچھ پیسے دیکر بازار سے روٹی اور گوشت اور کچھ کباب منگائے اور اس
شخص کو اور فقیر کو بھی اپنے ساتھ کھلایا اور وقت کہانے کے حضرت فرماتے تھے
کہ یہ گوشت گائے کا ہے وہ شخص نے کراہیت طبیعت کے خوشی میں تعریفیں کر کر کے
کہتا تھا بعد کہانے کے وہیں حاضر رہا یہ خبر لشکر میں مشہور ہوئی کہ ایک شخص ایسا

ایسا آیے سید المجاہدین کے ڈیرے میں مسلمان ہوا اکثر لوگ ملاقات کو آنے لگے
کوئی مصافحہ کرتا ہے کوئی معانقہ کرتا ہے یہ خبر رفتہ رفتہ حضور پر نور مرحوم مغفور
کو پہنچی کہ ایک کہیں کا سوار آیے حضرت سید المجاہدین کے ڈیرے میں مسلمان ہوا ہے
چوبدار بھیجکر بلا بھیجا حضرت سید المجاہدین اپنے ساتھ لیگئے حضور سے مصافحہ کرایا
پھر وہاں سے اپنے ڈیرے پر لائے اور لوگوں سے فرمایا کہ ہم اس لڑکے کو
اپنے بیٹے کی طرح رکھیں گے پھر بعد پندرہ بیس روز جو اپنے سر ہی کوئی میں چھوڑ
چھوڑ گیا تھا ان میں سے تین سوار اسکی تلاش کرتے ہوئے آئے جب قریب
ڈیرے کے پہنچے تب اس نے دیکھا اور ڈر گیا کہ خدا خیر کرے کہیں مجھکو دیکھ نہ
لیویں اور گھبرا کر حضرت سے کہا کہ وہ تین سوار میری تلاش میں پھرتے ہیں ایسا میں
کہاں چھپوں حضرت نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ مدد گار ہے کوئی تمکو
نہ دیکھیگا اور نہ پاویگا اور آپ ڈیرے سے نکلکر باہر کھڑے ہوئے وہ تینوں
جاسوس ہاویں ہوکر چلے گئے اور یہ شخص حضرت امیر المومنین سید المجاہدین کی خدمت
میں رہنے لگا راوی اخبار صداقت شعار کہتا ہے کہ وہ شخص میں ہوں اور یہ

تمام سرگذشت میری ہے جب فوج کشی نواب مستطاب معلی القاب کی

مادھو راج پوری پر ہوئی اور سپاہ نے گرد شہر پناہ کے مورچہ بندی کی اور

قریب خندق شہر کے سلامت کوچے کھڑے تھے ایک روز بعد نماز عصر کے حضرت

امیر المومنین سید المجاہدین سلامت کوچے کو تشریف لئے جاتے تھے تقدیر الٰہی سے

ایک گولا توپ مخالفین کا آیا اور آپ کے سینہ مبارک پر لگا مگر بسبب محافظت

الٰہی کے کچھ اثر نہ ہوا اس وقت چند رفیق متعلق آپ کے حاضر تھے اُن میں سے

عثمان خاں جو کنج پوری کے نواب زادوں میں سے تھے عرض کی کہ حضرت بڑا

تعجب ہے کہ آپ کے گولا لگا اور کچھ اثر نہ ہوا یہ کیا سبب ہے کیا اس کا کچھ عمل ہے

جسکی برکت سے بچ گئے آپ نے فرمایا ہاں صاحب مجھکو تو کچھ عمل اس کا یاد

نہیں مگر خدائے تعالےٰ نے اپنی قدرت سے بچا لیا پھر جب وہاں سے اپنے ڈیرے

میں تشریف لئے گئے صبح کو پیرو گرد جمع ہوئے اور اسی گولا لگنے کا ذکر چھیڑا تب حضرت

نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ جلشانہٗ کی طرف سے مجھکو اس امر میں کہ میں بیان کسی

صدمہ سے اور کسی بیماری سے نہ مروں گا میری شہادت اللہ جلشانہٗ نے جہاد فی سبیل اللہ

میں کفار سے جہاد کروں گا وہاں شہید ہو گا صدال وقتال کا گرم
ہوا تا بیاں حضرت کے ساق پا میں گولی لگی زخمی ہوئے بعد چند روز کے شافی
مطلق وحکیم برحق نے شفائے کامل عطا فرمائی اور معرکے لشکر کے اسی طرح بدستور
تھے آخر الامر لشکر کے عاقلوں نے تدبیر کر کے صلح کا دوا شروع کیا چند روز
میں صلح درست ہوا آگ لگانے کی دیر تھی اسی درمیان میں فرنگی کی طرف سے
شتر سوار فرمان انگریزی کمپنی حضور پر نور کے پاس آیا دیکھتے ہی اس فرمان کے
حضور وہاں سے سوار ہو کر ڈیرے پر تشریف لائے اور مضمون فرمان کا اپنے سب
مصاحبوں کو پڑھ کر سنایا اور نہایت طبیعت کو رنج والم ہوا آخر الامر فرنگی
سے ملنے کی صلاح ٹھہری حضرت سید المومنین وامام المجاہدین نے ہر چند نہایت
کی اور منع کیا کہ حضور پر نور کفار لعین سے نہ ملیں بلکہ مثل خدائے تعالیٰ
آپ کے ساتھ ہے اگر آپ کو صلح ہوئی تو بھی بہتر
مگر ان سے ملنا اور مصافحہ کرنا بہت برا ہے نواب نامدار دولتمدار نے فرمایا
کہ حضرت میں بھی یہی چاہتا ہوں مگر نا چار کیا کروں لشکر ماتحان دست ہیں

تمام لوگ خود عرض آپس میں اتفاق بہتر اس وقت ملنا ہی مناسب ہے اُن سے
دس پانچ لاکہہ روپے لیکر جیسے تیسے مہاراجہ ملکر نے گئے اور پھر بدل گیا پھر ساز و
سامان لشکر کا درست کر کے ٹرینگ حضرت فرمایا بعد مصالحہ کرنے کے آپ سے
کچھہ نہ ہوسکیگا حضور کے خیال شریف میں اس وقت سوا ملنے کے کچھہ بھی نہ آیا
اور تیاری ملنے کی کرنے لگے حضرت نے فرمایا اگر آپ نصاریٰ سے ملنے کو جاتے ہیں
حضور سے میں رخصت ہوں حضور نے بہتیرا سمجھایا حضرت نے نہ مانا چند آدمی ہمراہ
لیکر وہاں سے بے پور کو چلے گئے ادہر حضور پرنور کو جے کر کے ملنے کو چلے جب
موضع بنوا میں جاکر دیرہ کیا راوی اخبار راست گفتار کہتا ہے کہ میں وہاں
سے حضرت سید المجاہدین کی خدمت میں گیا اور سارا احوال حضور پرنور کا بیان کیا
جب فجر ہوئی حضرت نے مجکو رخصت کیا اور کہا جب نواب صاحب فرنگی سے
ملیں تو اس طرف چلے آنا آخر الامر میں وہ لنے شام کو آپنے لشکر میں آیا قریب
آدہی رات کے حضرت سید المجاہدین بہی آکر موجود ہوے اس وقت حضور کو خبر ہوئی
صبح کی نماز میں مسجد تشریف لائے وہاں حضرت سے ملاقات کی اور حضرت کا ہاتہہ پکڑے

بایتیں کرتے ہوئے میرے ڈیرے میں تشریف لائے حضرت امیرالموسنین سیدالمجاہدین
نے کہا تو اب صاحب ابھی کچھ نہیں گیا اختیار باقی ہے اب بھی آپکی فہمائش کو آیا ہوں
اگر میرا کہنا مان تو تو ان کافروں سے لڑو اور ہرگز نہ ملو بعد ملنے کے آپ سے
کچھ نہ ہو سکیگا یہ کفار بڑے دغاباز و مکار ہیں کچھ آپکے واسطے جاگیر یا تنخواہ
وغیرہ مقرر کرکے کہیں ٹہلا دینگے کہ روٹیاں کہایا کیجئے پھر یہ بات ہاتھ سے جاتی رہیگی
نواب نامدار دولت مدار نے پھر وہی جواب دیا کہ میں لڑکر عہدہ برآ نہ ہونگا اسوقت
ملنا ہی مناسب ہے آخرالامر سیدالمجاہدین نے کہا کہ خیر آپ مختار ہیں میں آپ سے رخصت
ہوتا ہوں اور چپکے سے فرمایا کہ دین محمد میں آگے چلتا ہوں تو میرے پیچھے سے چلے آنا
آخرالامر جب رانواں میں حضور پرنور اور فرنگی سے ملاقات ہوئی میں چند لوگوں کو
ساتھ لیکر وہاں سے چلے پور میں حضرت سیدالمجاہدین کے پاس آیا آپنے نواب صاحب
کا حال پوچھا کہ کیونکر فرنگی سے ملاقات ہوئی میں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا پھر وہاں
جلیپور میں آپنے مقام کیا اور لشکر حضور کا اپنی جگہ پر رہا ایک روز حضرت لشکر میں
پھر تشریف لائے جس کسی سے کچھ لینا دینا تھا لیا دیا اور نواب صاحب سے ملاقات

کی حضور پر نور میں آ دیدہ ہوئے کہ حضرت جو کچھ تقدیر میں تباد ہی ہوا حکم الٰہی
سے چارہ نہیں آپ اگر دہلی کو جاتے ہیں تو صاحبزادہ محمد وزیر خاں کے ہمراہ جائے
آپنے قبول کیا پھر کئی دن کے بعد ایک نیاز نامہ حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ
عبدالعزیز کو لکھا کہ یہ خاکسار سراپا انکسار حضرت کی قدمبوسی میں عنقریب حاضر
ہوتا ہے یہاں تک کارخانہ درہم برہم ہو گیا تو اب صاحب فرنگی سے
ملنے اب یہاں رہنے کا کوئی صورت نہیں آخر الامر حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
وہاں سے ہمراہ صاحبزادہ ممدوح پرفتوح کے بلدہ مراد شاہجہان آباد میں تشریف
لیگئے صاحبزادہ موصوف تو قاضی کے حوض بلند بیگ خاں کے مکان میں اترے اور
حضرت سید المجاہدین اجمیری دروازہ کی سرائے میں آئے رات کو وہیں رہے صبح کو نہا دھو
پوشاک بدل کر واسطے ملاقات حضرت خاتم المحدثین پیر و مرشد کے تشریف لیگئے
اور ملاقات سرت آیات سے شرف یاب ہوئے اور بہت سے روپے نذر دیئے آپ
نے قبول کئے پھر جو کچھ خاتم المحدثین نے حال لشکر ظفر پیکر کا استفسار کیا جناب
سید المجاہدین نے مشروحاً اظہار کیا بعد اس کے خاتم المحدثین نے فرمایا کہ قبل آنے

نہارے کے میں نے ایک رات کو خواب دیکھا کہ گویا حضرت سرور کائنات مفخر موجودات
علیہ افضل الصلوات والتسلیمات یہاں کی جامع مسجد میں تشریف فرما ہیں اور خلائق
بیشمار ہر گوشہ و کنار سے واسطے دیدار فرحت آثار اس سید ابرار رسول مختار کے
چلی آتی ہے پہلے سب کے دست بوسی سے میں شرف یاب ہوا اس وقت اس خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک میں ایک عصا ہے مجھ خاکسار کے مقدار سے فرمایا
کہ اے عبد العزیز یہ عصا لے اور دروازہ مسجد پر بیٹھ آدمیوں کے گروہ مورد ملنے
کے ہے انبوہ ہر جوانب و اطراف سے واسطے زیارت ہماری کے آتے ہیں ہر کسی
کا حال خیر مآل ہم سے عرض کیا کر جسکو ہماری طرف سے اجازت ہو آنے دے
سو میں فرمان واجب الاذعان اس شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین کا بجا لایا ہے میں
ہر شخص کا حال جا کر عرض کرتا جسکو اجازت ہوتی اسکو لا کر حاضر کرتا اور باقی سبکو
روکتا ہوں بعد اس کے آنکھ کھل گئی میں جاگ پڑا صبح کو واسطے ملاقات مسرت آیات
حضرت شاہ غلام علی صاحب کے جو خلیفہ حضرت مرزا جان جاناں کے ہیں گیا اور اس خواب
ہدایت انتساب کو بیان کیا اور اسکی تعبیر چاہی شاہ صاحب ممدوح نے فرمایا

فرمانے لگے کہ طرفہ ماجرا ہے کہ رسیا و یوسف زماں اور ابن سیرین دوراں ہیں
اور تعبیر محبے پوچھتے ہیں میں نے کہا یہ آپ اپنے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
بیان فرماتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ اس خواب باصواب کی تعبیر آپ کی زبان
فیض ترجمان سے سنوں شاہ صاحب موصوف ایک لحظہ سر نگر بیان تفکر میں
لگے بعد اس کے شاد ماں و فرحاں فرمانے لگے کہ صاحب میری رائے ناقص میں
تو یوں آتا ہے کہ زیارت جناب قطب خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرزو
وقت وفات حضرت سید حسن رسول نما کے سے کم و بیش دیڑھ سو برس گذرے موقوف
ہے شاید کہ ہدایت و ارشاد کا آپ کے یا آپ کے کسی مرید پر تسلط
ہاتھ سے منقوع ہو میں نے عرض کی کہ اس خاکسار ذرہ بیمقدار نے بھی تعبیر اسکا
اپنے دل میں سوچا تھا مگر وہ سطے اطمینان طبیعت اور تسکین دل اپنے کے اس امر کو
آپکی خدمت فیضدرجت میں گزارش کیا سو اب آپکے فرمانے سے تسلی ہوگئی
فقط سوا اس خواب کو ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ تم آ پہنچے اور فرمایا کہ اب یہاں
اترنے کا ارادہ ہے حضرت سید المجاہدین نے عرض کی کہاں ارشاد ہو وہاں اتروں اپنے

فرمایا کہ پہلے ہم اسی مسجد اکبرآبادی میں اترے اور مولا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولانا
عبدالحئی اور حافظ قطب الدین اور مولانا محمد یعقوب اور مولوی محمد یوسف اور
مولوی وحید الدین اور کئی صاحبوں اور کو فرمایا کہ حضرت سید المجاہدین کا اسباب
سرائے سے مسجد میں حاکر دو رکعت نماز نفل ادا کی پھر جس حجرے میں حضرت
مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم منفرد رہا کرتے تھے وہاں گئے مگر مولانا
مدوح پر فتوح کئی برس ہوئے انتقال فرما چکے تھے پھر صحن مسجد میں آکر بیٹھے
اور لوگوں سے ملاقات رہی کہتا ہے کہ وہ وقت ہم لوگوں کے مولانا رفیع الدین
صاحب نے حافظ قطب الدین سے فرمایا کہ مسجد میں جو نئے حجرے یہ لینڈ ریں
ان میں ان لوگوں کا قبضہ کرا کر اسباب انکا رکھوا دیں پھر ہم نے چاہئے حجرے
پسند کئے جس ایام نیک انجام میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین بلدہ
مراد شاہجہان آباد میں لشکر ظفر پیکر نوبت مستطاب معلی القاب سے تشریف
فرما ہوئے موسم گرمی کا تھا ایک روز آپکی ملاقات کو ایک شاہزادہ
آیا اور آپ کی نذر کو ایک اشرفی اور دو شیشیاں سرکہ کے لایا ...

حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ یہ اچار توضیح میں لانا مگر یہ دوشیشی سرکے
کے حفاظت سے رہنے دنیا آخر الامر بعد چند روز کے شہر دعا میں وبا آیا اکثر لوگ
مرنے لگے حضرت امیر المومنین سید العابدین نے اپنے لوگوں سے پوچھا کہ تم نے جو
دوشیشی سرکے کی رکھائی تھے کہاں ہیں لوگوں نے حاضر کی آپ نے تھوڑا تھوڑا
سرکہ پینے والے کو دنیا شروع کیا مگر جس کو دیا فضل الٰہی سے اچھا ہو گیا کئی دن میں
وہ سرکہ تمام ہوا اور وبا شہر میں بدستور باقی رہا لوگوں نے عرض کی کہ حضرت اس
شہر میں دوسرکہ بہت ہے منگوائیے آپ نے فرمایا اس کام کا یہی تھا اللہ تعالے
جلشانہٗ نے مجکو الہام کیا تھا کہ اس سرکہ میں میں نے شفا رکھی ہے اسکو حفاظت سے
رہنے دنیا بعد چند روز کے شہر میں وبا آویگا اسمیں خرچ کرنا آخر الامر ایک
روز حضرت سید العابدین جناب فیضمآب خاتم المجتہدین کی حدیث سراپا برکت میں شریف
لیگئے اور عرض کی کہ حضرت شہر میں وبا بکثرت ہے مخلوق بہت ضائع ہوتی ہے جناب
الٰہی میں دعا کیجئے کہ یہ بلا یہاں سے دفع ہو آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے جلشانہٗ نے اس
کے دور کرنے کی تدبیر تم کو بھی بتائی ہے کہ دعایت الٰہی سے یہ بلا دفع ہو جائیگی

حضرت سید العابدین فرماتے تھے میں نے جو مراقبہ کیا تو چار بلائیں شکل شیروں کی سوا تھی
سو وہ چاروں بلائیں آدمیوں کو تباہ کرتی ہیں ایک روز حکم الہٰی سے میں نے
ان میں سے ایک بلا کا تعاقب کیا یہاں تک کہ شہر سے باہر نکلی دوسرا اسی طرح
دوسرے دن دوسری بلا کو اور تیسرے دن تیسری بلا کو خارج شہر کیا مگر چوتھی
وہ بڑی سرکش تھی اسکا جو پیچھا لیا اس نے بہت حیران کیا کبھی کسی طرف بھاگتی
تھی اور کبھی کسی طرف مگر قابو میں نہیں آتی تھی یہاں تک کہ میں اس روز تھک
گیا دوسرے روز پھر نہایت حیران ہوا آخر الامر وہ بلا بھاگتے بھاگتے حضرت مولانا
رفیع الدین صاحب کے مکان میں گھس گئی پھر وہاں سے بھی اسکو نکال کر راجگھاٹ
کی طرف سے باہر کیا مگر مولانا صاحب مدوح اسی بلا میں انتقال کر گئے پھر اس کے
فضل الہٰی سے تمام شہر میں امن ہو گیا — ایک شخص سقے والا بخارا کا اس
کو سب ملا بخارا کہتے تھے واسطے طلب علم باطنی کے حضرت خاتم المدققین عمدۃ المفسرین والا تبار
مولانا شاہ عبدالخیر صاحب کی خدمت سراپا برکت میں آیا اور اس امر کا سائل ہوا
اور کہا کہ میں گلشن زمانہ میں ایک مدت بلبل وہزار داستان باد بہار کے ہر گوشہ و کنار

پھرا گمراتیاب جیسا کہ میں چاہتا ہوں کل مقصود سے بہبود نہ ہوا آخر کو میں آپکی خدمت
بابرکت میں آیا ہوں سو آپ مجکو کچھ اسرار علم باطنی کی تعلیم فرماویں حضرت قدوۃ المفسرین
زبدۃ المفسرین نے فرمایا کہ تم یہاں میرے پاس چند روز ٹھہرو ایک شخص میرے مریدوں
میں سے آنے والا ہے اس سے مقصد تمہارا حاصل ہوگا یہ بات سنکر وہ ملا بخاری خاموش
ہو رہا اظاہر کچھ نہ کہا مگر اپنے دلمیں اوداس ہوا کہ حضرت یہی مجکو ولیت ولعل میں رکھنا
چاہتے ہیں دیکھا چاہئے انجام اسکا کیونکر ہو اس عرصہ میں چند روز کے بعد حضرت امیر المومنین
سید المجاہدین رح لشکر فیروزی اثر نواب مستطاب معلی القاب کے ساتھ بادہ مراد شاہجہان آباد
میں تشریف لائے اور جناب سعادت مآب خاتم المدققین عمدۃ المفسرین کی ملاقات
مسرت آیات سے متشرف یاب ہوئے جناب ممدوح پرفتوح نے اس ملا بخاری کو بلا
کر حضرت سید المجاہدین سے مصافحہ معانقہ کرایا اور سپرد کیا کہ یہ شخص طالب خدا
ہے اسکو اپنے ساتھ رکھو اور علم الہی اسے تعلیم کرو اور اس ملا مذکور سے فرمایا
کہ ہم تم سے کہتے تھے کہ ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے آنے والا ہے سو وہ
یہی صاحب ہیں تم ان کی خدمت میں چند روز رہو انشاء اللہ تعالی مراد تمہاری

حاصل ہوگی ملا مذکور نے حضرت سید المجاہدین کی وضع سپاہیانہ دیکھکر اپنے دل
میں کہا کہ یہ تو ایک مرد سپاہی صورت ہیں یہ مجھکو کیا تعلیم دینگے اور حضرت
سید المجاہدین سے پوچھا کہ آپ نے کون کون سی کتاب پڑھی اور کیا کیا علم کسبی
کیا ہے آپ کچھ نہ بولے حضرت خاتم المدققین نے آپ کی طرف سے جواب باصواب
دیا کہ ملا صاحب تمکو اس گفتگو سے فائدہ سے کیا مطلب اپنے دل میں
یہ سمجھ لو کہ جو تم کو میرے پاس بارہ برس میں ملیگا ان کی خدمت میں تم کو وہ
بارہ دن میں حاصل ہوگا یہ بات سنکر ملا صاحب وہاں سے مدرسے کے حجرے
میں اپنا بستر لیگئے حضرت سید المجاہدین نے جناب خاتم المدققین سے عرض
کی کہ اللہ تعالےٰ جلشانہ نے نشکر میں الہام کیا تھا کہ ایک شخص چند روز سے
دہلی میں وارد ہے اسکی تعلیم ہم نے تجھ پر موقوف رکھی ہے سو وہ شخص یہ ہے
پھر وہ ملا سنجاری اپنا بستر لیکر ہمراہ سید المجاہدین کے مسجد اکبر آبادی میں گئے اور حضرت
کے حجرے کے برابر دوسرے میں رہنے لگے اور حضرت نے انکو تعلیم شروع کیا چند روز میں
وہ اپنے شاہد مراد سے ہم آغوش اور ماسوائے اللہ سے فراموش ہوئے حضرت

امیرالمومنین سید المجاہدین اس ایام خیریت انجام میں اکثر فرماتے تھے کہ ہم نے شائق
طالب خدا بہتیں دیکھا اور وہ ملا صاحب یہی کہتے تھے کہ میں بھی بہت شہروں
میں پھرا مگر ایسا مرشد شفیق تعلیم کرنیوالا نہیں پایا ایک روز حضرت سید المجاہدین
ملا بخاری کو کچھ تعلیم اسی مسجد میں کر رہے تھے دفعتہً ملا صاحب کو استفراغ شروع
ہوا حضرت سید المجاہدین نے مٹی کی چلمچی اٹھا کر ان کے آگے کی کہ فرش مسجد ناپاک
نہ ہو اس عرصے میں ملا کا حال دگرگوں حضرت کو بھی قے آنے لگی چلمچی چھوٹی تھی
حضرت نے کرتے کے دامن میں رکھ لی اور دونوں صاحب قے کرتے ہوئے
اس چلمچی اور دامن میں مسجد کے چبوترے کے کنارے آئے جب قے موقوف
ہوئی دونوں صاحب کلی غرغرہ کر کے فارغ ہوئے بعد چند سات روز کے
پندرہ بیس آدمیوں کے روبرو حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ اس روز جو ملا بخاری
کا استفراغ میں نے اپنے ہاتھ میں لیا کہ مسجد نجس نہو اس کام سے اللہ تعالیٰ
جلشانہٗ مجھ سے بہت راضی ہوا اور اس کے عوض میں اس نے مجھکو بڑی نعمت
عطا فرمائی کہ اس کا شکر ادا کر نہیں سکتا اور فرمایا کہ تو نے ہماری مسجد کا

ادب کیا ہم نے تجہلویہ انام دیا ایک روز ایک عجیب واقعہ گذرا اس مسجد کے قریب
چوکی میں غازی الدین خاں کی مشہور ہے اسمیں ایک وزیری رہتا تھا وہ اکثر
قصور وار اپنی عورت کو مارتا اور برا بھلا کہتا تھا اس عورت کی گود میں ایک
شیر خوار لڑکا بھی تھا ایک روز وہ بیچاری آفت کی ماری مایوس ہوکر اپنی جان سے
ہاتھ دھوکر بعد نماز عشا کے اپنے لڑکے کو لیکر مسجد کے کنوئیں میں گر پڑی قریب مسجد
کے کئی گھوسی بھی رہتے تھے ان میں ایک اس کنوئیں پر پانی بھرنے گیا اسمیں کچھ آدمی
کی سی آواز معلوم ہوتی ہے پانچ سات آدمی وہاں جمع ہوگئے حضرت سید المجاہدین
اور ملا بخاری بھی وہاں گئے حضرت نے ان گھوسیوں سے کہا کہ جاؤ تم ایک کھٹولا اور
رسی لاؤ میں اس میں خود اترونگا ملا بخاری نے عرض کیا کہ میں ہرگز آپ کو کنوئیں میں
اترنے نہ دونگا میں خود اترونگا اس امر میں جانبین سے بار بار تکرار ہوئی ۔۔
آخر الامر کھٹولا اور رسی آئی ملا صاحب کھٹولے پر بیٹھکر کنوئیں میں اترے جب قریب
نصف راہ کے پہنچے تب گھبرا کر لوگوں کو پکارنے لگے کہ جاؤ مجھکو کھینچو اس میں تو کوئی بلا
ہے جب لوگوں نے انکو نکالا تب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین نے فرمایا کہ

اسمیں بلا بھوت کوئی نہیں ہے فقط فلانے درزی کی عورت اور اس کا لڑکا ہے اللہ
تعالےٰ جلشانہٗ نے مجھکو اس امر سے پہلے آگاہ کیا تھا کہ فلانی عورت اپنے لڑکے کو لیکر
فلانی رات کو اس کنوئیں میں گرے گی سو تم اس کے واسطے دعا کرنا ہم اسکو بچالیویں گے
اور میں پیکر اس کو باہر نکالنا پھر حضرت سید المجاہدین بنفس نفیس آپ اس کنوئیں میں لٹھوا
پر عشبیہ کر اوترے پانی اس کنوئیں میں کہیں تو گلے تک تھا اور کہیں کندھوں تک وہ عورت
بیچاری مرمیت ایک طرف جہاں پانی کم تھا اپنے لڑکے کو لئے ہوئے بیٹھی تھی حضرت
سید المجاہدین نے اس کو اور لڑکا سمیت کھٹولے پر سوار کیا اور لوگوں سے کہا رسی کھینچو جب
وہ اوپر آئی تب دوسرا کے حضرت کو بھی اس کھٹولے پر نکالا پھر حضرت سید المجاہدین
نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بھیجکر اس کے خاوند کو بلوایا ایک طالب علم نے اس سے پوچھا
کہ تیری عورت کہاں ہے اس نے کہا دیر ہوئی کہیں لڑکے کو لیکر مجھ سے خفا ہو کر چلی
گئی ہے اس نے کہا تیری عورت تو کنوئیں میں گر پڑی تھی سو ابھی حضرت سید المجاہدین
نے اس کو نکالا ہے اس کو جلدی وہاں سے اپنے گھر لیجا کہیں تباہ دار نہ بنے تو تیرے
حق میں کچھ حاجت ہو اور حضرت سید المجاہدین نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو اشارہ

کیا انہوں نے اس کے خاوند کو خوب دھمکایا کہ اے بیوقوف پھر کبھی ایسی حرکت
نا شائستہ نہ کرنا نہیں تو قید ہو جاؤ گا اور ایک نائی خیر اللہ نام انگریز کی طرف
سے مسجد کے حجرے میں رہتا تھا اور وہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا
مرید بھی تھا اس کو خوشامد تمام سمجھا دیا کہ اس امر کی اطلاع تھانہ دار کو نہ ہونے
پاوے اس عرصہ میں کسی سے سنکر تھانہ دار بھی آ پہنچا مرد مسلمان اور مولانا صاحب کا
آشنا تھا مولانا صاحب نے اس سے کہا کہ یہ اپنے گھر کی لڑائی ہے تم خیر جو ہوا سو ہوا اسکی
خبر انگریز کو نہ ہونے پاوے ورنہ یہ بیچارہ دوہری بلا میں گرفتار ہوگا اس نے کہا آپ
ہمارے پیر و مرشد ہیں آپ کا فرمانا ہمارے سر آنکھوں پر اس امر کی ہرگز
کسی کو اطلاع نہ ہوگی پھر ہر ایک آدمی جو وہاں تھے اپنے مکان چلے گئے بعد چند روز
کے ملا غازی نے اپنے وطن جانے کو حضرت سید المجاہدین سے رخصت چاہی اور
کہا کہ حضرت آپکی صحبت بابرکت سے جدا ہونا دل کو گوارا نہیں مگر لاچار اسکا کوئی
چارہ نہیں میری نیت یہ ہے کہ جو کچھ میں نے آپکی صحبت فیضدرجت میں نعمت
حاصل کی ہے اس سے اپنے عزیز و اقربا کو محروم نہ کروں وطن میں جا کر ان سے

بیعت لوں جو کچھ میں نے سیکھا ہے ان کو سکھاؤں شاید ہدایت آوے راہ راست
پر آوین عاقبت بخیر ہو یہ بات سنکر حضرت نے فرمایا کہ میرا بھی دل نہیں چاہتا ہے
کہ اپنے پاس سے جدا کروں مگر جو تم نے جو عذر معقول بیان کیا اس سے میں ناچار
ہوں اور قبل اسکے ملا صاحب نے کچھ زر نقد واسطے زاد راہ کے جوان کے پاس نہا
حجرے کی دیوار میں کہیں کوئی رخنہ نہا اس میں لوگونکی نظر بچا کر مٹی سے لیس دیا نہا
کہ وقت چلنے کے نکال لونگا سو لقدیر الٰہی سے وہ کوئی کھود لیگیا وہاں تلاش کیا
کچھ نہ پایا حال لوگوں سے ظاہر کیا سب کو افسوس ہوا حضرت سید المجاہدین نے سنا
فرمایا کہ ملا صاحب صبر کرو اس میں کچھ خیر تھی اللہ تعالے مسبب الاسباب ہے اور کہیں سے
کچھ سامان موجود کر دیگا اور واسطے خرچ راہ کے ایک روپیہ انکو اپنے پاس سے
عنایت فرمایا اور کہا اس کو بحفاظت تمام اپنے خریطے میں رکھنا اور جو اس میں
ہو اس کو اٹھانا مولانا محمد اسمٰعیل صاحب اور مولوی یوسف صاحب اور حافظ
قطب الدین صاحب اور سوا ان کے اور بھی اسوقت حاضر تھے ان میں سے کسی نے
کہا کہ حضرت جانا تو بہت دور ہے ایک روپیہ سے کیا ہوگا حضرت

سید المجاہدین نے فرمایا کہ مجھکو اللہ تعالےٰ جلشانہٗ کیطرف سے ایک روپیہ کی امانت
ملی ہے مرضی الٰہی جب میں کسی کو دیکر کہدیتا ہوں کہ اس روپے کو اور روپیوں
میں نہ ملانا جدا رکھنا تو پھر اسکو کفایت کرتا ہے جتنا مجھے جسکا روزمرہ کھانا ہوتا
ہے ایک روپیہ خواہ زیادہ خواہ کم کا اس کا بند ہیں رہتا اس میں سے روپے
ملے جاتے ہیں سو یہ اسی قسم کا روپیہ ہے جو میں نے ملا صاحب کو دیا ہے بعد اس کے
ملا صاحب کو جناب خاتم المحدثین کے پاس لیگئے اور عرض کی کہ اپنے وطن کو جاتے
ہیں آپ سے رخصت ہونے آئے ہیں جناب ممدوح نے فرمایا کہ ملا صاحب جس مراد
کو تم یہاں لائے تھے وہ سید صاحب سے برآئی ملا نے عرض کی کہ حضرت مجھکو اللہ تعالےٰ
ان کی صحبت کی برکت سے بہت کچھ عنایت کیا کہ اس کا شکر ادا نہیں کرسکتا ہوں
حضرت خاتم المحدثین نے فرمایا کہ اور جو کچھ تمکو چاہیا ہو اس سے یہ روپیہ لو اب وقت
جدائی کا ہے پھر جدا جانے ملاقات ہو یا نہ ہو کون کسنا باقی نہ رہے ہیں ان کو مصافحہ
کرکے رخصت فرمایا کہ جاؤ تمکو خدا کو سپرد کیا پھر ملا صاحب کو حضرت
سید المجاہدین وہاں سے اپنے حجرے میں گئے اور ایک پائجامہ کو جمعہ کے روز

پہنا کیجیو یا جب کبھی کسی کو وعظ و نصیحت کرنا منظور ہو تب بیٹھو اللہ تعالیٰ سے
امید قوی ہے تمہاری نصیحت اُسکو اثر کر گئی یہ مصافحہ کر کے رخصت فرمایا کہ
جاؤ ہم نے تم کو خدا کو سونپا ایک بار بعد نماز بعد نماز اشراق کے چار پانچ
گھڑی دن چڑھے حضرت سید المجاہدین گھبرائے ہوئے اپنے حجرے سے جناب خاتم المحدثین
کے پاس گئے جناب ممدوح نے پوچھا خیر تو ہے آپ اس طرح گھبرائے
ہوئے نئے وقت آئے ہو کیا سبب ہے اس وقت کئی طالب علم بھی مدرسے کے وہاں
موجود تھے حضرت سید المجاہدین نے عرض کی کہ واسطے اطلاع کے آیا ہوں آج پانچ
مردود کا بڑا غلبہ ہے یہاں تک دھوپ کا رنگ بھی متبدل ہو گیا ہے اور ہوا بھی تیز ہے
راوی کہتا ہے فی الحقیقت دھوپ اس روز ایسی تھی جس طرح کے دن زرد و
نے نور ہوتی ہے جناب خاتم المحدثین نے فرمایا کہ ہاں سچ ہے اسی طور ایک بار
اور پہلی عبد القادر کے وقت میں) اس خبیث نے غلبہ کیا تھا وہ بھی میرے پاس
اسی طرح آئے تھے سو میں نے اس کے دفع ہونیکی تدبیر اُنکو بتا دی تھی سو وہ
دور ہو گیا مگر بہ نسبت اس بار کے آج اس کا بڑا زور شور ہے سو تم میری طرف

سے نے فکر رہو جو کچھ اس کے دفع کرنے میں ہو سکیگا کرتا ہوں نہ کرونگا مگر تم اپنے
مکان پر جاکر اس کے دور ہونے کی تدبیر کرو اللہ تعالےٰ اچھا فضل کریگا یہ بات سنکر
حضرت سید المجاہدین اپنے حجرے میں آئے بڑی دیر تک قریب ایک پہر کے بیٹھے رہے
خدا جانے کیا کیا تدبیر کری اور وہ کمبخت طالب علم جو حضرت خاتم المحدثین کے پاس حاضر
تھے انہوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا مذکور تھا جو سید صاحب یہاں کرتے تھے یا پس ماندہ
کون شخص ہے کچھ ہم کو بھی معلوم ہوا آپنے تبسم کیا اور جواب دیا کہ اس حال کے دریافت
کرنے سے تم کو کیا کام ایک آفت الہٰی ہے خدا سے دعا کرو کہ اسکو دفع کرے وہ خاموش
ہو رہے جب وقت ظہر ہوا حضرت سید المجاہدین حجرے سے باہر آئے استنجا اور وضو کیا نماز
ظہر ادا کی اور وہ طالب علم نماز جماعت کو آئے بعد نماز کے اس مسجد کے رہنے والوں سے
پوچھا کہ آج سید صاحب نے یہاں کس امر کا تذکرہ کیا تھا سب نے کہا ہم کو کچھ خبر نہیں
خیر وہ ہے انہوں نے وہ تمام قصہ بیان کیا کہ آج حضرت سید المجاہدین ایسے یکدم
لوگوں کو تعجب ہوا حضرت سے پوچھا کہ طالب علم ایسا ایسا ذکر کرتے ہیں وہ پس ماندہ
کون ہے آپنے بھی مجمل اسی طرح فرمایا کہ تم کو اس امر سے کیا غرض کوئی آفت الہٰی

تھی سو اللہ تعالےٰ نے ٹال دی پھر وقت مغرب ایک دوسرے سنگر اور صاحبوں نے
حضرت سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا ماجرا ہے کچھ تو بیان فرمائیے پارسی تا ہتہ کیا
تھے ہے پھر بھی آپنے وہی جواب دیا مگر بیان مفصل نہ کیا خدا جانے یہ کیا راز
تھا ایک رات حضرت سید الحاجیین نے خواب دیکھا خلاصہ رس کا یہ ہے
کہ کوئی بزرگ فرماتے ہیں کہ یہ مسجد جب سے بنی ہے کسی نے اسکی چھت کو کبوتروں
ابابیلوں وغیرہ کی بیٹ سے گندہ ہو رہی ہے پاک نہیں کیا سو تم اسکو صاف کرو جب
آپ بیدار ہوئے صبح کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے پوچھا کہ تمکو معلوم ہے کہ یہ مسجد
جب سے بنی ہے کبھی کسی نے اسکی چھت بھی صاف کی ہے آپنے کہا یہ حال
مجھکو معلوم نہیں مگر اس سے آگاہ کیا مطلب آپنے کہا اسکی تحقیق منظور ہے
مولانا محمد نے کہا میاں شمس الدین صاحب جو خلیفہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب
کے ہیں بڑے معمر ہیں اس سے حال کو دریافت کریں آپ اس کے پاس گئے
اور پوچھا کہ تمہاری عمر کیا ہے اس نے کہا قریب سو برس کے آپنے کہا
تمہارے زمانہ میں کبھی اس مسجد کی چھت بھی صاف کی گئی ہے اس نے کہا

حضرت میری یاد میں تو کسی نے صاف نہیں کی آگے کا حال خدا جانے تب حضرت
سید الطایفہ وہاں سے مسجد میں آئے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سے کہا کہ مجھکو خواب
میں حکم ہوا ہے کہ اس مسجد کی چھت کو صاف کرو سو اب اسکی تدبیر کیا چاہئے مولانا
ممدوح نے کہا مسجد بلند ہے چھت ایسی لمبی سیڑھی میں نہیں ہو سکتے حضرت نے کہا
اس بات کا کچھ اندیشہ نہیں ہم کئی سیڑھیاں اپس میں باندھ کر لگا دینگے مولانا صاحب
نے کہا تو بہتر ہے اسکی تیاری کیجئے پھر حضرت ایک رسہ کئی سیڑھیاں باندھ کر
اور ایک طرف مسجد کے لگا کر چھت پر چڑھے دیکھا تو چمگادڑوں بیٹ جانوروں کی
کھنڈ نمیں اور ہا پر جمے ہیں کہیں تو کنکر تک کہیں زانو تک کہیں اس سے کم آپنے
پیاوڑا اور کودال منگا کر ایک طرف سے کھودنا شروع کیا آپ کو دیکھکر بیس
پچیس آدمی اور بھی آپکی اعانت کے واسطے چڑھ گئے آپ نے فرمایا کہ اس امر کا
تو حکم جناب الٰہی سے مجھی کو ہے مگر اس کار خیر میں جو شریک ہوں مانع نہیں آپ
تو پیاوڑے سے کھودتے تھے اور لوگ ٹوکریوں بھر بھر کر نیچے ڈالتے تھے جب سے تیسرے
پہر تک تمام چھت صاف کروائی پھر مشکوں میں پانی منگوا کر چھت کا دھو ڈالا گیا

دھوکر فارغ ہوے اتنے لڑکے کہ حضرت سید المجاہدین لوگوں کے سامنے
فرمانے لگے کہ اللہ تعالے جلشانہ نے اس جیب صاف کرنے کے عوض میں مجھکو
بڑی نعمت عطا فرمائی کہ اس کا شکر مجھ سے ادا نہیں ہوسکتا اتنا ہی ارشاد کیا
اور اس نعمت کی تفصیل بیان نہ فرمائی واللہ اعلم بالصواب
اکبرآبادی مسجد کے حجروں میں گھوسی رہتے تھے ان میں ایک گھوسی کی بھینس بیمار ہوئی
دھنی تھی سو خدا جانے کسکی نظر لگی یا اور کوئی سبب ہوا بالکل یکایک دودھ
اسکا خشک ہوگیا اس نے ایک روز مسجد مذکور میں وہاں کے لوگوں سے یہ شکوہ
کیا بعضوں نے موافق اپنی رائے کے کچھ کچھ تدبیر بتائی کسی نے اس سے کہا کہ تو سید
صاحب سے اسکا حال جاکر بیان کر خدا چاہے تیرا مقصد پورا ہوگا وہ حضرت
سید المجاہدین کے پاس آیا اور اپنا حال بیان کیا حضرت نے اس سے ایک لوٹا
پانی منگوا کر اس میں کچھ پانی پیا اور کچھ پڑھ کر اس پر دم کیا پھر اسکو دیا
اور اس سے فرمایا کہ یہ پانی لیجا اس سے اس کے بہتن دھووے اور کچھ اسکی
پشت پر چھڑک دے اور اس کا سونسہ بھی دھووے اللہ تعالے اپنا فضل کریگا

اس نے جابر و لسا ہی کیا عنایت الہٰی سے کئی روز میں وہ بہتیں جیسے اول دورہ
دیتی تھی اسی طور دینے لگی کچھ نقصان باقی نہ رہا ایک روز وہ لگوسی اگر کہنے
لگا کہ حضرت تمہاری دعا سے میری بھینس چنگی ہوگئی سو میری نیت ہے کہ میں کچھ
شکر ادا کروں حضرت نے فرمایا کیا تمہارا ارادہ ہے اس نے عرض کی کہ میں
چاہتا ہوں کچھ کھچڑی پکا کر اپنے لوگوں کی اور مسجد کے سب طالب علموں کی ضیافت
کردوں سو یہ تمام آدمی کتنے ہونگے حضرت نے فرمایا القبہ دیڑھ سو آدمی ہونگے
ہوں گے یہ بات سنکر وہ مکان گیا اور ایک بڑی سی دیگ بہر کے کھچڑی پکا کر وقت مغرب
کے آیا کہ حضرت کھانا تیار ہے اگر مرضی مبارک آپکی ہو تو لوگوں کو تیرے مکان
پر بھیجوں لیکن میرے غریب خانہ کا حال حضرت کو معلوم ہے کہ بسبب برسات کے
آجکل تعفن زیادہ ہے اور اگر ارشاد ہو تو میں کھانا اسی جگہ لاکر حاضر کروں آپنے
فرمایا اس جگہ لاؤ تو خوب ہے وہ بہت سے کونڈوں میں کھچڑی نکال کر وہیں لایا حضرت
حضرت نے فرمایا کہ تم کو جو کھانا لانا منظور تھا سو لا چکے اب ہم جسکو چاہیں کھلاویں
اس نے کہا آپ مختار ہیں مجھ سے پوچھنے کی کیا حاجت جسکو چاہیں کھلاویں

حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ حضرت خاتم المدینین کے مدرسے کے جو طالب
علم ہیں انکو بھی بلا لو کہ وہ بھی کہانی یہ بات سنکر مسجد کے طالبعلم آپس میں گفتگو کرنے
لگے کہ یہ کہانا ہملوگوں کو بمشکل کفایت کریگا ہم نے اس امید پر صبح سے کچھ کھایا
پکایا نہیں حضرت فرماتے ہیں کہ وہاں کے مدرسے کے لوگوں کو بلا کر کہلاؤ ان کی یہ
گفتگو حضرت سید المجاہدین نے سنکر فرمایا صاحبو ہمارا سا ہتو کہانا بہت ہے خدا چاہیگا
تم سب آسودہ ہوکر کھاؤ گے اور کہانا بچ رہیگا ان میں سے کسی طالبعلم نے کہا کہ حضرت
اس بات کا آپ کو کیا خدا کے یہاں سے الہام ہوا کہ ہم سب لوگ تنکم سیر ہوکر کھاویں
گے اور کہانا بچ رہیگا ان میں سے کسی طالبعلم نے کہا کہ حضرت اس بات کا آپ کو
کیا خدا کے یہاں سے الہام ہوا کہ ہم سب لوگ تنکم سیر ہوکر کھاویں گے اور کہانا بچ
رہیگا حضرت نے فرمایا کہ اس بات میں کیا تم میں کسی کو شبہہ ہے لوگ یہ کلام سنکر
خاموش ہو رہے آخر الامر کوئی چالیس طالبعلم وہاں کے بھی بلوائے اور سب کو
بٹھا کر اپنے کونڈوں میں بہر بہر کے وہ کھیر دینی شروع کی اور وہ سب لوگ
کھانے لگے یہانتک کہ سب تنکم سیر ہوگئے اور کہانا کوئی پچاس ساٹھ آدمیوں کا

پڑھ رہا تب یہ حال دیکھکر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پھر حضرت
نے فرمایا کہ صاحبو تم سب آسودہ ہو کر کھا چکے سب نے عرض کی کہ ہاں خوب کھا چکے
آپ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ یہ باقی کھانا اور مسجدوں کے سب طلبوں کو
بلا کر کھلا دوں مگر اس وقت رات کو کسکو کسکو بلاؤں لوگوں کو تکلیف ہوگی
سو تم سب صاحب اس کھانے کو بحفاظت تمام رکھو فجر کو پھر سب ملکر کھا لینا
الغرض جمع کو وہ باقی کھانا ان سات آدمیوں نے اور کئی بیس آدمی حضرت
خاتم المحدثین کے ہمراہ کے آئے سب نے آسودہ ہو کر کھایا پھر بھی چھ سات آدمیوں
کے موافق بچ رہا آپ نے فرمایا کہ یہ باقی کھانا مستحق کو حوالہ کرو یہ اسی کا حق ہے
پھر وہ باقی کھانا مستحق کو دیا پھر کچھ دن چڑھے مسجد میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
تشریف لائے طالب علم سبق پڑھنے میں مشغول ہوئے بعد فراغت کے ان طالب
علموں نے رات کے کھانے کا حال مولانا ممدوح سے عرض کیا کہ حضرت اس قدر
قلیل کھانا تھا اور اس قدر جم غفیر نے کھایا اور باقی کھانا اس قدر لوگوں نے آج جمع کو
نوش جان فرمایا سو اس کا حال آپ سید صاحب سے پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ تھا

ہمارے کچھ خیال میں نہیں آتا مولانا موصوف نے فرمایا کہ تم آپ کیوں نہ پوچھو
انہوں نے عرض کی کہ حضرت ہماری جرات نہیں پڑتی کہ عرض کریں آپ ہی
پوچھیں مولانا صاحب نے فرمایا کیا مضائقہ اگر موقعہ پاؤنگا دریافت کروں گا
اس عرصے میں حضرت امیر المومنین سید المجاہدین بھی وہیں تشریف فرما ہوئے اور
مولانا موصوف سے کچھ باتیں کرنے لگے اس عرصے میں لوگوں نے مولانا صاحب کو اشارہ
کیا کہ وہی حال پوچھیں تب مولانا صاحب نے اس رات کے کھانے کا حال پوچھا کہ یہ
لوگ ایسا ایسا کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ طالب علم رات کو کھانے کی
قلت کا شکوہ کرتے تھے سو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسا نہ ہو جو یہ لوگ
کہتے ہیں آپ نے فرمایا سو میں نے خطاب الٰہی میں دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی
کہ تو لوگوں کو کھانا کھلا دے سب سیر ہو کر کھاوینگے اور اس قدر بچ رہیگا سو
ویسا ہی ہوا راوی اخبار کہتا ہے کہ میں ایک بار قصبہ سوجت علاقہ
جودہ پور میں واسطے ایک اونٹ خریدنے کے گیا وہاں چھپیوں کی مسجد میں پڑا
جب وہ لوگ نماز کو آئے ملاقات ہوئی ان سے میں نے کہا کہ مجھکو ایک واسطے

سواری کے درکار ہے کہیں تمہاری نگاہ میں ہو تو لے دو ایک نے ان میں سے کہا
کہ ایک توبڑا ڈیرہ برس کا فلانے شخص کے یہاں گھوڑا ہے اگر مل جاوے تو بہت
خوب ہے اس واسطے کہ ماں اسکی ایک دن میں سو کوس چلتی ہے اور باپ بھی
اس کا نسل میں بڑا قوی ہے یہ سنکر میں اس کے لینے پر راضی ہوا آخر الامر سا ہیڈ
روتے کا خرید کر میں اپنے لشکر میں آیا اور اس کو پرورش کرنا شروع کیا
چند مدت میں وہ قابل سواری کے ہوا مگر جیسا کہ ان لوگوں نے اس کے خریدنے کے
وقت اس کی ماں باپ کی نسل کا بیان کیا تھا اس کا آدھا بلکہ تہائی بھی نہ
نکلا لیکن شکل وصورت اور دل ڈول میں نہایت خوب تھا اس لئے میں نے اسکو
بیچا نہیں الغرض وہ پاس میرے رہا جب لشکر ظفر پیکر نواب مستطاب معلی القاب کے
ساتھ میں حضرت سید المجاہدین کے ہمراہ شاہجہاں آباد کو گیا اور چند مدت رہے
کا اتفاق پڑا ایک روز حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رح نے فرمایا کہ دن کہد
تو اپنے اونٹ پر سوار ہو کر تیغ محمد عارف کے پاس کرنال میں جا کچھ کام ضروری
ہے میں نے عرض کی بہت خوب میں جاؤنگا مگر گھوڑے یا بہلی پر سوار ہو کر

اس واسطے کہ اونٹ میرا چلنے میں نہایت کند گام ہے کہ میں اس کا کچھ
بیان نہیں کر سکتا آپ نے فرمایا کہ نہیں اپنے ہی اونٹ پر سوار ہو کر جاؤ
اس بات میں میں نے کئی بار انکار کیا اور حضرت نے بھی کئی بار فرمایا آخر الامر
حضرت ممدوح پیر فتوح کی خدمت میں ایک شخص عبداللہ نو مسلم بڑے صالح
اور امانت دار تھے ان سے فرمایا کہ تم دین محمد سے ہماری طرف سے کہو کہ جو کچھ ہم
کہیں وہ بات مانیں اور اس میں کچھ چون و چرا نہ کریں میاں عبداللہ نے یہ حال
مجھ سے بیان کیا میں نے کہا میں حضرت کا مطیع و فرمانبردار ہوں جو فرماؤ گے بلا
انکار مان لوں گا پھر ایک روز حضرت سید المجاہدین نے اپنے وضو کا بچا ہوا پانی
میاں عبداللہ کو دیا کہ دین محمد کے اونٹ پر چھڑک دو انہوں نے ویسا ہی کیا
پھر میاں عبداللہ نے فرمایا کہ کل تم فجر کو بعد نماز کے اسی اونٹ پر سوار ہو کر قطب
صاحب تک آؤ مگر وہاں دیر نہ لگانا جلدی چلے آنا پھر صبح کو میاں عبداللہ
اسی اونٹ پر سوار ہو کر قطب صاحب تک گئے اور چار گھڑی کے عرصہ میں
اونٹ بھی آئے حضرت سید المجاہدین نے ان سے پوچھا کہ کہو یہ اونٹ چلنے

میں کیا ہے اُنہوں نے کہا بہت خوب چالاک ہے اس میں کوئی عیب معلوم
نہیں ہوتا پھر مجھ سے فرمایا کہ دین محمد صبح کو تم سوار ہوکر اپنے اونٹ پر تخلق آباد
تک ہوآؤ میں بھی اسی طور وہاں گیا اور پھر چلا آیا تب حضرت نے مجھ سے پوچھا
کہ کہو تمہارا اونٹ چلنے میں کیسا ہے میں نے عرض کی کہ حضرت اب تو خوب تیز
چلتا ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے جناب الٰہی میں تمہارے اونٹ کے واسطے دعا
کی سو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور عیب اس کا دور فرمایا پھر فرمایا کہ صبح کرنال جاؤ
انشاء اللہ تعالیٰ عصر کے وقت پہنچو گے سو ویسا ہی ہوا کرنال دہلی سے ساٹھ کوس مشہور ہے
میں صبح کی نماز پڑھ کر سوار ہوا قبل نماز عصر کے کرنال جا کر داخل ہوا اور پھر دوسرے روز
وہاں سے سوار ہوا اسی وقت عصر کے دہلی میں آیا حضرت امیر المومنین سید المجاہدین علیہ الرحمۃ
کے بڑے بھائی مولوی سید محمد اسحاق صاحب شاہجہان آباد میں سید ممدوح پر فتوح
کے پاس آئے اور ملے بعد کئی سال کے ملاقات ہوئی حضرت نہایت خوش ہوئے
اور پوچھا کہ بھائی صاحب کیونکر آپ کا آنا ہوا سو وی صاحب موصوف نے فرمایا
کہ تمہاری خیر مجھکو لکھنؤ میں ملی کہ تم ان دنوں لشکر ظفر پیکر نواب نامدار دولتمدار

نواب امیر الدولہ بہادر کے ہے بیچ حدست فیضدرجت حضرت خاتم الفقہا
والمحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز کے آئے مجھکو اتفاق ہوا کہ اسباب ہو تم کہیں
دور چلے جاؤ پھر ملاقات ہونی دشوار ہو اسی خیال سے میری طبیعت کو قرار نہ ہوا
میں جلد محسن خاں کو ساتھ لیکر وہاں سے ادھر روانہ ہوا قصبہ پالی میں لشکر عبدالباقی
خاں قندہاری کا معین تھا اس لشکر میں ہمارے سید عبدالرحمن بھی تھے انکے
ڈیرے میں آکر اترا انھوں نے حال پوچھا کہ یہاں آپ کا کیونکر آنا ہوا اور یہاں
سے کہاں کا ارادہ ہے میں نے تمہارا بیان کیا ان کو بھی کمال خوشی ہوئی پھر تین
روز وہاں رہا چوتھے روز ادھر کو چلا فرخ آباد تک سید عبدالرحمن بھی میرے
ساتھ آئے پھر میں نے انکو وہیں سے ٹرخا دیا وہ تو ادھر اپنے لشکر کو روانہ ہوئے
اور میں محسن خاں کو ہمراہ لئے ہوئے ادھر آیا یہ حال خیر مآل سنکر حضرت نے فرمایا کہ خیر بہتر
کیا جو آپ تشریف لائے اسمیں بھی کچھ حکمت الہٰی تھی اور میں تو سوا گھر کے یہاں سے
کہیں نہ جاتا وہاں جیکر جو ہوتا سو ہوتا یہ بات سنکر سید محمد اسحاق صاحب خوش
ہوئے پھر وہاں حضرت کے پاس چند روز رہکر فرمایا کہ اب تو ہم مکان چلینگے اور تم

بھی جلد آنا ہم وہاں چلکر تمہاری سہاندواری کی تدبیر کریں پھر حضرت نے مجھے اور میاں
عبداللہ سے فرمایا کہ میاں صاحب گھر جاتے ہیں انکے کچھ خرچے راہ کی تدبیر
کرنی چاہئے ہم دونوں نے عرض کی کہ بیسے کے کچھ کم زیادہ سو روپے قرض ہو چکے ہیں
اب اس سے جو اور مانگیں تو شاید دینے میں پس و پیش کرے آپنے فرمایا کہ خیر اللہ تعالے
اور کہیں سے کچھ سبب پیدا کریگا پھر بعد دو تین روز کے شاہ میر صاحب ایک آپکے
آشنا تھے ان کے پاس سے دو سو روپے لاکر آپنے ہم دونوں کو دئے اور فرمایا
کہ ان میں سے میاں صاحب کو بھی خرچ دیکر رخصت کرنا ہوگا اور بیسے کو بھی دیا
جاویگا مگر ایک بار نہ دینا پانچ روپے روز کرکے اس طور سے اس کا قرض انشاء اللہ
تعالے ادا ہو جائیگا اور باقی روپیہ ہمارے خرچے میں آئیگا ہم دونوں نے عرض کی
کہ پانچ ہی روپے روز آپ کا خرچ ہے آپنے فرمایا یہ روپے تھیلی میں کرکے
صندوقچے کے اندر رکھو بقدر حاجت اس میں سے نکال لیا کرنا مگر ایکبار کی مٹھی
بھر کر نہ نکالنا پھر موافق فرمانے کے آپکے ہم دونوں اس میں سے خرچ کرنے لگے
یہاں تک کہ بیسے کا بھی قرض ادا ہوگیا اور اپنے یہاں کا بھی خرچ روزمرہ کا جاری

رہے پھر جب مولوی سید محمد اسحاق صاحب نے گھر جانیکی تیاری کی تب ہم دونوں
نے عرض کی کہ آپکے بہائی صاحب کو کیا خرچ دینا ہوگا فرمایا کہ تم دونوں کو اختیار ہے
آپسمیں صلاح ومشورت کرکے جو مناسب جانو دے دیا کرو رخصت کرو مجھ سے
پوچھنے کی کچھ حاجت نہیں پھر ہم نے عرض کی مولوی صاحب کے ہمراہ کتنے آدمی جاوینگے
فرمایا کہ ہم محسن خاں کو رکھ لینگے اور محمد محسن خاں کو ان کے ہمراہ کردینگے اور کوئی
ہتیں جاوے گا پھر ہم دونوں مشورہ کرکے انہیں روپوں سے ساٹھ روپے فقال کرکے
کو آپکے پاس گئے آپنے پوچھا کہ بہائی صاحب کو تم نے کیا خرچ دیا ہم نے وہ روپے
آپکے روبرو دھردئے فرمایا کہ یہ کتنے ہیں ہم نے عرض کی کہ ساٹھ روپے آپ بہت خوش
ہوئے کہ تم نے بہت خرچ دیا پھر آپنے وہ روپے دے کر مولوی صاحب کو رخصت فرمایا
اور کہا کہ انشاء اللہ تعالے آپ کے پیچھے کچھ روز میں ہم بھی آتے ہیں اور تکملہ اس کا زبانی
حضرت سید عبدالرحمن صاحب سلمہ اللہ تعالے یہ ہے کہ جب مولوی سید محمد اسحٰق صاحب
مع الخیر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس سے لکھنؤ میں محمد محسن کو ہمراہ لیکر آئے
اور حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس سے ایک بچھیڑا کا پھٹیا واری لائے جو لوگ برادری کے

موجود تھے واسطے ملاقات کے حاضر ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کا حال خیر مآل پوچھنے لگے
کہ آپکے بھائی صاحب سید احمد کا کیا حال ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ عنایت الہی سے
سید احمد کو وہ رتبہ حاصل ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا ہوں اپنی تو عمر میں نہ اس رتبے
کا آدمی دیکھا ہے نہ سنا ہے اللہ تعالے نے اپنی عنایت سے اپنے علم باطنی ان
کو عطا فرمایا ہے کہ تمام علما اور فضلا دہلی کے طرف انکے رجوع ہیں اور ان کی تقریر
کے آگے کوئی دم نہیں مار سکتا اور ہم سے مولویوں کا وہاں کیا شمار کہ ان کے
آگے بولیں اور سب چون وچرا کا کہو لیں ان کو علم وہبی ہے کسبی نہیں ہے یہ تمام
گفتگو سنکر وہ سب برادری والے ہنسنے لگے کہ وہ آپکے بھائی ہیں جو چاہئے سو فرمائے
والا ہم ان کو خوب جانتے ہیں یہ مادہ اور لیاقت کہاں ہے ان میں وہ تو اتنی محض ہیں
مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں ازروے مبالغے کے نہیں کہتا ہوں وہ حقیقت میں یوں ہی
ہیں اگرچہ تمہاری فہم میں یہ بات نہ آوے جب تم ان کو دیکھو گے تب جانو گے اور سوائے
فرمان برداری کے تم سے نہ بن پڑیگی اور تم تو کیا ہے بلکہ تمام علمائے نامدار اور فضلائے
کامگار اور تمام اہل کرامات اس زمانہ کے ان کے مطیع اور فرمان بردار ہو جائینگے ان شاء اللہ
تعالے

مگران لوگوں کو یقین نہ ہوا پھر کئی روز وہاں رہکر مولوی صاحب ممدوح تکیہ شریفہ کو تشریف
لیگئے اور میں بھی قصبہ پالاسے رائے بریلی کو گیا اور ان روزوں رہکر مولوی صاحب ممدوح
بخیال اس بات کے کہ شاید کوئی عزیزوں مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کے سے ہمارے
سید احمد کے ہمراہ تشریف لاویں طیاری پلنگ وچارپائی فرش وغیرہ کی کرنے لگے اس عرصہ میں تقدیر
الٰہی سے بیمار ہوئے اور بعد کئی روز کے انتقال فرماگئے انا للہ وانا الیہ راجعون اور ان روزوں
تکیے میں میرے سوائے مولوی صاحب مرحوم کے مکان پر کوئی نہ تھا بعد کئی دن کے برادری کے
لوگ جمع ہوئے اور یہ مشورہ کیا کہ کوئی آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس واسطے خبر کے بھیجا جائے
آخر الامر ایک آدمی کو کچھ باجرہ مقرر کرکے اور یک خط دیکر حضرت کے پاس شاہجہان آباد
کو روانہ کیا انتہیٰ پھر بعد کئی روز کے حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ نے میاں عبداللہ سے
اور مجھ سے فرمایا کہ موسم جاڑے کا آپہونچا ہے ہمارے واسطے کچھ جڑاول بناؤ ہم نے
عرض کی کہ جو ارشاد ہو بنایا جاوے آپنے فرمایا کہ ایک سپید دگلا اور دو سپید دوہرا اور
دو سرمئی مرزئی اور ایک لبادہ اور دو پگڑی سرمئی اور چار جوڑے کپڑے اور جو لوگ
دس بیس ہمارے ہمراہ ہیں ان کے واسطے جڑاول بناؤ اور ان سے دریافت کرو کہ ہو

کہ جو چاہے ایک دگلا اور ایک دودھر بناوے اور جو چاہے ایک مرزئی اور ایک رضائی
بناوے پھر ہم نے جو لوگوں سے پوچھا تو اکثر صاحبوں نے دگلا اور دودھر بنانا منظور کیا
اور بعضوں نے مرزئی اور رضائی بنانی فرمائی الغرض اس تمام لباس و پوشاک میں قریب
اسی روپے کے صرف ہوئے پھر ایک روز حضرت سید المجاہدین نے ہم دونوں شخصوں
سے فرمایا کہ اب کچھ اور بھی ہتھیلی میں باقی ہیں ہم نے عرض کی کہ ہاں کچھ ہونگے
مگر ہمکو تعداد ان کی معلوم نہیں فرمایا وہ ہتھیلی صندوقچہ سے نکال لاؤ ہم نے لاکر حاضر
کی اس میں سے سب روپے نکالکر گنے تو بیس یا پچیس روپے نکلے آپ نے فرمایا کہ اکیس
سے اتنے روزوں سے جب سے ہم لائے تھے کتنے روپے خرچ ہوئے ہونگے ہم نے
عرض کی کہ حضرت ہم کو تمہارا اس کا پورا پورا تو نہیں معلوم مگر انکل سے کہتے ہیں کہ کم و
بیش قریب چار سو روپے کے البتہ خرچ ہوئے ہونگے آپنے فرمایا کہ ہم غریب لوگ
ہیں اللہ تعالےٰ اسی طور سے ہماری پرورش کرتا ہے کیونکہ سوا اس جناب پاک
کے ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں یہ سب اسی کی عنایت ہے اور وہ بیس بائیس
روپیہ پھر ہم کو سپرد کئے کہ انکو بھی وقت حاجت کے صرف کرنا پھر خدا

خدا رزاق ہے اور کہیں سے دیگا مگر اس روز سے پھر وہ برکت ان روپیوں
نہ رہی کئی روز میں خرچ ہو گئے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
کے معتقدوں میں ایک مرزا غلام حیدر شاہزادے تھے سو وہ ایک روز دو لڑکے
سات سات آٹھ برس کے اپنے ساتھ لیکر اکبر آبادی مسجد میں مولانا محمد اسمٰعیل
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور کہا یہ دونوں لڑکے نہایت کند ذہن اور بد لہجہ
اور نالائق ہیں آپ انکو خدمت سید المجاہدین کے نزدیک بھیجئے اور ان کے واسطے دعا
کرائیے شاید اللہ تعالےٰ حضرت کی دعا سے کچھ اپنا فضل کرے تو ان کا یہ نقصان دور ہو
مولانا صاحب ان میں سے ایک کو لیکر حضرت ممدوح پر فتوح کے پاس لیگئے حضرت نے
ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور مولانا صاحب ممدوح سے پوچھا کہ یہ کس کا لڑکا ہے
اُنہوں نے کہا مرزا غلام حیدر صاحب کا ہے حضرت نے فرمایا کہ مرزا صاحب کہیں ہیں
مولانا صاحب نے وہیں سے ان کو آواز دیکر پکارا وہ دوسرا لڑکا بھی اپنے ساتھ لیکر
حضرت کے پاس حاضر ہوے حضرت نے اُس لڑکے کے سر پر بھی ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ
مرزا صاحب کچھ فرمائے انہوں نے وہی نقصان جو ان لڑکوں میں تھا بیان کیا حضرت

یہ بات سنکر ایک لحظہ خاموش ہو رہے پھر فرمایا کہ کل ہمارے پاس آنا یہ سنکر مرزا صاحب اپنے مکان کو تشریف لیگئے وہیں حضرت کے پاس اور ایک حافظ صاحب حاضر تھے انہوں نے وہی نقصان جوان لڑکوں میں تھا بیان کیا۔ یہی عرض کی کہ حضرت میرے حق میں بھی کچھ دعا کیجئے میری آواز نہایت پست ہے اور لہجہ بھی کچھ اچھا نہیں جو کبھی میں امامت کرتا ہوں تو سوائے صف اوّل کے میری آواز کوئی نہیں سنتا حضرت نے انکو ٹھہرا رکھا جب وقت مغرب کا آیا مسجد کے جو امام تھے ان سے فرمایا کہ اسوقت جو حکم ہو تو یہ حافظ صاحب نماز پڑھا دیں امام نے کہا بہت خوب ہے امامت کریں پھر حافظ صاحب نے نماز پڑھائی حضرت نے ان کا پڑھنا سنا حقیقت میں جیسی وہ آواز کہتے تھے ویسی ہی تھی حضرت نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ کل پھر تشریف لاویں دوسرے روز مرزا صاحب بھی اپنے دونوں لڑکوں کو لیکر آئے اور حافظ صاحب بھی تشریف لائے حضرت نے پہلے روز کی طرح ان دونوں لڑکوں کو کے سر پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ میاں کوئی سورۃ قرآن کی جو تم کو یاد ہو پڑھو تو ان دونوں لڑکوں نے ایک سورۃ جسطرح پڑھتے تھے پڑھی آپنے کہا کہ مرزا صاحب یہ تمہارے صاحبزادے تو خوب پڑھتے

اُنہوں نے کہا ہاں حضرت اسی طرح پڑھتے ہیں آپنے فرمایا کہ مرزا صاحب انشاءاللہ
یہ صاحبزادے خوب پڑھینگے اور بڑے ذہین ہونگے ایک چھ مہینے کے بعد ان کو دیکھنا
کہ ان کا کیا حال ہوتا ہے اور ان حافظ صاحب سے فرمایا کہ آپ آج تشریف لیجائیے
مگر کل ضرور پہر آئیے دوسرے روز وہ پہر آئے حضرت نے بعد نماز مغرب کے ان کو اپنے حجرے
میں بلا کر بٹھایا راوی کہتا ہے کہ یہ مجکو نہیں معلوم کہ دونوں صاحب دیر تک حجرے میں
کیا کرتے رہے حضرت نے انکے واسطے دعا کی یا ان کو کچھ تعلیم فرمایا پہر حافظ صاحب
حجرے سے نکلکر اپنے مکان کو چلے گئے بعد چند روز کے حضرت سید المجاہدین مع تمام
رفقا اپنے کے سہارن پور کو تشریف لیگئے وہاں قریب چھ مہینے کے اتفاق رہنے کا ہوا
بعد اس کے وہاں سے پہر جب دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو مرزا صاحب بھی اپنے دونوں
لڑکے ان لڑکوں سے تھوڑا تھوڑا پڑھوایا جو لوگ وہاں سنتے تھے تحسین و آفرین کرتے
تھے پہر ایک روز وہ حافظ صاحب حضرت کی ملاقات کو آئے حضرت نے ان سے پوچھا
کہ کہو حافظ صاحب آپکی آواز قرآن مجید پڑھنے میں کیسی ہے انہوں نے عرض کی کہ حضرت اب
اللہ تعالےٰ نے آپکی دعا سے میری آواز خوب بلند کردی حضرت سید المجاہدین نے اس روز

مغرب کی نماز حافظ صاحب سے پڑھوائی اس طرح کی آواز نہیں کہ تمام مسجد گونج اٹھی
اور نہایت خوش الحانی اور خوش لہجے سے پڑھتے تھے کہ سننے والوں کو مزہ معلوم ہوتا
تھا حکایت راوی اخبار کہتا ہے کہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین نے فرمایا ایک
بار واسطے کسی کار کے مجھکو کرنال میں شیخ محمد عارف کے پاس بھیجا جب میں وہاں گیا شیخ
صاحب ممدوح نے بہت میری خاطر داری کی اور رات کو میٹھے چاولوں میں تل ہی پڑے تھے
میری مہمانی کی جب میں کھانے لگا تو میرے دانتوں کے نیچے معلوم ہوا کہ شاید چاولوں
میں تل بھی پڑے ہیں بعد فراغ کھانے کے میں نے شیخ صاحب ممدوح سے پوچھا کہ حضرت
کیا آپکے یہاں میٹھے چاولوں میں تل ہی پڑتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں مگر آج یہ سبب
ہوا کہ شکر اسوقت موجود نہ تھی کچھ ریوڑیاں جو حضرت ابو علی قلندرؒ کی درگاہ شریف
سے آتی ہیں اُن کا شربت کر کے چاولوں میں پڑا تھا شاید کہ شربت چھاننے میں کچھ تل
بھی چلے گئے ہونگے اس کا یہ سبب ہے میں نے پوچھا کہ آپ کیا درگاہ کے خادموں میں ہیں
انہوں نے کہا ہاں وہیں کی آمدنی سے ہماری گزران ہے یہ آمدنی تو ہمارے بزرگوں سے
جاری ہے ہمارا اور کوئی پیشہ نہیں میں نے کہا شیخ صاحب یہ آپ برا کرتے ہیں اس نذر و

نیاز کا کہانا اچھا نہیں انہوں نے کہا بہا صاحب یہ تو ہم بھی جانتے ہیں مگر کیا کریں اور کوئی صورت
اوقات بسری کی ہے نہیں میں یہ بات سنکر چپ ہو رہے پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین کے ہاں
دہلی میں آیا حضرت نے پوچھا کہو دین محمد شیخ محمد عارف صاحب نے تمہاری کیا مہمانی کی میں نے وہ قصہ
تمام بیان کیا کہ اس طور سے میٹھے چاول کہلائے اور اس طرح کی باتیں ہوئیں حضرت نے کہا
کیا وہ درگاہ کے مجاور ہیں آپنے فرمایا کہ تم نے برا کیا وہ کہانا نہ کہاتے میں نے کہا حضرت مجھکو
تو بعد کہانے کے یہ حال معلوم ہوا اگر پہلے سے خبر پاتا تو ہرگز نہ کہاتا پھر حضرت سید المجاہدین
کئی روز کے بعد ایک اور آدمی کر بھیجکر ان کو بلوایا جب وہ حضرت کی خدمت میں آکر
حاضر ہوئے اور چند روز رہے ایک دن حضرت نے پوچھا شیخ صاحب کیا آپ شاہ بو علی قلندر
رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے خادموں میں ہیں اور وہاں کی نذر و نیاز کہاتے پیتے ہیں
انہوں نے کہا ہمارے اہل و عیال کا وہیں سے گزران ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم سے
تم سے اتنے برسوں سے ملاقات ہے اور ایک جگہ کا اٹھنا بیٹھنا ہے مگر یہ حال ہم کو
معلوم نہ تھا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا مگر اب سے توبہ کرو اور وہاں کی نذر و نیاز کہانا پینا
چھوڑ دو انہوں نے کہا حضرت یہ تو ہم سے چھوٹنا دشوار ہے اس لئے کہ یہ ہماری روزی ہے

اور کوئی ہمارے پیشہ نہیں ہوتا اگر اس کو ترک کریں تو یہ کہوں میرن حضرت نے فرمایا
شیخ صاحب آپ کا خیال شریف کس طرف ہے روزی خدا کے قبضہ قدرت میں ہے
یہ تمام حیلے اور بہانے ہیں آپ خدا پر توکل کر کے خالص دل سے توبہ کیجئے خدا رزاق ہے
اور کہیں سے تمہاری روزی مقرر کر دے گا پھر انہوں نے کوئی عذر پیش کیا حضرت نے اسکا
بھی جواب دیا آخر کو انہوں نے توبہ کی اور کہا کہ میں تو اپنی ذات سے وہاں کی آمدنی سے
دست بردار ہوا اور وہاں کی نذر و نیاز کہانے سے بیزار ہوا ہرگز اس کے نزدیک نہ جاؤں
گا اور جو خدا دیگا کہاؤں گا مگر آپ میرے حق میں واسطے کشائش رزق اور فراخی کی دعا کریں
یا اس قسم کا روپیہ عنایت فرما دیں جو ملا بخاری صاحب کو وقت رخصت کے دیا تھا حضرت
نے فرمایا کہ ہاں ہم کوئی تدبیر آپ کے واسطے ضرور کریں گے پھر نہیں معلوم ان کے واسطے
دعا کی یا اس قسم کا روپیہ دیا مگر کئی روز کے بعد فرمایا اب آپ اپنے مکان کو تشریف لیجاویں
آپکے واسطے اللہ تعالیٰ نے کہیں سے روزی مقرر کر دی ہے انہوں نے عرض کی کہ مجھکو
بھی کچھ پتہ اسکا حال معلوم ہو کہاں سے روزی مقرر ہوئی حضرت نے فرمایا اپنے مکان کو
جاؤ وہیں اسکا حال دریافت ہو جاویگا پھر وہ دہلی سے کرنال کو تشریف لیگئے اور اپنے

گھر والوں سے اپنے تو یہ کر نیکا حال بیان کیا یہ سنکر وہ تمام درہم برہم ہوئے لڑائی بکھیڑا
ہونے لگا یہ بات تمام شہر میں مشہور ہوی محمد خاں وہاں کے نواب بچے یہ حال سنکر شیخ محمد
عارف کو بلایا اور فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے درگاہ شریف کی نذر و نیاز لینی چھوڑ دی
یہ بات سچ ہے انہوں نے عرض کی بیشک یوں ہی ہے نواب ممدوح نے فرمایا اگر تم خاص
دل سے تائب ہوے تو شاباش صد آفریں تمہارے حوصلہ عالی کو آیے سے جو خرچ تمہارے
اہل وعیال کا ہے وہ سب میرے اوپر ہے آپ اس سے نے غم زمیں پہر اسی روز سے
ان کا سارا خرچ اپنی سرکار دولت مدار سے مقرر کر دیا اب سن بارہ سو چھیہتر ہجری ہیں ۱۲۷۶
اس سے پیشتر قریب سات برس کے ہوے ہونگے اپنی آنکھ کی دوا کیواسطے انبالہ کو گیا تہا ایک
شب شیخ صاحب ممدوح کے مکان پر رہنے کا اتفاق ہوا سب حال دریافت کیا وہی خرچ
ان کا تیس تک نواب صاحب موصوف کی سرکار سے مقرر تہا مگر نواب ممدی فوت ہوگئے
تھے ان کے بیٹے یا بھتیجے نواب احمد علی خاں ان کی گدی پر برقرار تھے کشمیر کے رہنے والے
سید شاہ نام اکبر آبادی مسجد کے امام تھے اور بارہ تیرہ برس کا ان کا ایک بیٹا تھا
ایکروز حضرت امیرالمومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ سے گوشہ تنہائی میں جاکر کہنے

کہ حضرت میں نے مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے دست مبارک پر بیعت کی ہے اور جو میرے
مقدر میں تھا ان کی صحبت بابرکت میں حاصل ہوا اب میں چاہتا ہوں آپ سے بیعت کروں
اور اپنے بیٹے کو بھی بیعت کراؤں میں جو آپ کے حالات احوال فیض مآل کو مولانا شاہ
عبدالقادر صاحب کے حال سے ملاتا ہوں تو نہر اور کجر کا فرق پاتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ وہ
ہمارے پیر و مرشد تھے ان سے مجھکو کیا نسبت اگر یہ آپ کا ارادہ ہے تو ایک چار روز توقف
کیجئے پھر میں اس کا جواب باصواب دونگا بعد انقضائے مدت معہود کے پھر شاہ صاحب نے
وہی سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ آپ کا مقصود اصلی ان سے بیعت سے کیا ہے پہلے اس
کا حال بیان فرمائے انہوں نے عرض کی کہ مقصد دلی میرا یہ ہے میں چاہتا ہوں کہ متوکل
تارک الدنیا ہو جاؤں سوائے ذات خدا تعالیٰ کے کسی سے کچھ کام نہ رکھوں بس یہی آرزو ہے
آپ نے فرمایا کہ چار روز اور توقف کرو پھر میں تم سے بیعت لوں گا بعد چار دن کے آپ نے
ان سے اور ان کے بیٹے سے بیعت لی پھر یہ بہتیں لحاظ ایام انکو کیا تعلیم و تلقین فرمایا مگر ہدیہ
بیس روز کے عرصے میں ان کا یہ حال ہو گیا کہ گیروا کرتہ اور گیروا عمامہ اور اسی رنگ کا تہبند
باندھے ہوئے خاموش اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے نہ کسی سے بولتے نہ کسی سے بات کرتے

جب وقت جماعت کا آتا تب اُٹھکر نماز پڑھا دیتے اور اسی طور خاموش اپنے مصلے پر بیٹھے رہتے
ایک روز ایک شاہزادہ مسجد میں تشریف لایا اور کہا ہم نے سنا ہے کہ حیدر شاہ کسی سے کلام نہیں
کرتے بالکل خلائق دنیا کو ترک کرکے بیٹھ رہے ہیں لوگوں نے عرض کی کہ بیشک چند روز سے
ان کا یہی حال ہوگیا ہے انہوں نے فرمایا کہ بادشاہ کے خزانہ معمورہ سے جو کچھ تین چار روپیہ ان کے
ہیں سو ہیں ہم نے اپنے یہاں سے پانچ روپے مشاہرہ اور مقرر کئے اس روز سے اللہ تعالےٰ
نے اُنکے نان نفقے میں زیادہ فراغت کردی پھر کم یا زیادہ تین مہینہ گزرے ہونگے ایک روز
حضرت سید المجاہدین نے شاہ صاحب ممدوح کے اس لڑکے اس فرزند ارجمند کی طرف اشارہ
کرکے مولانا محمد اسماعیل صاحب سے پوچھا کہ اس لڑکے کی امامت درست ہے یا نہیں مولانا صاحب
نے کہا حضرت یہ لڑکا ابھی بالغ نہیں معلوم ہوتا ایسے کی تو امامت کو علما نہیں فتوے
دیتے اور جو بالغ ہوگا تو کچھ مضائقہ نہیں پھر دوسرے دن حضرت نے مولانا ممدوح سے یہی
مسئلہ پوچھا مولانا صاحب نے وہی جواب پھر دیا مگر دل میں ایک تردد سا پیدا ہوا کہ یہ
کیا سبب ہے جو حضرت دوبارہ اسی بات کی تکرار کر چکے ہیں کئی روز کے بعد حضرت
نے پھر وہی مسئلہ مولانا صاحب سے پوچھا تب مولانا صاحب نے حضرت سے پوچھا کہ حضرت

آپ کئی روز سے اسی امر کے در پے ہیں اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا میں یوں ہی پوچھتا
ہوں اور اپنے مجرے میں تشریف لیگئے پیچھے سے مولانا صاحب بھی وہیں گئے اس وقت
مجرے میں فقط چار شخص تھے حضرت اور مولانا صاحب اور ایک میاں عبداللہ نومسلم اور
ایک میں مولانا صاحب نے حضرت سے پھر پوچھا کہ حضرت اس کا کچھ حال معلوم ہوا آپنے ادھر ادھر
دیکھا کہ یہاں کوئی اور تو نہیں اور فرمایا کہ مولانا صاحب یہ بات کہنے کی نہیں ہے مجھکو اللہ
تعالے کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ سید شاہ کی وفات کا وقت قریب آیا ہے اور وہ لڑکا امامت
کا مستحق ہے سو جس روز سید شاہ صاحب کے ہم اس کو واسطے امامت کے کھڑا کریں کوئی چون چرا
اس امر میں نہ کرنے پاوے میں بھی اس کے پیچھے نماز پڑھونگا اور آپ بھی لے نکان پڑھ
لینا یہ سبب ہے مولانا صاحب نے کہا شاہ صاحب کی وفات کس روز ہوگی آپنے فرمایا کہ یہ علم
خدا کو ہے مگر اب قریب ہی جانیں پھر چند روز کے بعد شہر میں ہیضہ کا مرض شروع ہوا
اسی میں شاہ صاحب بھی انتقال فرماگئے اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب بھی رحلت
فرگئے انا للہ وانا الیہ راجعون پھر سید شاہ صاحب کے تیسرے یا چوتھے دن حضرت
سید المجاہدین کے فرمانے سے سب نے اس لڑکے کو امامت کی پگڑی بندھوائی اور اسکے باپ کے

کے عہدے پر قائم کیا ایک روز وہی شاہزادے صاحب مسجد میں ہر تشریف لائے تو لوگوں نے
حیدر شاہ کے مرنے کا ان سے بیان کیا کہ یہ بیٹا انکی جگہ پر ہے انہوں نے فرمایا کہ جو شاہ صاحب کا
ہمارے یہاں سے میل تھا وہ اب انکو ملا کرگیا ایک بار حضرت خاتم المحدثین امام المفسرین
والا تمیز مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی برادری کے تین شخص قصبہ رتسک سے شاہ صاحب
سلمہ پر فتوح کی خدمت سراپا برکت میں آئے اور دو شخص غیر انہیں کے ساتھ دن سے شاہجہاں آباد
کے تھے یہ پانچو آدمی حضرت مولانا سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے پیر و مرشد ہیں ہمارا جو اعتقاد
آپ کی جناب مستطاب میں ہے وہ اور کہیں ہرگز نہیں مگر اس امر میں ہم چاہتے ہیں کہ آپ
ہمارے واسطے حضرت سید المجاہدین سے کچھ سفارش کریں تو نہایت شفقت اور پرورش ہے
آپنے فرمایا کس بات کی سفارش چاہتے ہو انہوں نے عرض کیا کہ ہم روزی روزگار سے
بہت تنگ حال شکستہ بال ہیں آپ ان سے فرمادیں کہ جس طرح کا روپیہ ملا کناری صاحب کو
عطا کیا تھا ہم کو بھی عنایت کریں یا اور کوئی دعا بتادیں جس سے کشائش روزی اور
فراخی رزق کی ہو حضرت نے فرمایا کہ بہت خوب اور یہ حال مولوی محمد یوسف صاحب
سے بیان کیا کہ ہماری طرف سے تم جاکر سید صاحب سے کہو کہ ہماری برادری کے

کئی آدمی آئے ہیں سو وہ آپ سے اس بات کی امید رکھتے ہیں مولوی صاحب ممدوح نے
یہ حال تمام حضرت سید المجاہدین سے جا کر عرض کیا آپ نے انہیں مولوی صاحب کے زبانی کہلا بھیجا
کہ حضرت پیر مرشد کا جو ارشاد ہو تو میں وہیں خدمت بابرکت میں حاضر ہوں اور اگر مناسب
ہو تو انہیں صاحبوں کو یہاں بھیج دیں مولوی صاحب نے یہ بیان جا کر شاہ صاحب سے
گذارش کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ تو ہمارے پاس آتے ہیں بلانا کچھ ضرور نہیں اور ان تینوں
صاحبوں سے فرمایا کہ تم آپ ہی ان کے پاس جا کر اپنا حال جو کہنا ہو بالمشافہ اظہار کرو
پھر وہ سب صاحب حضرت سید المجاہدین کے پاس گئے اور ملاقات سے مشرف یاب ہوئے
اور اپنا سارا مطلب دلی نے تکلف بیان کیا حضرت نے ان تینوں صاحبوں کو جو شاہ صاحب
کے برادری میں تھے اسی طرح کا ایک ایک روپیہ دیا اور سمجھا دیا کہ اس ٹولے کو تم ہرگز
نہ کرنا بحفاظت تمام نگاہ رکھنا انشاء اللہ تعالےٰ کھانے کپڑے کو محتاج نہ رہوگے اور ان دونوں صاحبوں
سے جو شاہ جہان آباد کے تھے فرمایا کہ اگر تم سے ہو سکے تو سوا لاکھ بار سورہ مزمل پڑھو
اس طور سے کہ پاک جگہ ہو اور پاک تن اور پاک پوشاک اور کچھ خوشبو بھی سلگا لے
جاؤ اور بعد نماز عشا کے علیحدہ مکان میں گیارہ بار درود اور گیارہ بار سورہ فاتحہ اول

پڑھو اور پھر نے مرتبے سورہ مزمل پڑھی جاوے پڑھو پھر آخر کو وہی گیارہ بار درود اور گیارہ
بار سورہ فاتحہ پڑھو جب کچھ مدت میں سوا لاکھ بار پورا ہو چکے موقوف کرو پھر انشاء اللہ تعالے
تمہارے یہاں اسقدر روزی کی فراخی ہوگی کہ میں اسکا کچھ بیان نہیں کرسکتا اور اگر تم سے
نہ ہوسکے تو اکتالیس روز یا منی اور یا ماہسٹ گیارہ گیارہ ہزار اسی قید سے پڑھو مگر اس میں
اول آخر سات سات بار درود اور سورہ فاتحہ پڑھو جب چلہ پورا ہو چکے تب موقوف کرو
اس کے برابر تو اسمیں فائدہ نہ ہوگا مگر تو بھی اپنے اہل وعیال کے کھانے کا محتاج نہیں ہوگا انہوں
نے کہا حضرت ہم سے تو یہی ہوسکے گا اور وہ تو بہت دشوار ہے اسی میں اللہ تعالے جو
ہم کو دیگا وہی بہت ہے پھر حضرت نے انکو رخصت کیا وہ اپنے اپنے گھر گئے اس عرصہ میں کچھ روز
کے بعد حضرت سید المجاہدین نے سہارن پور کا سفر کیا وہاں چھ ماہ سات مہینہ رہنے کا اتفاق
ہوا جب وہاں سے شاہجہاں آباد کو تشریف لائے وہی دونوں صاحب جنکو وظیفہ پڑھنا فرمایا
تھا کچھ نذر لیکر آپکی ملاقات کو آئے حضرت نے پوچھا کہو اب تمہارا کیا حال ہے انہوں
نے عرض کی کہ حضرت اب تو بخوبی گزران ہوتی ہے جب ہم نے وہ وظیفہ اکتالیس دن
پڑھا اس کے کئی روز کے بعد ایک سوداگر اسی شہر کے نے ہم کو ملا کر نوکر رکھا اور ہزاروں

روٹے کا ماں واسباب ہم کو سپرد کر دیا اب ہم دونوں اسی کی دوکان پر ہیں آپ کے طفیل
سے چین کرتے ہیں کسی بات کی تکلیف نہیں حضرت سید المجاہدین نے کہا اگر تم سورۂ مزمل
سوا لاکھ بار پڑھ لیتے تو ایسے ایسے سوداگر تمہارے گماشتے ہوتے مگر خیر جو کچھ ہوا وہی بہتر ہے
یہ بیان تو یہاں تک ہو چکا اب رہے وہ تین شخص حضرت خاتم المحدثین رح کی برادری کے
ان کا حال حضرت سید المجاہدین کے دورہ حیات نہ معلوم ہوا مگر بعد شہادت حضرت
سید المجاہدین رح کے میں نے ایک بار مولانا محمد اسحٰق صاحب سے مولانا محمد یعقوب کے روبرو پوچھا کہ وہ جو تین
شخص شاہ صاحب کے زمانہ میں رتنہاک سے آئے تھے جن کو حضرت سید المجاہدین نے ایک ایک روپیہ
دیا تھا ان کا اب کیا حال ہے مولانا صاحب ممدوح نے فرمایا کہ میاں دین محمد وہ تو اب
دال روٹی سے بہت خوش و محفوظ تب سے ہم کئی بار اُن کے یہاں گئے ہیں سب طرح سے
ان کے یہاں روپیہ پیسہ کی فراغی ہے کسی چیز کی ہیچ نہیں حکایت راوی اخبار صداقت شعار
اس حال ہدایت مآل کو یوں اظہار کرتا ہے کہ ایک بار حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
مجھکو اور حافظ عبد اللہ سہارنپوری کو حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین خواجہ باقی باللہ
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فیض آثار پر تشریف لیگئے وہاں ایک درویش مجذوب صاحب حدیث

ایرانی شاہ نام ایک حجرے میں رہتے تھے ان سے حضرت سید المجاہدینؒ نے ملاقات کی
اور پوچھا آپ جو اسوقت کہا دیں تو ہم لاویں انہوں نے کہا اچھا کیا مضائقہ دودہ اور روٹی
منگاؤ وقت مغرب کا قریب تھا حضرت نے مجھکو اور حافظ عبداللہ صاحب کو شہر میں بھیجا
کہ جلد جاؤ اور دودہ روٹی لے آؤ اور آپ کچھ باتیں کرکے حضرت خواجہ ممدوح پر فتوح
کے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے اور ہم دونوں شہر کو رخصت ہوے اسوقت دوکان
میں دودہ نہ ملا مگر دہی اور روٹی لیگئے وہ شاہ صاحب اپنے حجرے کے اندر تھے اور ہمارے
حضرت مزار شریف کے وہاں تھے ہم کو وہاں کوئی نظر نہ آیا حجرے سے دور کھڑے رہے
اس عرصہ میں شاہ صاحب نے اندر سے آواز دی کہ حافظ عبدالنبی دین محمد روٹی لاؤ ہم
دونوں لیکر گئے آپنے تناول فرمایا اور ہم دونوں نے نماز مغرب پڑھی اس عرصے میں
ہمارے حضرت بھی آپہنچے اور ہم دونوں سے فرمایا کہ اب آؤ مکان چلیں جب وہاں سے
شہر کو تشریف لیچلا جو چند آدمی اسوقت ہمراہ ہم دونوں کے سوا اور بھی تھے ان سے
فرمانے لگے کہ اب بعد چند روز کے ایرانی شاہ صاحب کا حال متبدل ہوا چاہتا ہے
انہوں نے پوچھا کہ کیسا حال ان کا ترقی پر ہوا چاہتا ہے آپنے فرمایا کہ نہیں تنزل پر ہوگا

انہوں نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے آپنے فرمایا کہ ہم سے اور ان سے کسی امر میں کچھ
گفتگو ہوگئی سو یہ بات گستاخی انکی جناب الہٰی میں ناپسند ہوئی مجھکو اللہ تعالیٰ کی طرف
سے اشارہ ہوا کہ ہم اس شخص کو اسکی خدمت سے معزول کرینگے تجھکو ہم نے اختیار دیا ہے
میں نے چاہا کہ کچھ ان کے واسطے دعا کروں حکم ہوا کہ ہم اس امر میں دعا نہ قبول کریں گے
تجھکو ہم نے اختیار دیا ہے اسکی جگہ پر اور کسی کو منصوب کر سو ایسا کچھ معلوم ہوتا ہے کہ
حال ان بزرگ کا نہ بچے دنیداروں کا سا رہیگا اور نہ پورے دنیداروں کا سا کچھ ایک
اور ہی طرح کا ہو جائے گا وہاں راہ میں آنا فرما کر اپنے مکان اقامت کو تشریف لیگئے پھر بعد
چند روز کے جب وہاں سے پھر دہلی میں آئے ایک روز پھر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ
علیہ کی زیارت کو تشریف لیگئے اور انہیں شاہ صاحب سے پھر جا کر ملاقات کی اور گوشہ
تنہائی میں جا کر خدا کو معلوم کیا ان سے کلام کیا مگر جب وہاں سے اپنے مکان اقامت کو
چلے فرمانے لگے کہ یہ شخص اپنے عہدہ خدمت سے معزول ہو گیا اب اور کوئی اسکی جگہ پر قائم
کیا چاہیئے پھر بعد کئی روز کے حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب سے فرمانے لگے کہ میاں ایران شاہ
کی جگہ پر ہم نے ایک اور شخص کو مقرر کر دیا ہے مولانا ممدوح نے پوچھا وہ کون صاحب ہیں

آپنے فرمایا ان کا نام دین علی شاہ ہے بس اس سے زیادہ کچھ نہ فرمایا کہ کہاں رہتے ہیں
اور کون ہیں اور ان کے ساتھ ہی دوسری جگہ پھر ایک اور صاحب کو مقرر کر دیا ہے
یہ بھی فرمایا اور ان کا بھی کچھ نام اور نشان نہ بتلایا لیکن پھر جب حضرت سید المجاہدین
شاہجہاں آباد سے چالیس پینتالیس شخص بہت سہارنپور دہلی وغیرہ کے ہمراہ لیکر
قصبہ رائے بریلی کو تشریف لیگئے اور وہاں قریب ایک سال کے رہکر سب
لوگوں کو ان کے گھر رخصت کیا اور فرمایا اپنے گھر ہو آؤ پھر ہم تیاری جہاد کی کرینگے
پہلت وغیرہ کے لوگ پہلت کو گئے اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب دہلی کو آئے بعد چند روز
کے مولانا ممدوح نے حضرت سید المجاہدین کو لکھا کہ سیاہ ایرانی شاہ کا حال تو موافق
فرمانے آپکے مبدل ہو گیا وہ خدیو اور درویشی کچھ نہ رہا انہوں نے کسی عورت سے نکاح
کر لیا اب ان کے مکان قدیم سے ایک سو قدم کے فاصلے سے ایک برج ہے اس میں ایک
بڑا سا طاق ہے اس میں ایک شخص دین علی شاہ نام درویش مجذوب رہا کرتے ہیں
ایک روز میں انکی ملاقات کو گیا تھا اول تو وہ کسی سے بات کم کرتے ہیں اور دوسرے
انکی بابت ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتی ہیں مگر مجھ سے ہوشیارانہ کلام کیا اور فرمایا کہ

جناب سید المجاہدین کو اس بات کی اطلاع کرنا چاہیے اگرچہ انکو بھی خبر ہوگئی کہ آپ
جو میرے ساتھ ایک صاحب دوسرے کو ایک جگہ پر مقرر فرما گئے تھے سو اب انکی
رحلت کا وقت قریب آگیا ہے ان کی جگہ اب اور کسی کو تجویز کر رکھیں فقط جب یہ
خط مولانا ممدوح کا حضرت سید المجاہدین کے پاس گیا اس کے جواب میں مولانا صاحب
ممدوح کو حضرت نے لکھا کہ خط آپکا ہمکو پہونچا حال اسکا دریافت ہوا اور جو دین علی شاہ
مجذوب کی طرف سے لکھا تھا سو اللہ تعالےٰ نے مجھکو پہلے اس حال سے مطلع کر دیا تھا
مگر ابھی اس شخص کی زندگی سے کچھ روز باقی ہیں لہذا انتقال اس کے کوئی اور اسکی جگہ
پر قائم کیا جائے گا کہیں میرے خیال میں آتا ہے کہ ایک جو عورت اس کی خدمت اور کھانے
پانی کی خبر گیری میں رہتی ہے اس عہدہ کی وہی مستحق ہے آگے جو مرضی الٰہی ہو پھر بعد
چند روز کے جب اس شخص کی وفات ہوئی تب حضرت سید المجاہدینؒ نے الہام الٰہی
سے اسی عورت مذکورہ کو اسکی جگہ پر قائم کیا راوی اخبار راست گفتاروں کہتا ہے
کہ حضرت امیر المومنین سید المجاہدینؒ جب وہاں سے سہارنپور کو جانے لگے مجھ سے فرمایا
کہ تو بھی ہمارے ساتھ چل میں نے عذر کیا کہ میرا جانا نہ ہوگا مجھکو حضرت اس سفر سے معذور کہیں

آپ نے نہ مانا فرمایا کہ تجھکو چلنا ہوگا اور مجھکو جانا منظور نہ تھا جس روز سہارنپور کو جانے
لگے میں وہاں سے کہیں ٹل گیا آپنے لوگوں سے فرمایا کہ ہم تو جاتے ہیں دین محمد کو تمہارے
پیچھے ضرور بھیج دینا پھر حضرت نے سہارنپور جاکر جناب خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز
قدس سرہ العزیز کو لکھا کہ دین محمد کو آپ ہمارے پیچھے ضرور بھیج دیویں میں ہر روز کہانا
حضرت خاتم المحدثین کے پاس کھاتا تھا اور رات کو اکبرآبادی مسجد میں رہتا تھا حضرت
نے مجھ سے فرمایا کہ تم کو سید صاحب نے بلایا ہے سو تم سہارن پور کو جاؤ میں نے حضرت شاہ
صاحب سے اس وقت اقرار کیا کہ وہاں بن پڑے گا تو جاؤں گا مگر جانے کا اتفاق نہ ہوا پھر حضرت
سید المجاہدینؒ نے حافظ قطب الدین صاحب کو اور شیخ ولی محمد صاحب کے بہانجے سید الدین
کو میرے لینے کیلئے بھیجا میں نے ان سے بھی عذر کیا کہ میں یہاں قرضدار ہوں بغیر ادا کئے اس کے
میرا جانا نہ ہوگا انہوں نے جاکر یہ حال حضرت سید المجاہدین سے کہا کہ وہ یہ عذر کرتا ہے حضرت
نے پھر جناب خاتم المحدثین کو لکھا کہ دین محمد کے ذمہ جو ہو حضرت اس سے دریافت کرکے
مجکو اطلاع فرماویں سو کچھ روپے جو ہوں میں یہاں سے بھیجوں مگر جس صورت سے بنے یہاں
بھیجدیں اور اس سے خبر کردیں میری طرف سے کہ تیرا حق مجھ پر بہت ہے جیسے اور کئی صاحبوں کا

سواب اس کا وقت آیا ہے سب کے سامنے تو بھی یہاں اگر اپنا حصہ لے خباتشاہ صاحب
نے یہ حال مجھ سے کہا میں اس ایام میں کچھ جھگڑے کے حال سے واقف نہ تھا کہ حضرت نے
یہ کیا معمہ لکھ بھیجا ہے پھر میں کچھ عذر ساکرنے لگا خباتشاہ صاحب مرحوم مغفور نے فرمایا کہ تم
کو اگر جانا ہو تو بلدرخصت ہو الا ہم تم کو بابندہ گرگاڑی پر سوار کر کے چار طالبعلموں کیساتھ
بھیج دینگے تم بہت واہی تباہی عذر وحیلے کرتے ہو تب میں نے حضرت سے واسطے جانے
کے پکا اقرار کیا کہ اب میں دو تین روز میں ضرور جاؤنگا اس عرصے میں پھر حافظ قطب الدین
صاحب اور شیخ سعید الدین کچھ روپے لیکر آپہنچے اور کہنے لگے کہ جس جس کا قرضہ تمہارے ذمہ ہو
ہم سے روپے لیکر ادا کرو اور ہمارے ساتھ چلو میں تو کسی کا قرضدار تباہی نہیں فقط بیانہ
تھا اپنے جی میں بہت شرمندہ ہوا اور ان کو رخصت کیا کہ تم آگے چلو میں پیچھے سے آتا
ہوں پھر کئی روز کے بعد گاڑی کرایہ کی کر کے میں سہارنپور کو روانہ ہوا اس عرصے میں
حضرت سید المحابرین بھی سہارنپور سے دہلی کو روانہ ہوئے اگر کرانی میں ایک سرراہ
مسجد تھی اسمیں پھڑے میں بھی جا کر وہیں پہنچا حضرت نماز فرض ظہر کی پڑھ چکے تھے
دور سے مجھکو دیکھکر دو رکعت سنت پڑھنے لگے اتنے میں میں بھی جا پہنچا اور آپ بھی

سنت سے فارغ ہوئے اُٹھ کر مجھ سے معانقہ اور مصافحہ کیا اور اپنے دست مبارک سے
میری کمر کھولی اس وقت میں کاسنی انگرکھا اور گلابی دوپٹا گوٹا لگا ہوا اور ٹوپی بھی گوٹہ دار
پہنے تھا آپنے میری ٹوپی اتار کر ایک اور آدمی کے حوالہ کی اور اپنی ٹوپی میرے سر پر رکھدی
اور اپنے واسطے اور ٹوپی منگوائی اور انگرکھا دوپٹا میرا اتار کر حافظ ولی محمد صاحب کو دیا کہ
اس کو ابھی دھلوا لاؤ اور مجھکو اسی مسجد میں بٹھا کر مرید کیا اور حافظ ولی محمد صاحب سے فرمایا
کہ ان کو ایک گوشہ میں جا کر توجہ دو حافظ صاحب ممدوح نے مجھکو بٹھا کر توجہ دیا جو کچھ حال
مجھکو اسمیں معلوم ہوا میں نے حضرت سے اظہار کیا حضرت بہت خوش ہوئے پھر لوگوں نے
حضرت سے پوچھا کہ دین محمد انہیں کا نام ہے جن کا آپ اکثر بیان کرتے تھے آپنے فرمایا ہاں
یہی ہیں پھر مجھ سے لوگوں نے کہا تم حافظ صاحب سے توجہ کیوں لیتے ہو حضرت ہی سے کیوں
نہیں لیتے میں نے یہ حال حضرت سے کہا کہ مجکو آپ ہی توجہ دیا کرے آپنے فرمایا کہ خیر کیا
مضائقہ ہم ہی دیا کرینگے اور فرمایا کہ دہلی کا تو کچھ بیان کرو تم پر کیا معاملہ گزرا میں نے
حضرت خاتم المحدثین رح کی خیر و عافیت کا بیان کیا اور اپنے رہنے اور کھانے پینے کا حال
کہا آپنے فرمایا کہ ہم نہیں پوچھتے ہیں اس کے سوا اور جو تم پر گزرا ہو بیان کرو تب

مجکو ایک معاملہ یاد آیا اور میں نے کہا ہاں اور بھی ہے کہ ایک روز بادشاہ سوار ہوکر
حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز کے مزار پر انوار پر واسطے زیارت کے تشریف
لیگئے تھے اور ہمارے نواب سنطا کے صاحبزادے بلند اقبال خجستہ خصال محمد وزیر خاں صاحب
دام دولتہ بھی گئے تھے ان کے ہمراہ رکاب میں بھی گیا تھا جب سواری شاہ جہاں پناہ
کی وہاں سے مراجعت فرما کے علوہ کو گئی اور ہمارے حضور پر نور کے صاحبزادے بلند اقبال
اپنے مکان اقامت کو آئے وقت نماز مغرب کا تھا میں وہاں سے شتاب اپنی مسجد میں
آیا دو رکعت نماز ہو چکی تھی تیسری رکعت میں شریک ہوا اس حال میں میرے کان میں آواز
آئی کہ کسی نے کہا کہ تو حج کی تیاری کر اور شتاب آمین سنکر متفکر سا ہوا کہ یہ کون کہتا ہے
پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد میں باقی نماز پڑھنے کو اٹھا دوسری رکعت میں پھر وہی
آواز آئی کہ ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تو حج کو جا پھر تیسری رکعت میں بھی آواز آئی کہ
تو کس بات کی فکر کرتا ہے اپنے حج کی تیاری کر اور جا جب میں نماز پڑھ چکا میرے
دل میں ایک تشویش پیدا ہوئی کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے مسجد میں جاکر حوض پر پاؤں لٹکا کر
بیٹھا اور پست آواز سے کہا میں نے کہ میں مضمون ان تینوں آوازوں کا خوب سمجھا نہیں

جو کچھ حال ہو مجکو آج رات کو خواب میں معلوم ہو جاوے پھر اس رات کو مجھہ سے کسی نے
خواب میں کہا کہ تو حج کے جانے کی تیاری کر اور ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے ہیں کسی کے
بھیجے ہوئے ہیں پھر میں جگ پیڑا جیج کو مجھے اس بات کا خیال ہوا کہ اب کسی طور حج کو
جانا چاہئے تیسرے پہر کو میں نخاس میں گیا وہاں بائیس روپیہ کا ایک ٹٹو خریدا مگر تین روز
کا اقرار کر لیا کہ اگر اس عرصہ میں کوئی عیب اسمیں ظاہر ہوگا تو ہم نہ لینگے عیب ٹٹو کیکر
میں وہاں سے اپنے مکان کو چلا راہ میں ایک شخص اجنبی ملا اس نے پوچھا کہ یہ ٹٹو جو تم
نے لیا کیا کہیں سفر کا ارادہ ہے میں نے کہا ہاں سفر حج کا ارادہ ہے اس نے کہا یہ ٹٹو
تو لنگڑا ہے سفر کے کام کا نہیں میں نے کہا بہتر صاحب یہ تو اچھا تندرست ہے
لنگڑا تو نہیں اس نے کہا تم نہیں جانتے ہو یہ ٹٹو لنگڑا ہے میں وہاں سے لاکر اسکو
اپنے مکان میں باندھا رات کو دانہ گھاس دیا صبح کو جو کھولا تو لنگ لنگ کرنے لگا
اسی دن تیسرے پہر کو میں نے اس کے مالک کو پھیر دیا اور اپنے روپے لے لئے پھر ایک رات
کو میں نے خواب میں آپکو دیکھا کہ آپ مجھہ سے فرماتے ہیں کہ دین محمد خاطر جمع رکھہ
اللہ تعالیٰ چاہیگا تو سب کام تیرا درست ہوگا کسی بات کا اندیشہ نہ کر بعد اسکے میں

جگ پڑا پھر کئی روز کے بعد گاڑی کرائے کی کرکے میں اسطرف روانہ ہوا یہاں آکر آپ
سے ملا فقط آپنے فرمایا یہی میں پوچھتا ہوں سو خوب کیا جو تم ہمارے پاس چلے آئے اور
اس سفر وسیلۃ الظفر میں ایک یہ عجیب واقعہ گذرا کہ اس نواح میں ایک بستی شکار پور مشہور
حضرت سید المجاہدین کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ سنکر وہاں کے اکثر متوقا اور بزرگ آئے
اور آپ کو بہ تعظیم و تکریم تمام اپنی بستی میں لیگئے اور آپکے دست مبارک پر بیعت کی اور اسی
بستی میں ایک کسی بزرگ ولی اللہ کے مزار فیض آثار تھے وہاں کے مجاور بھی آئے اور حضرت
کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس بات کے درپے ہوئے کہ آپ درگاہ تشریف لیجلیں وہاں
جنگل بھی ہے طاؤسوں کا شکار کھیلیں اور اس بزرگ صاحب مزار کا کچھ خدا کیطرف سے
یہ خاصہ مدت مدید سے تھا کہ جو کوئی وہاں نے ادبی کسی نوع کی کرتا یا وہاں کا کوئی
جانور مارتا یا درخت کاٹتا تو ضرور اس کو کوئی صدمہ پہونچ جاتا اندھا ہوجاتا یا کوڑی
یا لولا یا لنگڑا یا اور طرح کی بلا میں مبتلا ہوجاتا اور اس بزرگ کی اس کرامت سے اس ضلع کے
سب لوگ واقف تھے حضرت سید المجاہدین نے فرمایا مجاوروں سے فرمایا کہ تم ہم کو وہاں
نہ لیجاؤ اور وہاں شکار کھیلنا کیا ضرور اگر میں وہاں جاؤنگا اور شکار کھیلوں گا تو پھر یہ

کرامت اس بزرگ کی جو مشہور ہے سو موقوف ہو جاویگی اور جانور بھی وہاں کے چلے جاویں گے
اس سے بہتر یہی ہے کہ مجھکو وہاں جانے سے معاف کرو یہ بات سنکر ان لوگوں کو تعجب ہوا
اور یہی حضرت کے جانے پر مجبور ہوئے کہ حضرت جو کچھ ہو سو ہو مگر آپ وہاں تشریف لیجائیں آخرالامر
حضرت ان کے اصرار کرنے سے وہاں تشریف لیگئے اور طاؤسوں پر دو تیر چلائے مگر ایک بھی
نہ لگا لیکن اسی روز سے وہاں کے طاؤس اور تمام جانور خدا جانے کہاں جاتے رہے اور آج
تک وہاں کوئی جانور نہیں رہتا اور پھر حضرت اس بزرگ کے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے
اور وہاں کشف قبور کا مراقبہ کیا اور ان کی روح پر فتوح سے ملاقات ہوئی حضرت کے
قدوم ہدایت لزوم سے ان کو بڑا فائدہ حاصل ہوا اور اسی عالم برزخ میں کہنے لگے کہ حضرت
افسوس ہے اگر میں عالم حیات میں ہوتا تو ہمیشہ آپکے ہمراہ رکاب رہتا اور آپکی خدمت
فیضدرجت سے فائدہ حاصل کرتا اسی طرح سے اور بہت سے کلام کئے پھر حضرت وہاں سے
جہاں اترے تھے وہاں تشریف لائے لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ اب کوی وہاں کے جنگل کا
درخت کاٹے کچھ نقصان تو نہیں ہوگا آپنے فرمایا کہ وہ حال جو اول تھا بالکل جاتا رہا کہ کوئی
اندھا لولا لنگڑا یا بیمار خوار ہوے تم انکی صلاح و مشورے سے کاٹو اور جو کوئی وہاں کی مالکیت

کا دعوے کرے کہ میں مالک ہوں اور کوئی دوسرا کہے میں مختار ہوں اس ظاہری
لڑائی جھگڑے کا خیال رکھو اور کبھی اندیشہ نہیں پیر آخر کو موافق فرمانے حضرت
کے وہاں کا یہ حال ہوا کہ چند مدت کے بعد جس مسجد میں حضرت اترے تھے موسم
برسگال میں طغیانی باران سے تینوں گنبد مسجد کے بیٹھ گئے اور کسی طرف کی دیوار بھی ٹوٹ
گئی وہاں کے غریب غربا نمازیوں نے آپس میں اتفاق کرکے دیوار تو اسکی درست کرلی
مگر گنبد نہ بن سکے آخر کو یہ مشورہ ٹھہرا کہ اس درگاہ میں پرانی شیشم کے درخت ہیں سو دو
چار درخت کاٹ کر اسکی کڑیوں سے چھت مسجد کی پاٹیں مگر مارے خوف کے کسی کی جرات
نہ پڑتی تھی آخر کو ایک شخص لنگڑا ابڑا خلاک اور بیباک تھا اس نے کہا چلو پہلے میں خدا
پر توکل کرکے ہاتھ لگاتا ہوں پھر سب لوگوں کو لیکر وہاں گیا اور ایک درخت میں دو چار
کلہاڑیاں اپنے ہاتھ سے لگائیں پھر مزدوروں سے کہا کہ اب تم کاٹو یہ حال دیکھکر
پھر تو ہر کوئی کاٹنے لگا چند روز میں اس جنگل کے درخت تمام ہوگئے اسی لکڑی سے
مسجد بھی پاٹی اور لوگوں نے اپنے گھر بھی پاٹے اور چوکی تخت کواڑ وغیرہ جو چاہے بنائے
کسی کا مزاحم نہ دکھا یہ تو قصہ تمام ہوا پھر وہاں سے حضرت سید المجاہدین موضع ایسولی

تشریف لگئے اس کا حال یوں ہوا اس موضع مذکور میں ایک خیراتی خان حضرت
سید المجاہدین کے آشنا رہتے تھے آگے وہ نواب جمشید خاں کے پاس نوکر تھے یہ نہیں
معلوم ان سے کیا قصور صادر ہوا تھا جس کے سبب سے نواب ممدوح نے ان کی آنکھوں میں
گرم سلائیاں پھیر وادی تھیں سو اس کے صدمہ سے وہ بالکل اندھے تو نہیں ہو گئے تھے
مگر آنکھیں سنبر ہو گئی تھیں اور نگاہ بھی کم ہو گئی تھی سو انہوں نے سنا کہ شکارپور کی مسجد
میں کوئی بزرگ پیر زادے اترے ہیں وہ وہاں ملاقات کو گئے دیکھا تو پہچانا
کہ یہ تو ہمارے سید احمد صاحب ہیں لپٹ کر ملے اور وہاں سے حضرت کو اپنی بستی
میں لیگئے ضیافت کی اور حضرت سے اپنی نظر کا شکوہ کیا کہ میری آنکھوں کی نگاہ روز
بروز کم ہوتی جاتی ہے سو آپ کچھ خطاب الٰہی میں دعا کریں حضرت نے اپنا دست مبارک
ان کی آنکھوں پر پھیرا اور دعا کی اور فرمایا ان شاء اللہ تعالیٰ اب جتنی نظر ہے اس سے زیادہ
تو ہو گی نہیں مگر کم نہ ہو گی پھر خان ممدوح نے اپنی معاش اور کثرت خرچ کی شکایت
کی کہ بادشاہوں کے وقت سے کچھ جاگیر ہمارے آبا و اجداد کی مقرر تھی اور اب بھی ہے سو اس میں
ایسی پیداوار نہیں کہ سال بھر باخوبی گذران ہو حضرت کچھ اس کے واسطے بھی دعا کریں

آپنے فرمایا کہ وہ زمین صاف کہ جہاں ہے وہاں ہمکو لیجاو پیر خان موصوف حضرت کو
اپنی جاگیر میں لیگئے وہاں آپنے دعا کی اور فرمایا کہ اب اللہ تعالے اس میں ایسی برکت
کرے گا کہ باخوبی تمہاری گزران ہوگی اور اس میں اتنا غلہ پیدا ہوگا کہ سال بھر تمہارے
ہی کہانے اور خرچ کرنے سے نہ چکیگا وہیں پر اس بستی کا ایک اور شخص موجود تہا
اُس نے کہا حضرت کچہ میرے کہیت واسطے بہی دعا کریں میرے یہاں بہی اللہ تعالے برکت
کرے گا کہ اس کا غلہ تمہارے کہانے اور خرچ کرنے سے سال بھر نہ چکیگا پھر ایک شخص
اور بھی اپنے کہیت میں لیگیا وہاں بہی آپنے دعا کی اور اسی طرح فرمایا پھر وہاں سے
مسجد میں جہاں آپ اترے تھے تشریف لائے اور رات بہر رہے صبح کو وہاں کچہ لوگوں نے
آکر آپکے دست مبارک پر بیعت کی اس عرصے میں ایک شخص نے کہا میں روزی سے
بہت تنگ حال ہوں کچہ ایسا فرمائے کہ کشائش ہو آپنے فرمایا کہ تم ہر روز اول
آخر درود اور گیارہ سو بار اللہ الصمد پڑھا کرو اللہ تعالے تمہاری روزی میں برکت
کرے گا اتنے میں ایک شخص نے اور یہی سوال کیا اس کو فرمایا کہ تم اول آخر درود
اور گیارہ سو بار ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین پڑھا کرو اللہ تعالے تم کو کسی

چیز کا محتاج نہ کرے گا یہ قصہ یہاں تک ہو چکا راوی اخبار کہتا ہے کہ جب حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین وہاں سے شاہجہان آباد کو گئے اور چند روز میں وہاں سے
قصبہ رائے بریلی جا کر حج کو تشریف لیگئے اور وہاں سے آکر جہاد کی تیاری کر کے ولایت
کو گئے ان روزوں حضرت سنبھلی میں تشریف رکھتے تھے مجھکو کسی کام کو ہندوستان
میں بھیجا میں وہاں سے آتے آتے قصبہ شاملی علاقہ سہارنپور میں مولوی خدا بخش صاحب
جو حضرت کے خلیفہ تھے ان کے پاس آیا ان روزوں مولوی صاحب ممدوح سرکار
انگریزی میں سرشتہ دار تھے واسطے کسی معاملہ کے چھ سات آدمیوں سے خیراتی خان بھی آئے
تھے مجھکو دیکھکر پوچھا اور کہا تمہارا دین محمد نام ہے میں نے کہا ہاں تمہارا کیا خیراتی خان
نام ہے یہ سنکر وہ اٹھے مجھ سے ملے اور مصافحہ کیا اور حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
کا حال پوچھا جو کچھ تمہاں نے بیان کیا پھر میں نے ان کا حال پوچھا اور انکی آنکھوں کا
وہ کہنے لگے سب طرح سے خدا کا فضل ہے جب سے حضرت امیر المومنین نے میری آنکھوں
کے واسطے دعا کی تب سے نظر کچھ زیادہ تو ہوئی مگر کم نہیں اور جو میری جاگیر کے حق میں
دعا کی تھی اس میں بھی خدا کے فضل سے اتنا غلہ پیدا ہوتا ہے کہ باخوبی امیرانہ ہماری گذر ہوتی

ہے پہر میں نے پوچھا کہ جو اور صاحبوں نے اسی روز دعا کرائی تھی ان کا کیا حال ہے
انہوں نے کہا کہ سب خوش اور محفوظ ہیں چین کرتے ہیں وہ لوگ جو مخالف صاحب
ممدوح کے ہمراہ تھے کہنے لگے کہ افسوس اس وقت یہ حال حضرت کی دعا کا نہیں جانتے
تھے ورنہ ہم بھی دعا کراتے اور مجھ سے کہنے لگے کہ بھائی دین محمد جو کچھ تم کو حضرت نے
تعلیم فرمایا ہو وہ ہم کو بتاؤ میں نے کہا صاحبو مجھکو کچھ نہیں آتا اور میرے سکھلانے سے
کیا ہوتا ہے وہ برکت کا اثر حضرت ہی کی زبان فیض ترجمان پر تھا پھر خیراتی خاں
نے مجھ سے کہا کہ مولوی فدا بخش صاحب حضرت کے خلیفہ ہیں اور میں بھی حضرت کا
مرید اور معتقد ہوں اور انہیں کے حکم سے میں اپنے مکان پر بیٹھا ہوں نہیں تو
جہاد میں ہمارے میں بھی شریک ہوتا اور یہاں میرا ایک معاملہ مولوی صاحب کی کچہری
میں دائر ہے میں جو اپنی رفاقت کا حال بیان کرتا ہوں کہ میں حضرت کا ایسا رفیق
اور خادم ہوں اور مجھ پر حضرت ایسی شفقت اور مہربانی رکھتے تھے تو مولوی صاحب
موصوف جانتے ہیں کہ شاید یہ شخص اپنے معاملے کی خوشامد سے یہ باتیں کرتا ہے
ستم تماشا یہ کہ کچھ میرا حال ان سے بیان کرو میں نے کہا بہت خوب پھر میں نے خانصاحب

کے سامنے اول سے آخر تک رفاقت اور معیت کا اور انکی آنکھوں کے واسطے حضرت
کے دعا کرنے کا سب مولوی خدا بخش صاحب سے بیان کیا یہ باتیں مجھ سے سنکر بہت خوش
ہوئے اور خانصاحب سے اُٹھ کر ملے اور کہا اب آپ اپنے مکان پر تشریف لیجاؤ انشاء اللہ
آپکا انشاء اللہ تعالےٰ جیسا مجھ سے ہو سکیگا درست کر دونگا اور علاوہ اسکے جو کام آپکا
میرے لائق ہو بلا تامل لکھ بھیجا کرئے کچھ آپکے آنے کی میرے پاس ضرورت نہیں میں درست
کر دیا کرونگا یہ قصہ یہاں تک ہو چکا پھر حضرت سید المجاہدین کو ایک بستی کے لوگ آکر لیوا لی
سے لیگئے جب اس بستی میں حضرت پہنچے ایک لڑکا چودہ پندرہ برس کا مجذوب عبدالرحیم
نام ہر مہینہ مادرزاد سر راہ بیٹھا تھا لوگ اُسکو چھیڑنے لگے کہ حضرت سید صاحب آئے ہیں
تو ننگا بیٹھا ہے یہاں سے چلا جا وہ لڑکا کچھ خبر نہ ہوا حضرت نے لوگوں کو منع کیا کہ اس
کو نہ چھیڑو بیٹھا رہنے دو پھر جب وہاں سے جاکر ایک شخص کے ہر آمدے پر اترے
تب کسی سے فرمایا کہ یہاں سے ایک تہبند لیجاؤ اور اس لڑکے مجذوب کو پہنا کر ہمارے
پاس لاؤ وہ شخص تہبند لیکر گیا اور اس لڑکے کو کہا کہ یہ تہبند باندھ کر ہمارے ساتھ
سید صاحب کے پاس چلو وہ لڑکا یہ باتیں سنکر خبر نہ ہوا کہ کون کیا کہتا ہے اور تہبند بھی

نہ لیا اس شخص نے یہ حال آکر حضرت سے عرض کیا کہ وہ لڑکا دیوانہ ہے نہ بولتا ہے نہ
بات سمجھتا ہے آپنے فرمایا پھر جاؤ اور اس سے کہو کہ تم کو سید صاحب نے بلایا ہے یہ تہبند
باندہ کر ہمارے ساتھ چلو وہ شخص پھر گیا اور اسی طرح حضرت کا پیغام اس سے کہا وہ
لڑکا یہ سنکر وہ تہبند باندہ کر اس کے ساتھ چلا آیا حضرت نے فرمایا کہ ان کو بٹھا لو جب
اُسکو بٹھایا تب حضرت نے کچھ شیرینی اپنے پاس سے بھیجکر لوگوں سے کہا کہ ان کو کھلاؤ
جب وہ شیرینی اس نے کھائی پھر حضرت نے اسکو خلوت تنہائی میں اپنے پاس بلایا
یہ نہیں معلوم وہاں اس سے کیا کلام کیا پھر وہاں سے اس کو بھیجکر حضرت باہر تشریف لائے
اور لوگوں سے فرمایا کہ ان کو لیجاؤ اور کپڑے پہنا کر ہمارے پاس لاؤ پھر جب اسکو نہلایا
پھر کسی نے چادر کسی نے انکو ٹوپی دی اسکو پہنا کر حضرت کے پاس لائے پھر تو وہ لڑکا لوگوں
سے ایک دو کلام بھی کسی وقت کرنے لگا لوگوں نے اس کا حال حضرت سے پوچھا آپ
نے فرمایا کہ لڑکا یہاں کا صاحب خدمت ہونیوالا ہے مگر یہ ہمارے کہنے سے لوگوں نے
حضرت سے کہا کہ صاحب خدمت کا تو بڑا عہدہ ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ بیشک بڑا عہدہ
ہے مگر جہاد سے بڑھ کر کوئی عہدہ نہیں ہم اُسکی جگہ پر اور کسی کو مقرر کردیں گے

اور ان کو اپنے ساتھ جہاد کو لیچلیں گے پھر دوسرے روز حضرت اُس بستی سے کسی اور بستی میں گئے
پھر وہاں سے میرٹھ کو تشریف لیگئے وہاں کے اکثر شرفا اور غربا نے آپکے دست مبارک پر بیعت
کی وہاں کے جو قاضی حیات بخش تھے انہوں نے حضرت سے پہلے بیعت کی تھی سو وہ قاضی صاحب
اور مولانا عبدالحئی صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ یہاں کے رئیسوں میں ایک مولوی خدا بخش
صاحب ہیں کسی طرح وہ جو آپکے دست مبارک پر بیعت کریں تو بہت لوگوں کو ان سے
فیض ہو اور وہ مولوی صاحب موصوف مولانا صاحب کے شاگرد تھے حضرت نے مولانا صاحب سے
فرمایا کہ تم کو اس بات کی بڑی آرزو ہے خیر خاطر جمع رکھو خدا چاہیگا تو ایسا ہی ہوگا
لیکن تم جاکر ان کو اسکی رغبت دلاؤ انہوں نے عرض کی کہ ہم تو کئی بار اُن سے کہہ چکے ہیں
مگر وہ نہیں مانتے حضرت نے فرمایا کہ خیر ایکبار تم ہمارے کہنے سے جاؤ اور انکو
ترغیب دلاؤ الغرض مولانا عبدالحئی صاحب پھر ان کے پاس گئے اور بہت سمجھایا مگر اس
وقت ان کے خیال میں نہ آیا پھر انکار کیا مولانا موصوف ناچار ہوکر حضرت کے
پاس آئے اور وہ حال بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اب آپ خاطر جمع رکھیں ان شاء اللہ
تعالیٰ وہ آپ ہی یہاں آوینگے اس عرصے میں مولوی خدا بخش صاحب کے یاروں میں

ایک برہمن تہا اور وہی ہر وقت ان کی ہر ایک خدمت میں حاضر رہتا تھا اس سے کہا کہ ہمارے
مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور ہم انکار کرتے ہیں سو اب ہم
نے ایک مضمون اپنے دل میں سوچ رکھا ہے اور سید صاحب کے پاس جاتے ہیں اگر وہ اس مضمون
کے موافق پیش آئے تو ہم جانیں گے کہ وہ بیشک ولی ہیں پھر ہم اُسی وقت بیعت کر لیویں گے
والا یوں ہی چلے آوینگے اس نے کہا دل کا حال خدا جانے سید صاحب کیونکر معلوم کرینگے مولوی
صاحب نے کہا اگر وہ ولی ہیں تو اللہ تعالے انکو آگاہ کر دے گا اس نے پوچھا وہ کیا مضمون ہے
مولوی صاحب نے کہا ہم ابھی نہ بتاوینگے پھر مکان سے حضرت کے پاس مسجد میں جہاں اُترے تھے
گئے اس وقت حضرت کے گرد لوگ بکثرت تمام جمع تھے اور حضرت ان کو پہچانتے بھی نہ تھے
اور وہ حضرت کی پشت کی طرف سے گئے حضرت نے فرمایا کہ مولوی صاحب آئے ان کو بیٹھنے
کی جگہ دو اور ان کا ہاتھ پکڑ کے بڑے اخلاق سے اپنے سامنے بٹہایا اور فرمایا آپ کیا
ارادہ کر کے تشریف لائے ہیں مولوی صاحب نے کہا حضرت میری مراد تو پوری ہو گئی اور ہاتھ
بڑھایا کہ مجھکو اپنے سلک بیعت میں منسلک فرماویں حضرت نے فرمایا کہ آپ ابھی تحمل نہ کریں
خوب دلمیں سوچ لیویں مولوی صاحب نے عرض کی اب مجھے کچھ سوچنے کی حاجت نہیں

جو میں اپنے دھیان خیال کرکے آیا تھا کہ اگر حضرت میرے ساتھ اخلاق سے پیش آویں گے تو میں
حضرت کے ہاتھ پر بیعت کروں گا والا ملاقات کر کے چلا آؤں گا سو ہی حال موافق خیال میرے
کے بیش آیا پھر حضرت نے مولوی صاحب کو مولانا عبدالحی صاحب کے سپرد کیا کہ تم ان کو توجہ
اور کچھ ذکر و شغل تعلیم کرو پھر ہم سمجھ لیں گے پھر مولانا ممدوح نے ان کو توجہ دیا اور ذکر و شغل
تعلیم کیا پھر مولوی صاحب موصوف اپنے مکان کو چلے گئے حضرت سید المجاہدینؒ نے فرمایا کہ ہم
بھی آپ کے مکان پر کسی وقت آپ سے رخصت ہونے آویں گے پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت سے کہلا
بھیجا کہ حضرت ابھی کچھ دیر توقف کریں تشریف لاویں بلکہ میں اپنا آدمی آپ کے لینے کو بھیجوں گا
پھر مولوی صاحب کے مکان آلات معارف اور مزامیر کے تھے مثل دھول دائرہ سارنگی طنبورہ ستار
دوتارہ وغیرہ اور شراب کی بوتلیں حقہ وغیرہ سب کو توڑ پھوڑ کے دور کیا اور مکان میں عمدہ جاجم
اور چاندنی بچھوا کر حضرت کو بلوایا جب حضرت وہاں تشریف لے گئے اور ان کو توجہ دیا اور
اپنا ایک پائجامہ اور ٹوپی مرزئی اور ایک تاج عنایت کیا اور فرمایا کہ اس مرزئی کو اچھی طرح
سے اپنے پاس رکھنا جس وقت تم اسکو پہنو گے تو تمہارا حال اور طرح ہو جایا کرے گا یعنی
صاحب تاثیر درویش کامل کا سا اور یہ ٹوپی پائجامہ پہن ڈالنا یا جو چاہنا سو کرنا پھر مولوی صاحب

اعنی مولوی خدا بخش صاحب نے اسی اپنے یار برہمن سے کچھ روپے منگوا کر حضرت کے
نذر کئے اس عرصے میں کہیں حضرت نے اس برہمن کا جنیو دیکھ لیا پوچھا مولوی صاحب
سے کہ یہ کیا برہمن ہیں انہوں نے کہا ہاں برہمن ہیں اور یہی میرا سب کاروبار کرتے ہیں
بلکہ مجھکو کھانا بھی کھلاتے ہیں اور کھانے پانی کو چھونے سے بہت پرہیز نہیں کرتے ہیں
حضرت نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ صاحبو اس بات کو یاد رکھنا اور چاہو تو لکھ رکھو یہ
شخص برہمن نہ مریگا جب تک مسلمان نہ ہوگا یعنی مسلمان ہو کر مریگا یہ کہکر تو حضرت
وہاں سے رخصت ہوئے پھر حج کو طرف دہلی کے کوچ کیا یہ قصہ تو چکا اب رہا حال
اس برہمن کے اسلام لانے کا سو یہ ماجرا یوں ہوا کہ اب جو سن بارہ سو چوبیس ہجری میں
اور مہینہ محرم کا اس سے پہلے قریب دو برس کے گذرے ہونگے میں ایک روز اپنے مکان سے
میر نواب کے مکان پر گیا ایک شخص لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھا تھا میر نواب نے کہا میاں زین محمد
ان بھائی صاحب سے اٹھ کر معانقہ اور مصافحہ کرو میں موافق فرمانے میر صاحب مروح کے معانقہ
اور مصافحہ کیا پھر میں نے میر صاحب سے پوچھا کہ یہ صاحب کون ہیں اور کہاں سے تشریف
لائے ہیں انہوں نے فرمایا یہ بھائی صاحب اول تو برہمن تھے مگر اب قریب ایک

مہینے کے ہوا کہ ہمارے نواب مستطاب معلی القاب نواب وزیر الدولہ امیر الملک
محمد وزیر خاں بہادر دام اقبالہ کے یہاں مسلمان ہوئے ہیں پھر میں نے اُن سے پوچھا
کہ آپ اول کہاں کہاں رہے انہوں نے کہا کہ میں تو بہت مدت تک ایک مولوی
خدا بخش کی صحبت میں رہا اور انہیں کے پاس کچھ علم فارسی پڑھا اور یہی کی بیتی بتائی
میں نے کہا یہ صاحب تمکو یاد ہے جب ہمارے حضرت امیر المومنین سید المجاہدین میرٹھ
میں تشریف لیگئے تھے جب مولوی خدا بخش صاحب نے حضرت ممدوح پر فتوح سے بیعت کی تھی
اور تمہارے حق میں فرمایا تھا کہ یہ شخص بغیر مسلمان ہوئے نہ مریگا یہ بات سُنکر وہ کہنے لگے
کہ ہاں کیوں نہیں یاد ہے کیا تم بھی سید صاحب کے ہمراہ تھے میں نے کہا ہاں میں بھی تھا یہ بات
سُنکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرا کرتہ پہنے اور مصافحہ کیا حکایت راوی اخبار کہتا ہے کہ حضرت
امیر المومنین سید المجاہدین جب سہارنپور کے سفر باظفر سے مراجعت کرکے بلدہ مراد آباد شاہجہاں آباد
میں تشریف فرما ہوئے تب تمام خواص و عوام میں حضرت ممدوح پر فتوح کی توجہ دینے کا
بڑا شہرہ ہوا یہاں تک کہ ایک روز تین شخص ہندو قوم سراوگی ذی عزت صاحب دولت
دوشالے اوڑھے حضرت کی خدمت بابرکت میں آکر عرض کرنے لگے کہ ہم نے آپکی توجہ

دینے کا ایسا ایسا حال اکثر لوگوں سے سنا ہے سو ہم بھی اُمیدوار ہیں کہ کچھ دیکھیں
آپنے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے پہر اپنے آدمیوں سے تین آدمی بلائے اور فرمایا کہ ان
تینوں شخصوں کو ایک گوشہ میں بٹہا کر توجہ دو اور اُن سے کہا کہ جو کچھ تم حالات دیکھنا
پہر ہم سے آکر بیان کرنا الغرض ایک ایک کو وہ تینوں لیگئے اور توجہ دیا پہر وہ تینوں
حضرت کے پاس آئے آپنے پوچھا کہ جو تم نے دیکھا ہو بیان کرو کسی نے کہا اپنے رام کو دیکھا
کسی نے کہا ہم نے مہادیو کو دیکھا کسی نے کہا ہم نے اپنے کرشن کو دیکھا حضرت نے کہا کہ تم نے
خوب اُنکو دیکھا اور پہچانا کچھ تسک نہیں اُنہوں نے کہا کچھ تسک نہیں ہم نے خوب دیکھا
اور پہچانا پہر آپنے کہا کہ تم نے اُن سے کچھ پوچھا بھی تہا وہ بولے کہ صاحب ہم نے تو کچھ
نہیں پوچھا آپنے فرمایا کہ کل پہر آنا اور جو ہم کہیں وہ پوچھنا پہر وہ دوسرے دن دو آدمی
لیکر اور اپنے ساتھ آئے حضرت سید العابدین نے ان پانچوں سے فرمایا کہ تم آج کی توجہ
میں اپنے دیوتاؤں سے یہ پوچھنا کہ حق دین کون ہے مسلمانوں کا یا ہندوؤں کا جو کچھ
وہ تم سے کہیں سو سچ سچ پہر ہم سے بیان کرنا پہر پانچ اپنے مریدوں سے فرمایا کہ انکو
جُدا جُدا بٹہا کر توجہ دو اُنہوں نے ان سبکو توجہ دے کر پہر حضرت کے پاس لائے حضرت

نے اُن سے پوچھا کہ بیان کرو کیا اُنہوں نے تمکو جواب دیا تو وہ مارے شرم کے کوئی نہ بولے
آپنے فرمایا کہ شرم نہ کرو جو کچھ ہو سو کہو آگے تمکو پورا اختیار ہے جا ہو اسکو مانو یا نہ مانو انہوں نے عرض کی
کہ حضرت سچ تو یہ ہے کہ جب ہم نے ان سے پوچھا کہ دین حق کون ہے اونہوں نے فرمایا کہ دین
مسلمانوں کا حق ہے اور ہندؤں کا باطل اور ہم نے یہ کب کسی سے کہا تھا کہ کوئی ہم کو پوجے
اور ہم سے اپنی حاجت مراد مانگے نہ سوا خدا کے ہم کسی کو پوجتے تھے اور ہم نے کسی سے کہا
سو حضرت بات یوں ہے کہ یہ لوگ اپنے باپ دادے اور اپنے برادری کے دین دھرم
کی پابند ہیں حق و باطل کے طالب نہیں ہم سے یہ طریقہ چھوٹ نہیں سکتا سو اب آپ ہمکو
اپنا ہندو یا چیلہ جانو ہم کو ہمارے ہی دین دھرم پر رہنے دو حضرت نے فرمایا کہ تم جانو ہمارا
تم پر کچھ زور نہیں کہ تم کو مسلمان کریں جو حق تھا تم پر ظاہر ہو گیا اب چاہو مانو چاہو نہ مانو
تو پھر وہ پانچوں شخص اپنے دلمیں شرمندہ سے ہو کر وہانسے اپنے اپنے گھر چلے گئے ۔

حکایت راوی اخبار راست گفتار یوں روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امیر المومنین امام الحاہدین
نے شاہجہاں آباد آستانہ اپنے کے عزم بالجزم کیا کہ ہفتے کو روانہ ہونے کے ایک دن پہلے جمعہ کو
مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رح نے حضرت کی دعوت کی حضرت کے ہمراہ قریب ساٹھ آدمی کے تھے

اور علاوہ اسکے بیس بائیس طالب علم اکبرآبادی مسجد کے ہوں گے سو مولانا صاحب ممدوح نے
سو آدمیوں کا کھانا پکوا کر تیار کیا چاہا کہ سبکو کھلاویں اس میں اکثر شہر کے آدمی آنے لگے واسطے
اس بات کے کہ کل تو حضرت تشریف وطن شریف کو لیجاوینگے آج مولانا عبدالحئی صاحب وعظ
کسی مسجد میں فرماوینگے جامع مسجد میں یا اکبرآبادی میں حضرت امام المجاہدین نے دیکھا کہ لوگوں کے
آنے کا تار بندھا ہے اونکو چھوڑ کر کھانا کیونکر کھاویں مولانا عبدالحئی صاحب سے اسکی صلاح لی کہ
ان لوگوں کو بھی کھانے کو پوچھا چاہئے جو کوئی کھاویگا تو خیر اور نہیں تو نہیں مولانا صاحب نے کہا
اچھی بات ہے اور کہا کہ اسوقت اور کھانا تو پکنا دشوار ہے مگر بازار کسی دوکان پر جو اسوقت
دو چار من کی روٹیاں تیار ہوں منگوا لیجائیں اور جو کچھ وہاں سالن موجود ہو وہ بھی آجاوے
حضرت سید المجاہدین نے فرمایا کہ مولانا صاحب اور کھانا منگوانیکی کچھ حاجت نہیں اللہ تعالیٰ
اسمیں برکت کریگا پھر میاں عبداللہ جو آپکے کاروبار کے مختار تھے فرمایا کہ روٹیاں چادر سے چھپا کر
مولانا عبدالقادر صاحب کے حجرے میں رکھدو اور سالن کی ڈیگ نیچے کے حجرے میں لیجاؤ اور بڑے بڑے
کونڈوں میں سالن نکال نکال کر اور روٹیاں وہانسے لیکر کھلانا شروع کردو جو لوگ آتے جاویں
کھاتے جاویں پھر میاں عبداللہ صاحب نے موافق فرمانے حضرت کے لوگوں کو کھانا شروع کیا اور سب

ساڑھے تین سو آدمیوں کے ہوں گے سب نے بشکم سیر ہوکر کھایا اور دس بارہ آدمی کا کھانا بچ رہا پھر
بعد فراغ کھلانے کے وقت نماز جمعہ کا قریب آپہونچا حضرت سید المجاہدین اور مولانا عبدالحی صاحب نے
تو جامع مسجد میں جاکر جمعہ پڑھا اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے اوسی اکبرآبادی مسجد میں پڑھا پھر بعد نماز کے
حضرت سید المجاہدین اور مولانا عبدالحی صاحب جامع مسجد سے تشریف لائے اور سینکڑوں آدمی وعظ
سننے کو آپکے ہمراہ آئے حضرت سید المجاہدین نے مولانا عبدالحی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپکے وعظ
سننے کے امیدوار ہیں کچھ انسے مسجد میں فرمائیے مولانا صاحب اسی مجمع کے درمیان ایک جگہ
بیٹھکر وعظ فرمانے لگے کچھ تھوڑا سا بیان کرنے پائے کہ اذان عصر کی ہوئی وعظ موقوف ہوا
لوگ نماز عصر کی تیاری کرنے لگے مختصراً تمام ہوئے حالات دہلی کے اب آگے بیان ہے حالات
سفر رائے بریلی کا راوی اخبار راست گفتار یوں روایت کرتا ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین
امام المجاہدینؒ نے دہلی سے واسطے سفر رائے بریلی وطن شریف اپنے کے کوچ فرمایا آپکے ہمراہ
کم بازیادہ پچاس آدمی تھے سب یاروں آشناؤں سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے دریائے جون سے
اُتر کر شاہ درے تک پہونچے اسی عرصہ میں یکبارگی ایک طرف سے آندھی اٹھی اور اکر سبکو گھیر لیا
بالکل بہ سبب تاریکی کے رات سی ہوگئی سب لوگ جابجا ٹھہر گئے بعد تھوڑی دیر کے کچھ پانی بھی برسا

اوجالا ہوگیا لوگ روانہ ہوئے چلتے چلتے قریب وقت عشا کے ہندق ندی پر پہونچے موسم
گرمیوں کا تھا ندی کمر کمر تھی سب لوگ بے ناؤ ہی پار اُتر گئے پھر وہاں سے جاکر غازی آباد
پہونچے وہاں ایک مسجد میں اُترے وہاں ایک حافظ صاحب تھے اونہوں نے حضرت کی آمد سنکر
پہلے سے دعوت کی تیاری کر رکھی تھی بعد نماز عشا کے سب کو کھانا کھلایا یہ لوگ آرام کرنے لگے صبح کو
حضرت نے کوچ کی تیاری کی حافظ صاحب نے آپکو روکا حضرت دو چار روز یہاں قیام کریں یہاں کے غریب
غربا مسلمان ہوگئے لوگ آپکے وعظ سننے کے مشتاق ہیں اور بیعت بھی کرینگے حضرت نے فرمایا کہ یہ
مہینہ رمضان شریف کا قریب آیا ہے ہمارا رہنا یہاں دو چار دن نہیں ہوسکتا ہے خیر تمہاری
خاطر سے آجکے دن ہم رہ جاوینگے مگر کل جاوینگے پھر اسروز آپنے مقام کیا وعظ کہنے کا اتفاق
نہ ہوا مگر آپکے دست مبارک پر بہت لوگوں نے بیعت کی اس میں وقت نماز مغرب کا ہوا سب نے
نماز پڑھی بعد آپکے حضرت سید المجاہدین بیٹھے تھے کہ قصبہ رائے بریلی سے ایک بھائی آپکے یہاں سے
خط لایا آپنے چراغ نزدیک منگوا کر وہ خط پڑھنا شروع کیا پھر تھوڑا سا پڑھکر خط لپیٹ ڈالا
اور آپکا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا لوگوں نے پوچھا کہ حضرت کیا خبر ہے آپنے کچھ نہ بتایا اس عرصہ میں
صاحب دعوت نے کہا کہ حضرت کھانا تیار ہے آپنے لوگوں سے فرمایا کہ تم سب صاحب کھانا

لکھا لو میں اسوقت نہ لکھاؤنگا مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے کہا کہ حضرت کچھ
سبب تو معلوم ہو ایسے تو ہم کہا لیتے مگر اب ہم میں نہیں لکھا سکتے آپنے وہ خط مولانا کو حوالہ
کیا اور فرمایا کہ ہمارے بھائی صاحب مولوی سید محمد اسحٰق کا انتقال ہوگیا ہے یہ بات سنکر سب کو
بیک بار رنج ہوا پھر مولانا صاحب نے کہا کہ حضرت ابتو جو ہونا تھا ہوا سوائے صبر کے کچھ چارہ نہیں
مگر دو چار لقمہ کھانا کھا لیجئے کہ آپکے سبب سے سب کھاوینگے اور بغیر آپکے کوئی نہ کھاویگا اونکے
کہنے سے حضرت نے دو چار لقمہ کھائے اور سب لوگوں نے کھایا پھر نماز ظہر پڑھکر سب لوگ سوگئے
صبح کو وہاں سے کوچ کیا چلتے چلتے قصبہ ہاپڑ میں پہونچے وہاں ایک مقام کیا وہاں کے بہت
سے شرفا اور غربا آپ کی شرف بیعت سے مشرف ہوئے قبل نماز ظہر کے حضرت غسلخانہ میں
غسل کو تشریف لیگئے بعد فراغ غسل کے جب کپڑے پہننے لگے تب اسی حال میں فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ
کی نعمتوں کا شکر ادا ہو نہیں سکتا اسوقت مجھکو بڑی خوشی حاصل ہے اتنا ہی فرماکر خاموش ہوگئے
ہم کئی آدمی جو وہاں موجود تھے سنا کئے کس نے کچھ اسکا سبب نہ پوچھا پھر رات کو انہی نے
فرمایا کہ آج جناب باری تعالیٰ سے مجھکو الہام ہوا کہ جو لوگ تیرے ہمراہ ہیں اونکے کھانے پینے کا
تو اپنے دل میں کچھ اندیشہ نہ کر میں انکو اور جو تیرے ہمراہ ہونگے سبکو کفایت کرونگا یہہ اور وہ سب

خاص میرے مہمان ہیں میں نے عرض کی کہ خداوندا میرے ہمراہیوں پر کیا موقوف ہے تمام مخلوقات
کو تو ہی کافی ہے اور سب تیرے ہی مہمان ہیں ارشاد ہوا کہ یہ سچ ہے مگر اسکو اسی طرح سے
جان کہ تو ں جہاں کہیں ہوگا اور تیرے ساتھ کتنے ہی آدمی ہوں گے سبکو نے محنت و تعب کے
اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے روزی پہونچاؤں گا میں یہ بشارت سنکر اسوقت اپنے دلمیں بہت
خوش ہوا الغرض پھر جب کو وہانسے روانہ ہوئے شام کو گڈہ مکتیشر کی مسجد میں جا اترے وہاں
بھی بہت لوگوں نے بیعت کی اور آپکی توجہ سے لوگونکو نہایت فائدہ ہوا اور علاوہ اسکے آپکی
توجہ کا ہر کہیں یہی حال تھا چنانچہ بعضے لوگونکو یہ گمان ہوا کہ حضرت کو کچھ سحر کی قسم سے یاد ہے
کہ جس کو توجہ دیتے ہیں وہ عجیب غریب معاملہ دیکھتا ہے حضرت نے اوسوقت بیعت کرنے والونکو
ایک بار توجہ دیکر فرمایا کہ تم اب اور لوگوں کو آپمیں جسکو چاہو توجہ دو اختیار ہے اور انہوں نے
آپکے فرمانے سے توجہ دیا اور انکو معاملات کشف ہوئے تب تو وہ گمان سحر کا سب کے دل سے نکل
گیا کہ اگر کچھ سحر ہوتا تو حضرت کی توجہ دینے میں یہ اثر ہوتا اور جو لوگ امی کہتے ہیں یہ
کہانے انکو معلوم ہوتا ہے تو بیشک کرامت غیبی ہے حضرت دوسرے روز وہانسے کوچ کرکے
شہر امروہہ کی سرائے میں جاکر رات بھر وہاں رہے صبح کو مجھسے فرمایا کہ شہر میں ایک شخص

شیخ عبدالسمیع رہتے ہیں اُونکو ہمارا سلام کہہ آؤ میں نے پوچھا کہ وہ کہاں کس محلہ میں رہتے ہیں آپنے فرمایا تم جاؤ تو اوسی شہر میں ملجائیں گے پھر میں نے کہا کہ حضرت کچھ پتہ معلوم ہو تاکہ میں کسطرف جاؤں پھر آپنے وہی فرمایا کہ تم جاؤ پھر میں خدا کا نام لیکر سرائے کے باہر نکلا سڑک ہوکر سیدھا شہر کو چلا آگے چل کر جو دیکھا دوراہہ ملا کہ سامنے گئی ہے اور دوسری راہ اور طرف کو وہاں کھڑے ہوکر خیال کیا میں اب کسطرف جاؤں آخر کو دلمیں آیا کہ سامنے کا راستہ تھوڑے اور چلکر اور دیکھوں پھر وہاں سے آگے چلا وہاں ایک بانس کے کواڑوں کا پھاٹک ملا وہاں ایک شخص سپید لوار لانبے داڑھی کانوں میں لپٹے ہوے کھڑے تھے وہ میری طرف دیکھنے لگے میں نے انکو السلام علیک کیا اونہوں نے جواب سلام کا دیا اور کہا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کس کے پاس جاتے ہو میری زبان سے بلا تامل یہی نکلا کہ میں دہلی سے آیا ہوں اور سرائے میں اترا ہوں تمکو سید احمد صاحب نے سلام کہا ہے میں تمہارے پاس آیا ہوں اونہوں نے فرمایا کہ ہمارا کیا نام ہے میں نے کہا شیخ عبدالسمیع وہ اپنا نام سنکر مسکرانے لگے اور حضرت کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں میں نے کہا سرائے میں اونہوں نے کہا کہ ہمارا بھی سلام سید صاحب سے کہدینا اور کچھ دیر میں ہم

بھی اونکی ملاقات کو آتے ہیں اب تم جاؤ میں وہاں سے پھر کر حضرت کے پاس آیا اور اُن
کا سلام پہونچایا پھر کچھ دیر کے بعد شیخ صاحب آئے حضرت سے ملاقات ہوئی آپس میں دونوں
نے معانقہ اور مصافحہ کیا خیر و عافیت پوچھی دیر تک بیٹھے رہے پھر چلے تب حضرت سید المجاہدین
نے فرمایا کہ جو کچھ کار ہوگا ہم دین محمد کو آپکے پاس بھیجا کرینگے اونہوں نے سنتے دل سے کہا اچھا
حضرت نے کہا شیخ صاحب یہہ ہمارے بڑے معتبر اور امانت دار ہیں آپ کسی بات کا کچھ اندیشہ
نہ کریں اُنہوں نے کہا بہت خوب انہیں کو بھیجا پھر وہ اپنے مکان کو تشریف لیگئے حضرت
سید المجاہدین نے فرمایا کہ یہہ شیخ صاحب اور انکی بی بی دونوں اس شہر کی صاحب خدمت ہیں
پھر کئی بار حضرت نے مجھکو اونکے یہاں بھیجا جو کچھ پیغام کہتے تھے میں پہونچا دیتا تھا اُسی روز شام کو
شیخ صاحب پھر حضرت کے پاس آئے حضرت نے فرمایا کہ کل ہم دو چار گھڑی دن چڑھے شکار
کو میں بھی چلوں گا حضرت نے کئی بار منع کیا کہ آپ کیوں تکلیف کریں مگر انہوں نے نہ مانا
آخر کو حضرت بھی راضی ہوگئے جب حج کو گھوڑے پہ چڑھکر چلنے کو تیار ہوئے تب شیخ بھی
تیر و کمان باندھے ہوئے برآمد ہوئے حضرت نے فرمایا شیخ صاحب کو آپ اب ہمارے ساتھ
نہ چلیں ہم اور طرف جاوینگے پھر سید صاحب تو سیدھے قبلہ رخ سڑک پر ہو کر روانہ ہوئے

اور شیخ صاحب مجھکو لیکر دوسری طرف گئے کوئی سو سوا سو قدم چلکر ایک جگہہ کھڑے ہوئے مجھسے
پوچھا سید صاحب کہاں گئے ہوں گے میں نے کہا دیکھا چاہئے خدا کو معلوم کہاں گئے ہونگے پھر
پھر مجھسے فرمایا کہ ہم ایک بات تم سے کہیں مانوگے میں نے کہا کہ کیوں نہ مانونگا پھر کئی بار
مکرر کہا کہ مانوگے میں نے کہا انشاء اللہ تعالے مانونگا فرمایا کہ تم اپنی آنکھیں بند کرلو جب ہم
کہیں تب کھولو میں نے آنکھیں بند کرلیں پھر ایک دم کے بعد فرمایا کہ کھولدو میں نے جو آنکھیں کھولیں
تو دیکھا کہ اونکے ساتھہ ایک بڑے عظیم الشان آم کے باغ میں کھڑا ہوں شیخ صاحب میری طرف
دیکھکر مسکرائے ہیں میں نے سر اپنا جھکا لیا پھر کہا سید صاحب ابھی نہیں تشریف لائے ہیں
میں نے کہاں ہاں ابھی نہیں آئے پھر ایک لحظہ کے بعد فرمانے لگے کہ سید صاحب وہ آتے ہیں میں
نے دیکھا کوئی نہ معلوم ہوا پھر ایک لحظہ کے بعد اشارہ کرکے کہا کہ وہ دیکھو آتے ہیں میں نے جو دیکھا
تو بہت دور ایک سپیدی سی نگاہ پڑی میں نے اپنے دلمیں کہا کہ دیکھا چاہئے کون شخص ہے
پھر کچھ دیر میں جب نزدیک آئے تب جانا کہ حضرت آتے ہیں پھر قریب آکر حضرت نے پوچھا
شیخ صاحب تم ہم سے پہلے یہاں آگئے انہوں نے کہا کہ ہاں میں پہلے آگیا پھر حضرت انکی طرف
دیکھکر مسکرائے اور میری طرف اشارہ کیا کہ یہ بھی آگیا شیخ صاحب نے کہا کیا مضائقہ ہے

پھر حضرت نے دو تین توتی فاختہ وغیرہ پر حلائیں اور تیغ صاحب بھی کئی تیر لگائے لیکن کوئی
شکار ہاتھ نہ آیا پھر وہاں سے سرائے میں آئے وہاں سے تیغ صاحب اپنے مکان کو گئے پھر ظہر
کے وقت آکر حضرت سے کہا کہ آج میرے یہاں آپ کی دعوت ہے حضرت نے فرمایا کہ تم غریب آدمی ہو
دعوت کرنا کچھ ضرور نہیں کیوں تکلیف کروگے انہوں نے نہ مانا آخر کو حضرت راضی ہوئے پھر وہ
اپنے مکان پر جاکر کسی کا پاجامہ تین پیسہ کی سلائی پہ لائے اور اسکو جلد سی کر مالک کو دیا اور اسکی
مزدوری کے پیسوں سے کچھ باجرے کا آٹا لائے اور مولی پالک کا ساگ اور کچھ مانس کی دال پھر
شام کو دو یا تین روٹیاں باجرے کی اور وہی دونوں ساگ دال ملاکر پکائی ہوئی لائے اور کہا حضرت
کھانا تیار ہے حضرت نے اسکو بڑی تعظیم اور احترام سے لیا اور بہت خوشی سے تعریف کرکے کھانے
لگے اور اسمیں سے ایک ٹکڑا روٹی اور تھوڑا ساگ مجھکو بھی عنایت فرمایا اور باقی آپنے کھایا امروہہ
کا اتنا واقعہ تو یاد ہے پھر وہاں سے حج کو شہر مرادآباد کی طرف روانہ ہوئے کچھ دن رہے شہر
مذکور کی سرائے میں جا اترے اوسکی صبح حاجی زین العابدین خاں سے فرمایا کہ یہاں ایک فقیر مجذوب ہے
اوسے ہمارا سلام کہ آؤ اور کچھ اس کا پتہ نہ بتایا کہ کس جگہ پر ہے اور کیا نام ہے الغرض حاجی صاحب
شہر میں آئے ایک جگہ دیوانہ فقیر ملا انہوں نے اپنے دل میں جانا کہ شاید وہ مجذوب یہی ہے اوس سے

کہا کہ ہمارے سید احمد صاحب نے تمکو سلام کہا ہے اسنے یہ بات سنکر حضرت کو کچھ برا بھلا کہنا
شروع کیا حاجی صاحب کو اوس کا کلام ناگوار معلوم ہوا اور وہانسے چلے آئے اور حضرت سے
بھی کچھ نہ کہا حضرت سید المجاہدین نے اون کا مافی الضمیر معلوم کرکے مجھسے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ حاجی صاحب سے اس فقیر نے شاید کہ کچھ بھلا برا کہا ہوگا اس سبب سے اس کا حال آکر ہم سے نہیں
بیان کیا سو اب تم کچھ شیرینی لیکر اسکے پاس جاؤ اور ہمارا سلام کہو اور وہ کتنا ہی کچھ کہا
بیا ہی بکے تم برا نہ مانو اور اگر بھاگے تو اسکا پیچھا نہ چھوڑیو پھر میں جو گیا تو شہر میں اسکو ایک
جگہ دیکھا کہ پرانی گدڑی کندھے پر ڈالے اور ایک ہانڈی ہاتھ میں پکڑے ایک دوکان پر کھڑا ہے
اور بہت سے لڑکے اسکے گرد ہیں میں نے جانا کہ وہ شخص مجذوب یہی ہے اسکے نزدیک جاکر میں نے
سلام علیک کیا اور کہا کہ ہمارے سید صاحب نے تمکو سلام کہا ہے اور یہ شیرینی بھیجی ہے
وہ یہ بات سنکر بھلا برا کہتا ہوا اپنے مکان کی طرف بھاگا اور میں اسکے پیچھے چلا جاتا تھا
وہ اپنے مکان پر پہونچا اور میں بھی وہیں گیا اور پھر وہی اس سے کہا کہ تم کو سید صاحب نے
سلام کہا ہے اور یہ مٹھائی بھیجی ہے انہوں نے سلام کا جواب دیا اور مٹھائی بھی لی اور اپنے
آدمی سے کہا کہ سید میاں کا آدمی آیا ہے بوریا لاؤ اور پان کھلاؤ اور بہت میری خاطرداری کی

جب میں رخصت ہونے لگا فرمایا ہمارا بھی سلام سید صاحب سے کہنا اور ہم بھی ملنے کو آویں گے
پھر میں نے وطن سے آکر یہ حال حضرت سے بیان کیا پھر اسی عرصہ میں مراد آباد کے قاضی صاحب
پینس پر سوار دس بارہ آدمی ہمراہ لیکر حضرت کی ملاقات کو آئے معانقہ مصافحہ کرکے بیٹھے اور کہا
حضرت شام کو آپ کی دعوت ہے آپنے قبول کیا پھر وہ اپنے مکان کو گئے بعد نماز عصر کے وہی
مجذوب ایک گدڑی اوڑھے اور ایک ہانڈی ہاتھ میں پکڑے ہوئے آپہونچے میں نے حضرت سے
کہا کہ جس کے پاس آپنے مجھکو بھیجا تھا وہ یہی مجذوب ہیں آپنے فرمایا کہ ان کو دوسرے مکان
میں بٹھا لو پھر جہاں ہم نے اونکو بٹھالا حضرت بھی وہیں تشریف لیگئے پھر نہیں معلوم کہ
انسے کیا باتیں کرتے تھے اور فرمایا کہ انکی ہانڈی مٹھائی سے بھردو اور ایک روپیہ بھی
بھی دیا اس روپیہ کو اچھال اچھال وہ بار بار کہتے تھے نہ ایک لاکھ نہ دو لاکھ نہ تین لاکھ
اور خوش ہوتے تھے پھر وہاں سے اٹھکر چلے گئے جب لوگوں نے حضرت کو اونسے باتیں کرتے دیکھا
تب انکو معلوم ہوا کہ یہ فقر دیوانہ نہیں یہاں کا صاحب خدمت ہے پھر حضرت
بعد نماز مغرب کے اپنے آدمیوں کو لے کر قاضی صاحب کے مکان پر دعوت کھانے تشریف
لیگئے بعد فراغ تناول طعام کے قاضی صاحب نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور

اور تمام اپنے اہل وعیال کے سے بیعت کرائی پھر حضرت سے عرض کی کہ یہاں کے کئی نواب
زادے خیانچہ نواب علی محمد صاحب اور محمد میاں سوا انکے کئی صاحب اور ہیں وہ ہمارے
عقاید کے خلاف ہیں اگر وہ بھی کیطرح آپکے طرف رجوع ہوں اور آپکے ہاتھہ پر بیعت کریں
تو دین کا بہت کام نکلے سو آپ دو چار مقام اس شہر میں کریں تب جاکر کچھہ بات بنے
حضرت نے فرمایا خدا چاہیگا تو معاملہ درست ہوجائیگا مگر اس کا جواب ہم آپکو صبح کو دینگے
اور ہم یہاں دو چار دن مقام کریں گے ہمکو فرصت نہیں اسواسطے کہ ماہ رمضان قریب آیا ہے
اور قاضی صاحبکو اپنا خلیفہ کیا اور فرمایا کہ تم لوگونکو وعظ ونصیحت کیا کرنا پھر وہاں سے سرائے
میں تشریف لائے اُسی شب نواب علی محمد خاں نے خواب دیکھا کہ ایک شخص نے میری پیٹھہ میں
گھوسا مارا جب جاگے دلکو تشویش ہوی کہ کیا معاملہ ہو صبح کو اپنے یاروں میں اسکا ذکر کیا کہ
رات کو ایسا خواب میں نے دیکھا اور ارادہ کیا کہ آج سید صاحبکی ملاقات کو جاوینگے اونسے اسکی
تعبیر پوچھیں گے ادراد ھر قاضی صاحب بھی حضرت سید المجاہدین کے پاس آکر حاضر ہوئے
اور عرض کی کہ اگر حکم ہو تو اونکے لوگوں کے پاس جاکر کہوں کہ یہاں ایک سید صاحب
پیر زادے تشریف لائے ہیں تم نے اُنسے ملاقات کی یا نہیں دیکھیں وہ اسمیں کیا جواب دیتے ہیں

حضرت نے فرمایا کچھ ضرورت نہیں بلکہ آپ اپنے مکان کو تشریف لیجائیں وہ لوگ خود آجائینگا
آپ ہی آئے ہیں قاضی صاحب اپنے مکان کو جانے کو تیار تھے کہ اسمیں وہ لوگ سرائے میں پہنچ
جمعیت کیساتھ آپہونچے اور حضرت سے معانقہ و مصافحہ کرکے بیٹھے قاضی صاحب بھی ٹھہر گئے
علی محمد خاں نے جو حضرت کو دیکھا تو پہچانا کہ رات کو خواب میں انہی نے میرے گھوسا مارا تھا
اور اپنے دلمیں حضرت کے بہت معتقد ہوئے اور حضرت سے کہا کہ آپ ایک ہفتہ یہاں تشریف
رکھیں کہ ہم لوگوں کے درمیان میں کچھ نا اتفاقی ہے اگر آپکے ملانے سے ہم آپسمیں ملجاویں تو بہت
خوب ہو اور آج شام کو ہمارے یہاں آپکی دعوت ہے حضرت نے فرمایا کہ دعوت آپکی ہم نے
قبول کی مگر زیادہ رہنے میں ہمارا حج ہوگا رمضان شریف قریب آیا ہے اونہوں نے کہا اب تو کچھ
ہو آپکو رمضان ضرور پہنچا یہ کارسرائے خدا ہے پھر کچھ دیر کے بعد وہ اپنے مکان کو تشریف لیگئے
اور قاضی صاحب بھی رخصت ہوئے پھر شام کو حضرت سید المجاہدین قاضی صاحب کو لیکر اپنے
لوگوں کے ہمراہ نواب علی محمد خاں کے یہاں دعوت کھانے گئے بعد فراغ کھانے کے نواب ممدوح
نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور اپنے گھر کی تمام بیبیوں اور باندیوں کو مرید کرایا
اور کہا کہ حضرت حج کو پھر میرے یہاں دعوت ہے حضرت نے عذر کیا کہ آپکی ایک وقت ہم دعوت

کھادیں گے ہم کو بیت دور یہاں ٹہرنا منظور نہیں پھر آپ وہاں سے سرائے میں تشریف لائے
صبح کو ایک اور صاحب نے انہیں کے بھائیوں میں سے دعوت کی وہاں کے بعد کھانے کے وہاں
بھی بہت لوگوں نے بیعت کی اور انکے یہاں کوئی دو شخص بہت روزوں سے بیمار تھے ایک کو
کچھ فالج کی سی بیماری تھی اور دوسرے کو شاید سرسام تھا اور کوئی اسی طور کا مرض تھا
سو انہوں نے حضرت سے کچھ اونکے حق میں دعا کرانی چاہی حضرت نے فرمایا کہ اگر وہ دونوں
صاحب یہاں تک آسکیں تو یہاں لاؤ ورنہ مجھکو اُنکے پاس لیچلو تو یہ بات سنتے ہی کئی آدمی
جاکر اُنکو حضرت کے پاس لے آئے جسکو فالج کا مرض تھا اسکے سر سے پاؤں تک حضرتؒ اپنے
ہاتھ پھیرے اور دوسرے کیواسطے آبخورے میں پانی منگوا کر پڑھا اور فرمایا کہ انکو پلا دو اور کل کے
روز دو صاحبوں کا حال ہم سے بیان کرنا پھر وہاں سے آپ سرائے میں تشریف لائے شام کو پھر
محمد یاں کے یہاں دعوت ہوئی اونکے یہاں بھی بہت مرد و عورتوں نے بیعت کی پھر وہاں سے اپنے مکان
پر آئے صبح کو پھر اونہیں کے بھائیوں میں کسی کے یہاں دعوت ہوئی اور ایک آدمی ان دونوں بیماروں کی
خبر لایا کہ اب انکو بہ نسبت اول کے بہت آرام ہے پھر حضرتؒ نے ان دونوں کیواسطے جُدا جُدا
پانی پڑھ دیا کہ انکو جاکر پلاؤ پھر صاحب دعوت نے اور ایک دوسرے صاحب نے اپنی تنگی معاش کا شکوہ کیا

کہ ہماری قدیم جاگیریں سرکار انگریزی میں ضبط ہوگئی ہیں اور خرچ ہمارا اسی طور اوال کا ہے
اس سبب سے ہم ہمیشہ قرضدار رہتے ہیں سو حضرت ہم کو کوئی ایسی دعا بتاویں کہ جسکی
برکت سے اللہ تعالیٰ قرض سے نجات بخشے اور بخوبی گذر ہووے حضرت نے ایک صاحب سے
فرمایا کہ تم ایک چلہ بسم اللہ کا وظیفہ پڑھو اول آخر بالسنوبار درود اور درمیان میں گیارہ سو بار
بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ تعالیٰ تمہارا مقصد پورا کریگا اور دوسرے صاحب کو ایک روپیہ عنایت کیا
اور فرمایا کہ اسکو بحفاظت تمام دھرنا خرچ نہ کرنا اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے تمہاری باوراعت گذران کریگا
پھر وہاں ایک یا دو روز اور رہے لہذا سکو رام پور کو تشریف فرما ہوے اور شہر میں کئی واقعات
گذرے مگر اب وہ تمام وکمال مجکو یاد نہیں اس سبب سے بیان انکا نہ کیا ولیکن اونمیں ایک
واقعہ یاد ہے سو اس کا حال اسطرح سے ہے کہ حضرت سید المجاہدین رام پور میں حاجی زین المجاہدین خاں
کے مکان پر اترے تھے ایک روز ایک شخص طویل القامت کسان خوش تقریر نے آکر حضرت کے
دست مبارک پر بیعت کی اور وہ فتح آباد کا رہنے والا قوم بھٹی تھا حضرت سے کہا کہ اگر آپ مجکو
فتح آباد کو رخصت فرمائیں تو میں وہاں جاکر وعظ و نصیحت کرکے بہت لوگوں کو تیار کرکے
واسطے جہاد کے لاؤں حضرت نے فرمایا کہ ہم تم کو رخصت کرینگے مگر دل میں جانا کہ یہہ شخص فضول

نقل گو ہے گفتگو اسکی قابل اعتماد کے نہیں ہے جب اس نے اس بات پر زیادہ اصرار کیا کہ میرے ساتھ
کوئی اپنا آدمی کرکے زنانے میں جاؤنگا تب حضرت نے ایک تو مجھکو اور دوسرے میر سید علیشاہ
کو اوسکے ہمراہ کیا اور دو اشرفی اور کئی روپے اور دو تھان سفید اور ایک پیہ سات روپیہ کی
پگڑی یہہ سب اسباب دیکر اسکو رخصت کیا اور مجھسے کہا کہ جب وہاں سے پھرنا تب امروہہ میں شیخ
عبدالسمیع کے پاس ہوتے آنا اور جو کچھ وہ کہیں اگر مناسب دیکھنا تو کرنا والا کہدینا کہ مجھکو نہیں معلوم
سید صاحب جانیں میں نے یہ تمام کلام سنکر عرض کی کہ حضرت یہ آپ کیا فرماتے ہیں مجھکو فتح آباد کو بھیجنے
میں دیکھا چاہیے وہاں کتنی مدت رہنا ہو اور آپ کہاں ملیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ امروہہ میں
شیخ عبدالسمیع صاحب سے بھی ملتے آنا یہ کچھ بات میری سمجھ میں نہیں آئی آپنے فرمایا کہ تمکو اس تقریر سے کیا
کام جو ہم کہیں سو کرو میں چپ ہو رہا آخر الامر ہم دونوں آدمی اُس شخص کے ہمراہ فتح آباد کو روانہ ہوئے
پہلے روز مراد آباد میں جاکر رہے دوسرے دن امروہہ ہوکر گئے کوس بھر ایک گانوں کی سرائے میں
جاکر اُترے رات کو کھانا کھاکے نماز عشاء کی پڑھکر تینوں آدمی اپنی اپنی چارپائی پر سو رہے
پچھلے وقت جو میں اٹھا تو دیکھا کہ اس بھٹی کی چارپائی خالی ہے میں نے جانا کہ کہیں حاجت ضروری یا پیشاب
کو گیا ہوگا اس انتظار میں دو تین گھڑی گزریں میں نے بھیا انکو جگا کر پوچھا کہ ایک ہمارا ہمراہی

کہاں گیا اسنے جواب دیا کہ میاں اپنے آدمی کو تم جانو مجھکو کیا خبر کہاں گیا ہے گفتگو میں
صبح ہوئی ہم دونوں شخصوں نے نماز پڑھی اور وہ ابتک نہ آیا آخر شب معلوم ہوا کہ وہ
بھاگ گیا مگر پھر بھی چار چہ گھڑی تک اور راہ دیکھی پھر میں نے اپنے دلمیں خیال کیا کہ یہ وہی بات
پیش آئی جو حضرت نے فرمایا تھا کہ تم کو تقریر سے کیا کام جو ہم کہیں سو کرو حضرت کو اسکا حیف
کرنا منظور تہا اسی بہانہ سے اپنے پاس سے دور کیا مگر وہ ہمارا بھی خرچ لیگیا ہم نے اسی کے پاس
رکھوایا تھا پھر ہم اور میر علیشاہ وہانسے لوٹ کر امروہہ کی سرائے میں شام کو آکر رہے اب کیا کریں پاس
اپنے خرچ نہیں جو کہانا پکوائیں مہترانی نے پوچھا میاں کچہ کہانا پکواؤگے میں نے کہا ابھی نہیں پھر جیسا
ہوگا کہینگے اسنے جانا کہ شاید انکے پاس خرچ نہیں ہے تنے میں بعد نماز مغرب کے ایک بڈھی ایک ٹوکری
بھر کر گلگلے لائی اور مہترانی سے پوچھا کہ کوئی ملا ہو تو وہ اسپر فاتحہ کردے اسنے کہا کہ سید صاحب
کے دو آدمی اس مکان میں اترے ہیں وہاں جا اس نے پوچھا کون سید صاحب اسنے کہا جو ان
روزوں یہاں آئے تھے جنکے بہت لوگ مرید ہوئے تھے اسنے کہا ان میاں صاحب کی تو میں
بھی مرید ہوں اس سے کیا بہتر اور ہوگا گلگلوں کا ٹوکرہ میرے پاس لاکر رکہا اور کہا کہ یہ تیجہ سلمہ
کی نیاز کے ہیں ان پر ان کا فاتحہ کردو میں نے کہا نعوذ باللہ من ذالک اے نیک بخت تو

تو کہتی ہے کہ میں سید صاحب کی مرید ہوں اور نیاز شیخ سدو کی کرتی ہے یہہ بہت بُرا ہے
اسنے پوچھا کہ کیا سید صاحب اسکو منع کرتے ہیں میں نے کہا کہ ہاں بیشک منع کرتے ہیں
اور سوا خدا کے کسی کی نیاز نکرنا چاہیے اسنے کہا کہ پھر خدا ہی کی نیاز کردو میں نے اس بات
کی توبہ کی پھر میں اسکی خاطر سے کچہ اسپر ہاتہہ اُٹہا کر پڑھ دیا اور کہا کہ مائی لیجا اس نے کہا میاں صاحب
تم کو میں کیا کروں میں نے اسمیں سے قریب تین سیر کے نکال لئے اور باقی کچہ مہترانی کو دئے اور اسی
میں سے کہا کر انکو لیجا پھر وہ گگلے ہم دونوں آدمیوں نے خوب شکم سیر ہوکر کھائے باقی جو بچے
صبح کے ناشتہ کو رکھے وہ فجر کو کھائے پھر چار پانچ گھڑی دن چڑھے میر سید ملتیاہ کو سرائے میں
بٹہلا کر میں بازار کیطرف چلا میرے پاس ایک بڑے دانو کی صندل کی تسبیح تھی وہ مجکو مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب نے دی تھی اور انمیں نتھنے بھی گئے تھے سو میں نے یہ ارادہ کیا کہ اگر اسکو کوئی مول
لیوے تو بیچ ڈالوں کوئی چہوٹے دانوں کی اور لوں اور آخ شیخ عبد سمیع سے بہی ملتا آؤں
اسمیں جو میں کچہ دور آگے چلا تو کیا دیکہتا ہوں کہ شیخ عبد السمیع ایک تلوار بغل میں ڈالے ہوئے سامنے
چلے آتے ہیں میں نے جاکر سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور پوچہا بھائی دین محمد کہانسے آتے ہو
اور کہاں جاتے ہو میں نے کہا کہ حضرت آپ ہی کی ملاقات کو جاتا تھا اونہوں نے کہا کہ ہماری ملاقات

کو تو نہیں کچھ اور کام کو جانے ہو میں نے کہا کہ ہاں اور بھی کام تھا اور آپ کی ملاقات کا بھی
ارادہ تھا بعد اسکے انہوں نے اپنی جیب سے ایک تسبیح نکالکر میرے سامنے کی اور فرمایا کہ اگر تم
کو یہ تسبیح پسند ہے تو حاضر ہے اور اسکے خریدار نے حضرت ضیاء الدین صاحب کی تسبیح کے ہیں
میں نے وہ تسبیح لے لی انہوں نے کہا کہ اب وہ تسبیح اپنی مجھکو عنایت کردو میں نے اپنی تسبیح
اونکو دی پھر پوچھا کہ حال اپنا تو بیان کرو کہاں گئے تھے میں نے وہ تمام حال اول سے آخر تک
بیان کیا کہ حضرت نے ایک بھٹی لیا ہے اور اپنے دوسرے بھائی سے کہا کہ تو بھی چل اسنے زمانا
پھر اسکو لیکر نماز ظہر کے وقت حضرت کے پاس گئے انکو ایک جگہ بٹھا دیا ہم نے جماعت
میں نماز پڑھی بعد نماز کے پھر لوگ حضرت کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے وہ وہاں کا مجمع دیکھکر
گھبرائے کہ میرا گزر یہاں کیونکر ہوگا میں نے انکو تسلی دی کہ گھبراؤ مت یہاں بیٹھے رہو پھر
میں حضرت کے پاس گیا اور کہا ایک تو آیا ہے آپنے بلا کر اپنے پاس بٹھلایا اور اس سے
کیا تم بھی مرید ہوا اور جو ہم سے کہیں وہ کہتے جاؤ جب مرید کر چکے میاں عبداللہ سے
کہا کہ تم انکو لیجاکر توجہ دو میاں عبداللہ نے میرے کان میں کہا کہ میں تو توجہ نہ دونگا
تم جاکر دو میں نے حضرت سے اجازت چاہی آپنے فرمایا اچھا تم ہی دو پھر میں نے

انکو توجہ دیا چھوٹی لطائف اونکے اوسیوقت جاری ہوگئے پھر میں انکو حضرت کے پاس لیگیا آپنے ان سے
پوچھا کہ بیان کرو کیا تم کو معلوم ہوا انہوں نے تمام حال جو کہ تھا اظہار کیا حضرت نے فرمایا کہ تم
ہمارے ساتھ رہا کرو اللہ تعالےٰ تمکو بہت فائدہ دیگا اور پوچھا کہ نام تمہارا کیا ہے انہوں نے
کہا کہ نام میرا حسینی ہے حضرت نے ان کا نام ہدایت اللہ رکھا پھر دوسرے روز حاجی پیر محمد
کو سپرد کیا وہ اسی شہر کے باشندہ تھے وہ انکو توجہ دیا کئے پھر وہ میاں ہدایت اللہ ہمیشہ
حضرت کیساتھ رہے حج کو بھی تشریف لیگئے جہاد کو بھی بالاکوٹ کی لڑائی تک رہے ایک بار حضرت
نے سنجھار سے مجھکو ہندوستان کیطرف بھیجا میاں ہدایت اللہ نے کچھ اپنے بھائی کیواسطے
میرے ہاتھ خرچ بھیجا انکا نام الٰہی تھا جب بریلی میں انکے پاس گیا تو دیکھا نابینا ہوگئے ہیں میں نے
وہ خرچ انکو دیدیا اور پوچھا کہ یہ حال تمہارا کب سے ہوا انہوں نے کہا کہ مجھکو ہیضہ ہوا تھا
قے کرتے کرتے بالکل اندھا ہوگیا سوا اسکے اور کوئی مرض نہ ہوا پھر جب میں ہندوستان
سے پھر کر حضرت کے پاس گیا اور میاں ہدایت اللہ سے انکے بھائی کا حال بیان کیا انکو بڑا
رنج و افسوس ہوا اکثر حضرت سے کہتے تھے کہ آپ میرے بھائی کی آنکھوں کیواسطے دعا کریں
ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میاں ہدایت اللہ تم اپنے بھائی کیواسطے دعا کو بہت کہتے

ہرا ب ہم اونکے واسطے دعا کرینگے پھر آپنے دعا کی اور فرمایا کہ انشا اللہ تعالے ایکبار جو کوئی جاویگا
تو انکو اسی طور پہ جیسے کوئی تھے بنیا ہو گیا پھر ایک بار حضرت نے مجھکو بھیجا یورپ کی طرف پھر میاں
ہدایت اللہ نے کچھ خرچ میرے ہاتھ بھیجا دوسرا کرو میں نے جا کر دیکھا کہ اچھے تندرست بیٹھے ہیں دور سے
مجھکو دیکھکر سلام علیک کیا میں نے جواب دیا اور انھوں کا حال پوچھا کہ کیونکر اچھے ہو گئے انہوں
نے کہا بھائی صاحب خدا کی قدرت ہے اور کیطرح ایک سال بھی مجھکو ہیضہ ہوا تے کرتے کرتے آنکھیں
کھل گئیں جو کچھ انکے بھائی ہدایت اللہ نے میرے ہاتھوں خرچ بھیجا تھا میں نے انکو حوالہ کیا
پھر خرچ کو وانے اپنا رستہ لیا ہندوستان لوٹکر جب بخارا کو گیا یہ حال میاں ہدایت اللہ
کو بیان کیا وہ سنکر بہت شکر الہی بجا لائے اور حضرت امیر المؤمنین سید العابدین سے
کہا کہ اللہ تعالے نے آپکی دعا سے میرے بھائی کی آنکھیں روشن کر دیں حضرت یہ بات سنکر
بہت خوش ہوئے یہ تو حال تمام ہوا اب باقی حال بریلی کا بیان کرتا ہوں پھر ایک روز
بریلی کے ایک نواب اونکا نام مجھکو یاد نہیں حضرت کے پاس جامع مسجد میں واسطے ملاقات کے
تشریف لائے اور حضرت کو گاڑی پر سوار کر کے اپنے اپنے مکان کو لیچلے راہ میں حضرت نے
نواب ممدوح سے فرمایا ماشاء اللہ آپکی گاڑی کے بیل بہت خوب ہیں انہوں نے عرض کی،

کرہاں خوب تو ہیں مگر بائیں طرف کا بیل چلنے میں مُہا ہے داہنے بیل کی برابر نہیں چلسکتا جب
مشکل صورت میں برابر ہے اگر ولیسا ہی تیز رو میں ہوتا تو کیا اچھا تھا حضرت نے
فرمایا دونوں بیل اچھے ہیں نواب صاحب نے فرمایا آپ دعا کریں اللہ تعالےٰ ایسا ہی
کردے حضرت نے کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ دو تین روز
رہیں معلوم کرینگے کہ دونوں بیل تاب و طاقت اور چابکی چالاکی میں برابر ہیں
پھر جب حضرت انکے مکان پر جاکر دوانخانہ میں بیٹھے وہاں سے چند قبریں سامنے
نظر پڑیں اسوقت حضرت نے پوچھا یہ قبریں کسکی ہیں نواب صاحب نے کہا کہ ہمارے
گھرانے کے لوگ اسی جگہ مدفون ہیں آپ وہاں چلکر ان کے واسطے دعا کریں حضرت نے
فرمایا بہت خوب مگر آتے ہیں کل کسوقت ہمارے پاس آنا تو پہلے شہر کے گورستان
میں جاکر وہاں کے غربا کیواسطے دعا کریں پھر یہاں آکر انکے واسطے بھی دعا کرینگے نواب صاحب
سُنکر اس بات پر راضی ہوئے پھر رات کو بعد تناول طعام کے نواب صاحب کے تمام
اہل و عیال نے حضرت کے دست مبارک پر بیعت کی پھر حضرت وہانسے جامع مسجد میں
تشریف لائے پھر جمعے تو نواب صاحب تشریف نہیں لائے مگر دوسرے دن وہی گاڑی بیل ہمراہ

لیکر ایک پینس میں سوار ہو کر آئے اور حضرت سے کہا کہ آپ پینس میں سوار ہوں میں
گاڑی میں چلوں گا حضرت نے فرمایا کہا انکو رخصت کردو پینس لے جائیں کچھ ضرورت نہیں
ہم تم دونوں گاڑی ہی پر سوار ہو کر چلیں گے تمہارے بیلوں کو دیکھیں کہ کسطرح چلتے ہیں نواب
صاحب نے کہا کہ حضرت آپکی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بیل اچھا کردیا سب ٹھیک پن
دور ہو گیا مجھکو معلوم ہے کچھ صاحبت امتحان کی نہیں آپ پینس میں سوار ہوں میں گاڑی پر
بیٹھوں گا حضرت نے کسی طور نہ مانا آخر الامر دونوں صاحب گاڑی ہی پر سوار ہو کر چلے لوگوں نے
جو دیکھا تو دونوں بیل برابر چلتے تھے نئی کی تیز روی میں فرق نہ تھا حضرت شہر کے مقابر
میں تشریف لیگئے اور دیر تک وہاں دعا میں مشغول رہے پھر بعد فراغ دعا کی وہاں سے
نواب صاحب کے گھر انے کے مقابلہ میں تشریف فرما ہوئے وہاں دیر تک دعا کی پھر جامع مسجد میں آئے
رات کو کئی صاحبوں کے روبرو کہنے لگے کہ ہم نے جو شہر کے دونوں مقابر میں دعا
کی سو اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے قبول فرمائی اور ہر ایک پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور حکایت
اسی شہر مریلی کی یہ ہے کہ ایک روز حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ
وہاں کی جامع مسجد میں بیٹھے تھے اس عرصہ میں وقت ظہر کا آیا لوگ تیاری نماز کی کرنے لگے

حضرت نے فرمایا کہ اس مسجد کا امام کون ہے کہ آکر نماز پڑھاوے لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت
امام تو اس مسجد کا کوئی مقرر نہیں ہے آپ ہی امامت کیجئے آپنے فرمایا کہ اس کا کیا
سبب ہے جو یہاں کوئی امام معین نہیں لوگوں نے کہا کہ ہمکو تو سبب اس کا معلوم نہیں
مگر یہاں کا یہی حال ہے کہ جب نمازی لوگ جمع ہوتے ہیں تو انہیں میں سے کوئی امامت
کر دیتا ہے ایک طالب علم نوجوان احمد علی نام اسی مسجد میں رہا کرتا تھا حضرت نے فرمایا
اگر سب مسلمان بھائی راضی ہوں تو ہم انکو اس مسجد کا امام کریں یہی اس مسجد میں نماز
پڑھایا کریں لوگوں نے کہا کہ سبحان اللہ بہت بہتر ہم سب راضی ہیں مگر یہ صاحب
مجرد ہیں شادی نہیں کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ بھائی احمد علی نکاح کرو خدا دیگا
تمہارے دو بیٹے ہوں گے اور انمیں سے ایک روبرو ہی امامت کیا کریگا یہ بات سنکر
کسی نے کہا کہ حضرت انکی تو ابھی شادی نہیں ہوئی آپنے ان کے بیٹے تک بھی امامت
بنا دیا کیا اس بات کا آپکو الہام ہوا یا تہ ہوا اللہ تعالے سے امید ہے کہ یہ معاملہ یونہی
ہوگا الغرض حضرت نے انکو اس مسجد کا امام مقرر کیا اور اس دن سے وہ نماز پڑھانے لگے
پھر بعد کچھ دنوں کے انہیں نکاح بھی کیا اور قدرت الہی سے دو بیٹے بھی ہوئے ایک بیٹے کی خبر

رائے بریلی میں حضرت سید المجاہدین کو بھی پہنچی تھی بالفعل بریلی میں حضرت کے مریدوں میں
ایک شیخ عظمت علی رہتے تھے آونکو حضرت نے خط لکھا تھا اسکے جواب میں شیخ صاحب
ممدوح نے میاں احمد علی کے بیٹے کا حال بھی لکھا تھا اور دوسرے بیٹے کا حال بھی اسی طور معلوم
ہوا کہ جن دنوں رائے دا تا رام مقید تھا میاں احمد علی دوسرے بیٹے کو ہمراہ لیکر بلدۂ ٹونک
میں آئے تھے چنانچہ حضور مہر پور نواب وزیر الدولہ بہادر دام اقبالہٗ سے ملاقات کی تھی اور
سید عبد الرحمن صاحب اور سید زین العابدین صاحب سے بھی ملے تھے اونسے حال مفصل معلوم
ہوا کہ بڑے بیٹے اپنے کو جامع مسجد میں واسطے امامت کے چھوڑ آئے اور چھوٹے بیٹے کو
یہاں ساتھ لائے اور ایک حکایت اوسی شہر بریلی کی یہ ہے کہ ایک روز بریلی کے ایک نواب
کے یہاں حضرت سید المجاہدین تشریف فرما ہوئے نواب صاحب ممدوح نے اپنے خدمت گاروں سے
فرمایا کہ حضرت کے لوگوں کو شربت پلاؤ وہ خدمت گار گلاب سے معطر کر کے شربت پلانے
لگے اور حضرت کیواسطے خود نواب صاحب موصوف پیالہ شربت سے بھر کر لائے اور ایک
جدا شیشہ گلاب کا منگوا کر اوسی شربت کو معطر کر کے حضرت کو پلایا بعد پینے
شربت کے حضرت نے فرمایا نواب بہادر یہ شیشہ گلاب کا بخفاظت نہیں کہا اور یہ

تمہارے بڑے کام آویگا اونہوں نے عرض کی حضرت وہ کونسا بڑا کام ہے جسمیں یہ
گلاب صرف ہوگا حضرت نے فرمایا خدانخواستہ شاید کبھی ہیضے کی بیماری شہر میں آوے
اس گلاب میں سے جس کو دوگے اوسکو اللہ تعالے شفاء کامل عطا فرمائیگا یہ بات سنکر
نواب صاحب موصوف نے وہ بستینہ گلاب کا اپنے آدمی کے سپرد کردیا کہ خبردار اسمیں سے
گلاب ضیع ہونے پاوے پھر حضرت کی مہمانداری میں مشغول ہوئے الغرض جب حضرت
سید مجاہدین رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے اپنے شہر کو تشریف فرما ہوئے بعد گذرنے چند روز کے
شہر بانس بریلی میں اس زور شور کا ہیضہ شروع ہوا کہ خدا کی پناہ جسکو ہوا وہ ہوا
کوئی شاذ و نادر اپنی قسمت سے بچا ہوگا خود نواب صاحب ممدوح کے یہاں چار پانچ آدمیوں کو ہوا
مگر فوراً ہی گلاب تھوڑا تھوڑا پلادیا اللہ تعالے نے شفاء کلی عنایت کی اور باقی گلاب اسمیں سے
اور شہر کے بیماروں کو جس کو دیا فضل الٰہی سے وہ جیا مگر یہاں اس کا حال ہمکو لکھنکر
معلوم ہوا کہ بانس بریلی میں وبا ہیضہ کی آئی اور اس گلاب سے لوگوں نے شفاء
پائی جب حضرت سید المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ وہاں سے اپنے شہر کو تشریف لیگئے بعد دو
ڈھائی مہینے کے بانس بریلی کا قاصد لوگوں کے خطوط لیکر حضرت کی خدمت بابرکت میں

گیا ان خطوں میں نواب ممدوح کا بھی ایک خط تھا اسمیں وہ حال لکھا تھا پھر حضرت شیدہ الحائن
کئی روز کے بعد بانس بریلی سے اپنے وطن رائے بریلی کو روانہ ہوئے راہ میں کئی
جگہ کچھ کچھ حالات گزرے مگر وہ تمام و کمال یاد نہیں ہیں اس سبب سے انکا لکھنا
اس کتاب میں موقوف رکھا الغرض ماہ رمضان المبارک کی چاند رات کو حضرت
مع الخیر ساتھ تمام رفقاء کے جاتے جاتے اپنے شہر رائے بریلی میں داخل ہوئے فجر کو
سب نے روزہ رکھا بعد سات آٹھ روز کے حضرت نے مجمع عام میں فرمایا کہ یارو یہ ماہ
مبارک رمضان کا ہے خطاب الٰہی میں دعا اور مناجات کیا کرو اور ان اللہ تعالےٰ
اب کے اس مہینے کی ستائیسویں شب کو لیلۃ القدر ہوگی ایک بات ہم تم صاحبوں سے کہینگے وہ بات
بڑی فائدے کی ہے مگر وہ بات حضرت نے اسوقت نہ فرمائی اوسکے دوسرے روز بعد ادائے نماز فجر
کے مسجد کی چھت پر جا بیٹھے اور اپنے آدمی سے آٹھ شخصوں کو بلوایا ایک احقر بھی تھا
اور دوسرے مولوی یوسف صاحب اور تیسرے میاں عبداللہ آپکے خادم اور بچے
میاں عبدالحکیم صاحب اور پانچویں حاجی یوسف صاحب اور چھٹے حاجی احمد جنکو لوگ یوں ہی حاجی کہتے
تھے اور دو شخصوں کا نام یاد نہیں الغرض جب یہ سب حضرت کے پاس حاضر ہوئے تب فرمایا

کہ اللہ تعالےٰ نے مجھکو آگاہ کردیا ہے کہ اس مسجد میں ایک جگہہ اجابت دعا کی ہے
سو وہاں جو کوئی دعا کریگا انشا اللہ مقبول ہوگی مگر اسوقت اس جگہہ کا مفصل
نشان وپتہ نہ بتایا لیکن یہہ کہا کہ آج میں بعد فرض ظہر کے اس جگہہ دو رکعت سنت
پڑھونگا تم معلوم کرلینا کہ وہی جگہہ ہے مگر ہرکسی کو اطلاع نکرنا پھر بعد نماز ظہر کے آپنے دو
رکعت سنت اوسی جگہہ پڑھی ہم اٹھوں شخصوں نے جانا کہ یہی اجابت کی جگہہ ہے پھر جب مغرب کی
ستائیسویں رات آئی آپنے بعد فراغ نماز تراویح کے فرمایا کہ ما جو آج لیلۃ القدر ہے جسکو
سونا ہو ابھی سورہے بعد آدھی رات کے ہوشیار رہے سے بیدار رہے مگر مارے خوشی کے
اس رات میں کسی کو نیند نہیں آئی سب لوگ جگتے رہے قریب پہر یا سوا پہر کے اسوقت
رات باقی ہوگی کہ اکثر لوگوں کو ایک نور طلوع صبح صادق کا سا معلوم ہوا اور وہ نور دیر تک
رہا کسی نے ایک لحظہ دیکھا کسی نے دو لحظہ کسی نے پاؤ گھڑی کسی نے زیادہ لوگوں نے معلوم کیا
کہ نور لیلۃ القدر کا ہے سب ملکر دعا کرنے میں مشغول ہوئے اسمیں بعضے لوگ آپس
رونے لگے حضرت نے فرمایا کہ یہ وقت رونے کا نہیں دعا کا ہے دعا کرو پھر وہ نور کچھہ
دیر میں غایب ہوگیا یہہ حال اس رات کا تمام ہوا بعد انقضاء ماہ رمضان المبارک

کے ماہ شوال میں ایک روز حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ
دین محمد تو یہاں سے جا کر بلدہ لکھنؤ میں تقر محمد خاں رسالہ دار کے رسالہ میں چند مدت
نوکری کر لے میں نے عرض کی بہت خوب لیکن میں اکیلا تو نہ جاؤنگا کوئی اور بھی میرے
ساتھ کر دیجئے تو البتہ جاؤنگا حضرت نے محمد حسن کو جو اب یہاں رجسٹر میں رہتے ہیں
میرے ہمراہ کر دیا میں وہاں سے دو گھوڑیاں لیکر روانہ لکھنؤ ہوا اور تقر محمد خاں بہادر سے
ملاقات ہوئی خاں صاحب ممدوح بہت تعظیم و تواضع سے پیش آئے اور حضرت امیر المومنین
کا حال پوچھا میں نے بیان کیا کہ فضل الٰہی سے بخیر و عافیت ہیں اور میرے حاضرین حاضر
اپنی طویلے میں بندھوائے اور ان کا دانہ گھاس اپنی سرکار سے مقرر کیا اور مجھکو
اور محمد حسن کو اپنے مکان میں اتارا اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا ایک گھوڑا
دو روپے روز کا نوکر کروا دونگا اور گھوڑیاں ہماری سرکار میں نوکر ہیں میں نے
کہا کہ گھوڑیاں میں نوکری کیواسطے نہیں لایا ہوں پھر کئی روز کے بعد میرا چہرہ لکھوایا
مگر صاد نہ ہوا فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اب آج کل صاد بھی ہو جائیگا اور خانصاحب
بہادر کا یہ حال تھا کہ میری خاطرداری کھلانے پلانے سے کمال کرتے تھے جیسا کہ حق دوستی کا ہوتا ہے

مگر آپ ہر روز وقت صبح صادق سے نواب معتمد الدولہ کے دربار کو جاتے اور آدھی رات کو آتے
جسسے ملاقات کم ہوتی کوئی پندرہ بیس روز میں وہاں رہا لیکن ہنوز چہرہ کی زرد پر صلاحہ ہوا
ہر روز امروز فردا پر ٹالتے رہے میری طبیعت نہایت تنگ ہوئی ایک روز خانصاحب بہادر
تو موافق معمول اپنے کے دربار کو گئے تھے حافظ نجو خان صاحب بہادر کے اصطبل کی داروغہ
تھے اونسے کہا میں نے کہ میاں صاحب میں دلتنگ ہوتی ہے اور طبیعت گھبراتی ہے یہ دونوں
گھوڑیاں میں خانصاحب بہادر کو دئے جاتا ہوں اور اپنے دونوں گھوڑے قندہاریوں کی
چھاؤنی میں لے جاتا ہوں خانصاحب بہادر میرے بلانے کیواسطے کسی کو نہ بھیجیں
اب میں نہ آؤنگا مجھکو نوکری منظور نہیں میاں تک اگر خانصاحب بہادر آپ تشریف لائینگے
تو بھی نہ آؤنگا انہوں نے کہا کیوں خیر تو ہے آپ کیواسطے گھبراتے ہیں یہاں تو
لوگ مہینوں امیدوار رہتے ہیں آپ تو پندرہ ہی روز میں گھبرا گئے آپ کئے آج کل میں
نے شبہ فرد پر صاد ہوجائیگا میں نے کہا داروغہ صاحب اسکہنے میرا دل برداشتہ ہوا
میں نوکری سے باز آیا پھر میں اور محمد حسن دونوں گھوڑے لیکر قندہاریوں کی چھاؤنی
میں گئے وہاں سید احمد علی صاحب سید زین العابدین کے والد اور سید محمد صاحب

سید عبد الجلیل صاحب کے والد تھے اُنکے پاس اُترا اور پندرہ سولہ روز رہنے کا وہاں اتفاق
پڑا اس مدت میں سید محمد صاحب نے کئی بار مجھسے از روے طنز کے پوچھا کہ دن بھر تم کرتے
وظیفہ پڑھا کرتے ہو اور مراقبہ کیا کرتے ہو تمہارے پیر محمد سید احمد صاحب نے تمکو کیا
بتایا ہے بیان کرو میں سنکر خاموش رہا بزرگ سمجھکر کچھ جواب نہ دیا جب بار بار
لگاتار انہوں نے اسی بات کی تکرار کی تب ایک روز میں نے کہا کہ میرے پیر مرشد خدا کی راہ بتاتے
ہیں اور کیا بتاتے ہیں وہ یہ بات سنکر چپ ہو رہے پھر میں نے یہ نیت کرکے مراقبہ
کیا کہ الٰہی یہ سید مجھکو ہر روز چھیڑتے ہیں کچھ ایسا حال مجھپر ظاہر کردے کہ میں انسے
بیان کروں تاکہ پھر مجھکو نہ چھیڑیں پھر مجھکو مراقبہ میں معلوم ہوا کہ ایک بزرگ
نورانی شکل عمامہ سر پر باندھے میرے پاس آئے اور فرمایا کہ دین محمد تو غمگین
نہ ہو سید محمد صاحب سے کہدے کہ تم جو یہاں نوکری کی اُمیدواری میں اتنے اللہ تعالےٰ
سال بھر تک تو کچھ نہیں ہونیکا چاہو یہاں رہو چاہے اپنے گھر جاؤ لیکن سال
اتنی روپیہ روز کی آسامی ہوگی سو کی تب بھی نہ ہوگی اور اوہیں بزرگ نے میرا
منہ ڈاکٹر کے بلا دیا میں ہوش میں آگیا اور اللہ کہا ہوا تقدیر الٰہی سے سید محمد صاحب پھر

مجھے وہی سوال کیا کہ تمکو تمہارے پیر مرشد کیا بتایا کرتے ہیں کچھ ہم سے بھی بیان کرو
میں نے کہا سید صاحب بیان یہ ہے کہ آپ یہاں اتنے روز رہنے سے فائدہ لوگوں کی
کوشش و تلاش میں ہیں ایک برس تو کچھ نہیں ہونیکا بعد ایک برس کے اس شغل کا
آسان ہوگا تب بھی ہوگی نہ ہوگی بہتر یہ ہے کہ اب آپ اپنے مکان کو تشریف
لے جائیں آپ اس بات کو میری یاد رکھیں وہ سنکر ہنسے لگے اور کہا کہ راجہ کشن
وکیل کے پاس میری مقدمہ ہے سو انشاء اللہ تعالے عمدہ روپے کی آسامی پر دستخط ہونے
والا ہے میں نے کہا خیر یہ بھی دیکھ لینا اس اثنا میں سید احمد علی صاحب وہاں تشریف
لائے اور کہا سید محمد صاحب دین محمد سے کیا نے فائدہ بحث کرتے ہو یہ بات نہیں ہونے
اسمیں آپ ہی کا نقصان ہے یہ گفتگو موقوف کردو احمد پور ہمارے وہاں قصبہ رائے بریلی
میں حضرت سید المجاہدین رح نے حضرت مولانا عبدالحی صاحب سے کہا کہ مجھکو ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ دین محمد اور سید محمد صاحب کسی امر میں گفتگو ہوگئی ہے سو سید محمد صاحب نے
کچھ پوچھا نہ کیا اسمیں انہیں کا نقصان ہوگا مولانا صاحب موصوف نے پوچھا کہ کس امر میں
گفتگو ہوئی آپنے فرمایا دین محمد آویگا ابھی بیان کریگا پھر وہاں لکھنؤ میں میں نے

دونوں گھوڑے اپنے پیچھے ڈالے ایک ڈولی سوتر روے کا اور دوسرا ٹوٹو دو سو روپے کا اور ایک ٹٹو پچیس روپے کا مول لیا اور اسپر سوار ہو کر محمد حسن کو ساتھ لیا میں وہاں سے قصبہ رائے بریلی کو روانہ ہوا اور وہ دونوں گھوڑوں کی قیمت کے روپے جا کر حضرت کے آگے دھرے آپنے پوچھا یہ کیسے روپے ہیں میں نے کہا کہ میرے دونوں گھوڑوں کی قیمت کے روپے ہیں اور اول سے آخر تک جو کچھ لکھنؤ میں حال گذرا تھا سب بیان کیا میں نے اور جو کچھ مجھسے اور سید محمد صاحب سے گفتگو ہوی تھی اوس کا بھی حال بیان کیا حضرت نے مولانا عبدالحی صاحب مرحوم سے فرمایا کہ یہ وہی بات ہے جو ہم نے تم سے کئی دن پیشتر دین محمد کے آنے سے کہی تھی پھر میں اُسکے دوسرے دن وہیں سے سٹی ندی کے گھاٹ پر وضو کرنے لگا تھا جب وہاں سے اوٹھا مولانا عبدالحی صاحب میرے پاس آے اور مجھسے کہنے لگے کہ جو کچھ سید محمد صاحب نے لکھنؤ میں تم سے چھیڑ چھاڑ کیا تھا تمہارے آنے سے پہلے حضرت نے مجھسے فرمایا تھا کہ وہاں لکھنؤ میں دین محمد صاحب کے درمیان ایسی ایسی گفتگو ہوی ہے میں نے کہا کہ ہاں یہی ہے پھر ایک روز حضرت نے مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ سید محمد صاحب کو میری طرف سے ایک خط لکھکر بھیجو کہ خط کو دیکھتے ہی چند روز کیواسطے آپ وہانسے یہاں تشریف لائیں کچھ کام ضرور ہے پھر مولانا صاحب نے موافق فرمانے

حضرت کے خط بھیجا کئی روز میں سید محمد صاحب تشریف لائے اور حضرت سے ملے اسروز حضرت نے
سوا خیر و عافیت کے اور کچھ ذکر نہیں کیا دوسرے روز حضرت خود انکے پاس بنگلے میں جہاں وہ تھے
تشریف لیگئے دو یا تین آدمی حضرت کے ہمراہ تھے اور اسیقدر وہاں سید محمد صاحب کے پاس
تھے حضرت پہلے کچھ اور باتیں کیا کئے پھر کہا سید محمد صاحب آپنے لکھنؤ میں کچھ دین حق سے
کلام کیا تھا یہ لڑکا تھا آپکی خدمت میں اسنے بے ادبی ہوئی اسکو لازم تھا ایسا نے ادبانہ
کلام کرنا اور آپ کو بھی لائق نہ تھا لڑکوں کے منہ لگنا اور اسمیں آپ ہی کا ضرر ہوا خلاصہ
کلام کا یہ ہے کہ اللہ پاک نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ جو کوئی تیرے مخلص لوگوں سے ناحق اولجھے
گا اسکو ہرگز فلاح نہ ہوگی اور جو زبان سے نکل جائیگا اللہ تعالیٰ وہی سن لیگا اسمیں آپ
کچھ خلاف نہ جانیں انہوں نے کہا کہ آپکے مرید لوگ گویا فرشتے ہیں حضرت نے فرمایا ماشاء اللہ
فرشتے کاہے کو ہیں خدا کے خاکسار گنہگار بندے ہیں ان کا خدا سے اسی طرح معاملہ ہے
یہ بات میری طرف سے کچھ نہیں ہے اور آپ ایک سال ارادہ نوکری کا نہ کریں
کیونکہ جو کچھ دین محمد نے کہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہی ہوگا یعنی ایک سال تک نوکری
نہ ہوگی بعد سال کے جو ہوتا ہے وہ ہوگا پھر وہاں سے حضرت اپنی مسجد میں آئے آخر الامر

ایک سال کئی مہینہ کے بعد وہی اسی روپیہ کی آسامی ہوئی۔ ایک روز ایام برسگال میں صبح سے شام تک بلکہ پہر رات گئے تک پانی برستا رہا اور ان دنوں غلہ کی بھی گرانی تھی سات آٹھ سیر گیہوں وغیرہ بکتے تھے اور حضرت سید العابدین رحمتہ اللہ علیہ کے یہاں کچھ موجود نہ تھا کہ کھانا پکتا بعد نماز مغرب کے سید عبدالرحمن صاحب نے آکر حضرت سے اطلاعاً کہا کہ آج تو گھر میں حضرت شاہ علیم اللہ صاحب تشریف فرما ہوئے ہیں مراد انکی اس کلام سے یہ تھی کہ آج گھر میں فاقہ ہے اسواسطے کہ حضرت شاہ علیم اللہ صاحب کے وقت میں اکثر فاقہ ہوا کرتا تھا حضرت یہ بات سنکر خاموش بیٹھے رہے اسمیں کوئی پہر رات گئی عشاء کی نماز پڑھی مگر ہم لوگوں کو جو حضرت کے ہمراہ تھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے یقین کامل تھا کہ اللہ تعالیٰ کہیں نہ کہیں سے کچھ بھیجیگا مگر فاقہ نہ کروائیگا اور ہم لوگ باہر حضرت کے ساتھ چالیس پینتالیس آدمی تھے اور اندر حضرت کے اہل و عیال و رشتہ کے کوئی پچیس تیس تھے تو قریب ستر پچہتر آدمیوں کے کھانے والے تھے اس عرصہ میں کوئی ڈیڑھ پہر رات گئی اور پانی اسی زور شور سے برستا رہا اور حضرت کی عادت شریف تھی کہ ہمیشہ عشاء کی نماز پڑھکر گھڑی آدھ گھڑی کے بعد اپنے دولتخانہ

کو تشریف لیجایا کرتے تھے مگر اس شب کو نہ گئے مسجد کے در میں بیٹھے رہے اور باتیں
کیا کیے اس عرصہ میں ایک شخص احمد خان نام کوڑی جہاں آباد کا باشندہ
رائے برملی کے حقہ دار ہمراہ وارد ہوئے تھا حضرت کے پاس آیا اور چار روپے
نذر کیے اور کہا کہ مجھکو اسوقت خبر ہوئی کہ آج حضرت کے یہاں کھانے کا سامان
موجود نہیں ہے حضرت نے لینے سے ہر چند انکار کیا کہ سپاہی اہل وعیال والے ہو
یہ تمہارے ایک مہینہ کا خرچ ہے مگر خان موصوف نے نہ مانا آخر کار ناچار ہو کر
حضرت نے وہ روپئے لئے اور بہم کر دے اور فرمایا کہ اس وقت جاکر جیں لاؤ
اور لوگوں کو بلا کر کھلاؤ اکثر صاحبوں نے کہا اسوقت پانی برسنے میں تکلیف اٹھانی
کیا ضرور رات بہت گئی ہے صبح کو جو کچھ ہوگا ہو رہیگا آپ نے فرمایا یہ کوئی بات
نہیں ہم فقیر لوگ ہیں ہمارا امین کوئی وقت نہیں جسوقت اللہ تعالے نے ہم کو دیا
وہی ہمارا وقت ہے رات ہو خواہ دن پھر میں اور میاں عبداللہ دو آدمی شتھر
کو چلے راہ میں دو بالی کمر کمر جیاتی جیاتی اترنی پڑی آخر کار اپنے مولوی کو
جا کر پکارا اٹھے اٹھکر چراغ روشن کیا ہم نے چھپیری کھوپڑی تلوائی

اور ان دونوں آدمیوں کے سر پر دھر کر لائے اور ایک دیگ میں وہ سب کھچڑی پکوائی
اور اندر و باہر سب لوگوں کو حصے لگا کر تقسیم کرے حضرت نے فرمایا ہمارا حصہ
رہنے دو ہم بعد نماز اشراق کے کھاویں گے اسوقت پہر یا سوا پہر رات
باقی ہوگی کسی نے کہا کہ نماز تہجد پڑھی اور کسی نے نماز تہجد پڑھکر کھانا کھایا پھر
بعد نماز اشراق کے حضرت نے اپنا حصہ منگوا کر تناول فرمایا ۔ اس موسم پرتگال
میں جسکا اگلی حکایت میں بیان ہو چکا ایک روز کمال زور شور سے بارش برس رہا
تھا اور بادل بھی گرج رہا تھا بجلی بھی چمکتی تھی بعد نماز مغرب کے سید عبدالرحمن صاحب
نے آکر حضرت امیرالمومنین امام العابدین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت آج کھانے
کی کوئی صورت نظر نہیں آتی کیواسطے کہ گھر میں کچھ بھی نقد جنس موجود نہیں ہے
حضرت نے یہ بات سنکر فرمایا کہ اللہ کو یاد کرو اسکے یہاں سب کچھ موجود ہے
پھر کچھ دیر میں سب نے مکرر نماز عشا پڑھی بعد نماز کے اس رات کو بھی حضرت اپنے
دولتخانہ کو تشریف نہیں لیگئے مسجد ہی میں بستر بچھا دیئے گئے اور مشکی مسجد کی
چھت میں آکر لگی تھی اس عرصہ میں رات پہر سے زیادہ بھیگی کہ ایک شخص نے بندگی

پارسے آواز دی کہ محمد ہو آتا رہو ایک شخص عبدالرحیم نام کاندلہ کے رہنے والے تھے
انہوں نے کہا کہ اسوقت پانی برستا ہے تجکو کون آتارے اسی طرف کہیں سو رہو صبح
آوتارینگے حضرت نے پوچھا عبدالرحیم کس سے باتیں کرتے ہیں کسی نے کہا کہ کوئی آدمی ندی
پارسے پکارتا ہے کہ محمد آتار دو اس سے عبدالرحیم کہتے ہیں کہ اسوقت کون آتارے
وہیں کہیں سو رہو حضرت نے فرمایا کہ جلد اسوقت ڈونگا لگاؤ اور اسکو آتارو ہم یہاں
آپکے اس کا انتظار کرتے تھے وہ آدمی اللہ تعالےٰ نے بھیجا ہے یہ بات سنکر شیخ لطافت
اور ایک یا دو آدمی ڈونگا لیکر گئے اور اسکو آتار لائے وہ شخص مسجد میں حضرت کے
پاس آیا آپنے فرمایا اسکے بھیگے ہوئے کپڑے اوتار کر اور کپڑے دو کسی نے پائجامہ دیا
کسی نے لونگا کسی نے چادر اور ایک نے کمبل دیا بارضائی وہ اوڑھکر مسجد کے کونے میں
بیٹھا جب گھڑی آدہ گھڑی میں وہ گرم ہوا تب اسنے ایک پانسو روپیہ کی ہنڈوی
کا کاغذ حضرت کو دیا اور کہا کہ کڑی جہانآباد کے نواب نے آپکو یہ بھیجا ہے
آپنے وہ کاغذ لیکر رکھ لیا پھر تھوڑی دیر بعد اس سے پوچھا کہ تمہارے نواب صاحب نے کچھ اور
بھی کہا تھا اسنے کہا ہاں حضرت میں اسوقت مارے جاڑے کے بھوگیا تھا اور اپنے

کپڑے سے کھولکر پانچ روپے حضرت کو دئے اور کہا یہ بھی نواب صاحب نے آپکو دئے ہیں
حضرت نے فرمایا بس یہی بات تھی اور وہ روپے پھینکوا دئے کہ جلدی اسکی کھچڑی لاؤ
اور پکاکر سبکو کھلاؤ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے عرض کی کہ حضرت یہ کھچڑی
تو لاؤ منگے گے لیکن کیونکر پکاویں گے آپ سنکر یک لخت خاموش ہو رہے پھر فرمایا
مولانا صاحب مرحوم سے کہ آپ آدمی ندی کے پار جاویں اور باغ سے آم کا تنا کاٹ
لاویں اور وہی چیر کر جلایا جاوے انہوں نے کہا بغیر سوکھے کیوں کر چلیگی آپ نے
فرمایا گیلی لکڑیاں سوکھی لکڑیوں سے زیادہ جلینگی اور فرمایا جب تک کھچڑی لاویں تب
تک تم باغ سے لکڑیاں لاکر دیگ کے نیچے جلا دو آخر الامر ہم چار آدمی جاکر
کھچڑی لائے یہاں تک کہ نیچے آگ ہو رہی تھی کھچڑی دھو کر دیگ میں ڈالدی
اور آنچ کر نیلگے وہ تر لکڑیاں مانند خشک کے جلتی ہیں پھر جب کھچڑی دم ہو گئی
نکال کر سب کے حصے تقسیم کر دئے اور حضرت کا حصہ رکھدیا نماز تہجد کیوقت سب نے
کھانا کھایا پھر صبح کو حضرت نے اپنا حصہ طلب فرمایا ہم نے لاکر حاضر کیا آپ کھانے
لگے اور فرمانے لگے کہ آج سے ہماری طرف سے اجازت ہے کہ باغ سے لکڑیاں کاٹ

کر جلا یا کڑوے سر موں یا خشک اور وہاں ایک نیم کا درخت آپکے سامنے تھا اسکی طرف
اشارہ کرکے فرمایا اگر اس نیم کی پتیاں ہمارا کھانا پکانے کو جلاؤ گے کہ مانند لوگوں
لکڑیوں کے جلیں گی پھر ہم اسی روز سے لکڑیوں کے بدلے کم خریدتے تھے اسی باغ
سے آموں کے تنے کاٹ لاتے تھے اور چیکر اسیوقت جلاتے تھے اور اس حال کے دیکھنے والے
اب بھی یہاں ٹونک کے قافلہ میں لوگ موجود ہیں چنانچہ عبدالقیوم و محمد حسن سپر عبدالرحمن
صاحب وغیرہ ہیں جس کو کچھ شبہ ہو ان صاحبوں سے دریافت کرلے ۔
حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ ایک رات مسجد خارج حصن کی دیوار کے
در میں جو شمی ندی کے طرف ہے بیٹھے تھے اور کوئی چالیس پچاس آدمی ہم سب حاضر
تھے اتفاقاً کچھ جنات اور شیاطین کا ذکر ہونے لگا حضرت نے مولانا عبدالحق
صاحب مرحوم سے کہا کہ ہمارا بھی اکثر جنوں سے معاملہ رہتا ہے اور اس ٹیلے کے
گرد اور اس ندی کے پار بھی بہت جن اور شیاطین رہتے ہیں اور کیا آپنے کبھی
انکا تماشہ نہیں دیکھا مولانا صاحب مدوح نے کہا کہ حضرت میں نے تو کبھی
نہیں دیکھا حضرت خاموش ہو رہے اس عرصہ میں مولانا صاحب موصوف

اٹھنے لگے حضرت نے فرمایا ابھی آپ کچھ دیر اور بیٹھیں وہ بیٹھ گئے بعد ایک لحظہ کے سطح
ندی کے پار کیا دیکھتے ہیں کہ جابجا آگ کے شعلے اٹھنے لگے جیسے کوئی ایک دوسرے
پر پھینکتا ہے اور کسی جگہ انار سا چھوٹتا ہے اور اسکی روشنی میں ان لوگوں کے جسم
بھی معلوم ہوتے تھے اور ہم سب دیکھتے تھے اور یہ حال کم وبیش کوئی آدھ گھڑی رہا
پھر غائب ہوگیا تب حضرت نے مولانا صاحب ممدوح سے فرمایا کہ آپ نے جنوں کا
سیر وتماشہ دیکھا انہوں نے کہا کہ ہاں حضرت دیکھا پھر حضرت نے فرمایا کہ جب
میں آپ جب جنوں کی باتیں کرتے تھے اسوقت ایک شخص انمیں سے میرے پاس
موجود تھا اسنے کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم ابھی اپنے لوگوں کا سیر وتماشہ دکھادیں
میں نے اس سے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ سو اس سبب سے اسوقت یہ تماشا دیکھنے میں آیا جب
سال حضرت امام المجاہدین امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے اپنے وطن کو تشریف فرما ہوئے
آموں کی فصل تھی اور حضرت کے بزرگوں کے کئی باغ تھے انمیں سے موافق حصے کے چند درخت
حضرت کے بھی تھے بایں سال حضرت کے جدی بھائیوں نے آپسمیں مشورہ کرکے کہا کہ ہم لوگ
ان باغوں کے ہر سال آم کھایا کرتے ہیں اور آپ بہت برسوں کے بعد یہاں تشریف فرما ہوئے

ہیں رکب فصل کے آم ہم نے آپکو دئے جسکو چاہئے کہلائے سو ان باغوں میں آپنے
اپنے آدمی نگہبانی کے مقرر کر دئے چنانچہ ایک باغ مجھکو سپرد کیا وہ باغ ستی
ندی کے پار تھا میں نے اپنی طرف سے اوسکی حفاظت کو دو تین آدمی مقرر کر دئے
ایک روز وہاں کے چکلہ دار کا لشکر باغ سے کچھ دور اتر آیا میں نے کئی
سپاہی آکر آم توڑنے لگے ایک آدمی نے آکر مجھکو خبر دی اور وہیں ندی کے کنارے
محمد حسن نے جواب یہاں رمبٹ میں رہتے ہیں نر لوز بوئے تھے اور اسکا گرد
خار بندی کی تھی اسمیں سے ایک موٹی لکڑی لیکر میں وہاں گیا دیکھا تو ایک درخت
تیرہ سپاہی چڑھے آم توڑ رہے ہیں میں نے انکو دھمکایا انمیں سے ایک نیچے اترا
میں نے اسکو اس لکڑی سے خوب مارا اسمیں دوسرا اوترا اوسکو بھی مارا تیسرا اترا
اسکو بھی مارا اور آم چھین لئے وہ تینوں اپنے لشکر کو گئے میں مسجد میں آیا تھوڑی
دیر کے بعد وہاں لشکر میں کرنای بھی معلوم ہوا کہ انکا عوض لینے کیلئے آتے ہیں
مگر اس لشکر میں اکثر لوگ حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے اونہوں نے
وہیں اس قصہ کو رفع دفع کر دیا اللہ تعالے نے وہ بلا ٹالدی پھر آشہ و سرور کے

بعد وہاں کے عامل کے ایک تین کہار آنکر آم توڑنے لگے اونکو بھی منے جاکر خوب مارا یہاں
تک کہ ایک کہار وہاں سے چار پائی پر اوٹھایا گیا اور منے اُنسے آم بھی چھین لئے
اور ایک کہار کے گلے میں سونے کی کنٹھی تھی وہ منے لے لی اور ایک سونے کا توبیہ
پہنے تھا وہ بھی لیا اور کچھ کپڑے بھی اتار لئے انہوں نے اپنے عامل پاس جاکر
فریاد کی اسنے آنکے جمعدار کو سید عبد الباقی کے ساتھ کر کے حضرت کے پاس بھیجا کہ انسے قصور
ہوا ان کا اسباب اپنے آدمی سے دلوادیوں پھر انسے ایسا قصور نہ ہوگا حضرت نے
مجھ سے فرمایا کہ تم نے انکو کیوں مارا پیٹا اور اسباب چھین لیا میں نے جو کچھ حال تھا
بیان کیا آپنے کہا تم نے بہت حرکت بے جا کی انہوں نے دس بیس آم توڑے
تھے تو کونسا نقصان ہوا اب اُنکا اسباب انکے حوالہ کرو میں نے وہ سب انکا دیدیا
وہ جمعدار عامل کے پاس گیا پھر آیا دوسرے روز کے بعد ایک دن حضرت نے لوگوں سے فرمایا
کہ بھائیو آج ہم نماز ظہر کے بعد دعا کرینگے یہ سنکر خوش ہوئے کہ دیکھئے حضرت
کس امر میں دعا کرینگے پھر بعد ظہر کے تو نہیں مگر بعد عصر کے آپنے لوگوں سے فرمایا
کہ سب حاضر رہیں میں اسوقت پچھلی صف میں تھا اور مولانا عبد الحی صاحب

صف اول میں تھے انہنے فرمایا کہ دین محمد کے مزاج میں سبب غصہ ہے تمارے غصہ کے
جانے جا کو نہیں دیکھتا سوا اس کے لئے آج جناب باری میں دعا کرینگے کہ غصہ اسکا
دور ہو پھر پوچھا دین محمد بھی یہاں ہے میں نے کہا کہ حاضر ہوں پھر بلا کر مجھے صف
اول میں اپنے پاس بٹھایا اور فرمایا تیرے غصے دور ہونیکے لئے ہم دعا کرینگے
میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھکو منظور نہیں کہ میرا غصہ جاتا رہے میں بالکل ٹھیک ہوجاؤں
آپ اس امر میں دعا نہ کریں آپ چپ ہورہے پھر فرمایا کہ جو تم نے جا قصہ کیا
کرے ہو اسکے ادا ہونے کے واسطے دعا کرینگے میں نے کہا بہتر ہے پھر حضرت دعا میں
مشغول ہوئے اور سب لوگ آمین آمین کہنے لگے اور بہت دیر تک آپ نے
دعا کی مولانا صاحب سے فرمایا کہ دعا میری جناب باری میں مستجاب ہوئی مولانا
مدوح نے پوچھا کہ حضرت یہ کیونکر معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ اس کا حال اب تم دین
محمد سے پوچھو کہ تیرا کیا حال ہوا پھر حضرت نے آپ ہی مجھسے فرمایا کہ اپنا حال
اسوقت بیان کرو میں نے عرض کی کہ جب آپ دعا کرتے تھے مجھکو ایسا معلوم ہوتا
تھا جیسے کسی چیز سخت کو کوئی میرے جسم کے اندر سے اور باہر سے بزور کھینچتا ہے

اور مجکو کچھ نے چینی سی معلوم ہوتی ہے پھر بعد تھوڑی دیر کے طبیعت ہلکی ہوگئی اور
ایسا معلوم ہوا کہ میرے بدن میں باریک ململ کا کرتا ہے اور طبیعت میں ایک تسکین سی
ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ اگر تم پہلے انکار نہ کرتے اور خاموش بیٹھے رہتے تو پھر دیکھتے
اس دعا کے اثر سے تمہارا کچھ اور ہی حال ہوجاتا میں نے عرض کی کہ اب تو جو ہونا تھا
سو ہوگیا میری تقدیر میں یہی کچھ تھا اگر یہ حال مجھے اول سے معلوم ہوتا تو کیوں انکار
کرتا ایک بار سید محمد یعقوب صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ نے
حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ کی ضیافت کا ارادہ کیا اور مجھسے اسکا
مشورہ لیا کہ کسقدر گوشت اور چاول چاہیئے کہ لوگوں کو کفایت ہو میں نے کہا کہ
حضرت کے ہمراہ چالیس پینتالیس آدمی ہیں جیسا مناسب جانو ویسا کرو انہوں نے کہا کہ
پھر کچھ بتلاؤ میں نے کہا خیر ایک پانچ سیری گوشت اور چھ سیری چاول بہت
ہیں اسمیں جو کھانا باقی بچیگا وہ اندر کے لوگ کھا لیوینگے پھر یہ حال میں نے حضرت سے
عرض کیا آپنے فرمایا بہتر ہے بہتیں اسکا سامان تیار کرو پھر میں نے قصاب کے یہاں سے
گائے منگوائی اور اسکو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا پھر قصاب نے اسکو بنایا اسمیں سے

چار پنیری گوشت نے ہڈی کا اور چار پنیری ہڈی دار میں نے تول لیا اور باقی گوشت
محلہ کے لوگ دو دو تین تین پیسے کا جسکو چاہت ہوں لیگئے اور چار پنیری پلاؤ
منگوائے اور وہاں قصبات میں اکثر نائی شادی غمی میں کھانا پکاتا ہے سو اب
نائی کو بلوا کر میں پکوانے لگا اب بخنی تیار ہوا اس اثناء میں سید محمد یعقوب رحمۃ اللہ
تعالے کہ اس ایام میں بارہ تیرہ برس کی عمر تھی تشریف لائے اور گوشت دیکھکر
فرمانے لگے کہ گوشت تو بہت تھوڑا معلوم ہوتا ہے میں نے عرض کی کہ صاحبزادہ صاحب جسقدر
تلوا لیا ہے اوسیقدر موجود اسمیں سے کچھ نہیں گیا انہوں نے تبکرار کئی بار یہی فرمایا کہ گوشت
کم ہے یہ بات سنکر مجھکو یہ گمان ہوا کہ شاید ان کو اس بات کا گمان ہے کہ دس محمد نے
اسمیں سے کچھ لے لیا ہے میں نے بلاؤ دم کرا کر ایک کھٹ کے درخت کے تلے چادر بچھا کر
لیٹ گیا اور دیر تک رویا کیا اور خواب بازی میں میں نے دعا کی کہ خداوندا سید محمد یعقوب صاحب
نے مجھپر ناحق بدگمانی کی ہے یہ کیا حضرت کے لوگو تمکو کفایت نہ کرے سب کے
سب بھوکے اوٹھ کھڑے ہوں قدرت الٰہی سے یہی بات ہوئی میں تو اسی درخت
کے تلے لیٹا رہا اور لوگوں نے مہمانوں کو کھانا کھلانا شروع کیا وہ سب کھانا

چک گیا اور مہمان بھوکے رہے سب کو تعجب ہوا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے پھر گھر میں
جو کچھ بیس کلیر آدمیوں کا کھانا جو پکا تھا وہ بھی لاکر کھلایا لیکن بھی لوگ شکم سیر نہ ہوئے
اور کمدر طبع ہو کر وہاں سے اٹھے اور اسمیں سے ایک طباق کھانا حضرت کیواسطے
بھیجا گیا حضرت اسوقت سوتے تھے طباق مذکور چھاپر پلنگ کے تلے دھر دیا حضرت
اٹھے اپنی بی بی صاحبہ یعنی بی بی سارا کی والدہ سے پوچھا کہ سب مہمان کھانا
کھا چکے اونہوں نے کہا آج نہیں معلوم کیا سبب ہوا کہ باوجود افراط طعام کے
لوگ شکم سیر نہ ہوئے بلکہ جو کچھ کھانا گھر میں پکا تھا وہ بھی اُنکو کھلا دیا تو بھی لوگ
بھوکے رہے آپنے فرمایا اس کا کیا سبب کھانا وہاں سے کسی نے نکالا تھا اور لوگوں
کو کھلانے میں کون کون شخص تھے انہوں نے کہا یہ حال ہم کو نہیں معلوم تب حضرت نے
سید محمد اسمٰعیل کی والدہ صاحبہ مرحومہ اور مولوی محمد علی صاحب مرحوم کو بلا کر پوچھا
کہ آج یہ کیا معاملہ ہوا لوگوں کے کھلانے میں دین محمد بھی تھا انہوں نے
کہا کہ ہم نے تو اسے بڑی دیر سے نہیں دیکھا وہاں تو وہ نہ تھا حضرت نے فرمایا
بس یہی سبب ہے آج شاید کہ کسی نے اوسکو رنجیدہ کیا سب نے کہا حضرت اسکا

حال تو نہیں معلوم آپنے فرمایا کہ اسکو تلاش تو کراؤ وہ کہاں ہے اسوقت میں
اس درخت کے تلے سے آکر مسجد میں لیٹا تھا لوگوں نے حضرت کو خبر دی حضرت نے
اپنے حصہ سے ایک رکابی کھانا عبدالقیوم کے ہاتھ بھیجا وہ میرے پاس آئے اور کہا
کہ یہ کھانا تو تم کو حضرت نے بھیجا ہے میں نے کہا کہ یہ کھانا حضرت نے مجھکو نہیں بھیجا
تم لیجاؤ میں نہیں لونگا وہ لیکر چلے گئے پھر حضرت نے مولوی سید محمد علی صاحب کو بھیجا
وہ لیکر آئے اونسے بھی کئی بار میں نے انکار کیا انہوں نے کہا یہ کھانا حضرت نے اپنے حصہ
میں سے نکالکر بھیجا ہے پھر میں نے وہ کھانا لیا اور انہیں کے روبرو کچھ انمیں سے کھایا
اور باقی طاق میں رکھدیا پھر نماز ظہر کیوقت حضرت تشریف لائے مجھکو ملے
مگر اسوقت کچھ نہ فرمایا بعد نماز عصر کے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے
پوچھا کہ آج کھانا کھلانے میں کیا کیا انتظامی ہوئی تم نے سب مہمانوں کو نہیں دیکھ لیا
تھا اور دین محمد کو بھی نہیں تلاش کیا تھا انہوں نے کہا کہ ہاں انمیں تو مجھسے خطا ہوئی
پھر حضرت اسوقت اور کچھ نہ کہا پھر دوسرے دن بعد نماز صبح کے آپ جا کر مسجد کی
چھت پر بیٹھے وہاں مجھکو بلوایا اور پوچھا کل کے روز کیا معاملہ ہوا میں نے عرض کی کہ

کسی امر میں آپ پوچھتے ہیں آپنے فرمایا کہ یہی لوگوں کے کھانا کھلانے میں تب
میں نے تمام حال اپنی رکنیدگی کا اول سے آخر تک بیان کیا حضرت نے کہا کہ یہ بات
مجھکو اسوقت معلوم ہوگئی تھی جب میں نے سنا کہ لوگ سو کے رہے مگر خلاصہ
کلام کا یہ ہے کہ تم نے آج حرکت بہت ہی بے جا کی ہم نے جو کچھ آج تک تعلیم
کیا ہے اسواسطے نہیں کہ تم کسی کے حق میں دعا، بد کرو اور یہ ہتیار ہے
ہمراہ کس واسطے ہو میں نے عرض کی کہ اور سب لوگ اپنے ہمراہ کس واسطے ہیں آپنے فرمایا
خدا کیواسطے میں نے کہا میں بھی خدا کیواسطے ہوں پھر آپنے فرمایا آج ہمارے سامنے
توبہ کرو کہ پھر کبھی بار دگر ایسی حرکت نہ کروں گا میں نے موافق ارشاد حضرت کے
توبہ کی پھر آپنے فرمایا آج سے ایک نصیحت اور بھی یاد رکھو کہ جب کسی نے تمہارا
کبھی قصور کیا ہو للہ اسکو معاف کر دو اور یہ کبھی نہ کہنا کہ فلاں سے میں خدا
کے یہاں سمجھونگا یہ بات خوب نہیں ہے اور ہفتہ عشرہ میں کسی وقت یاد کر کے کہہ
لیا کرو کہ الٰہی جسنے کچھ میری خطا کی ہو میں نے معاف کیا اور تو بھی اسکو عفو فرما میں نے
یہ سب قبول کیا اس روز سے پھر میں نے کسی کے واسطے دعا، بد نہ کی مگر یہاں تو نک

میں کئی شخصوں کیواسطے نہایت ناچار ہوکر نئی بددعا کی اور انکو سزا بھی وارد واقعی ہوگئی

اللہ تعالےٰ اس خطا میرے کو معاف فرمائے ایک روز حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین

رحمتہ اللہ علیہ اپنی مسجد میں بعد نماز ظہر کے بیٹھے تھے اور اتفاق اور بھی بہت لوگ

حاضر تھے مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے مخاطب ہوکر فرمانے لگے کہ اللہ تعالےٰ شانہ

نے قبل میرے تولد ہونے کے چار شخص پیدا کئے ہیں بس اتنا کہہ کر خاموش ہو رہے مولوی صاحب

ممدوح نے پوچھا وہ چاروں شخص کیسے ہیں اور کہاں ہیں آپ نے فرمایا وہ چاروں شخص

صاحب خدمت ہیں انمیں کا ایک ملک دکھن میں ہے دوسرا ولایت میں اور تیسرا سبدان

میں اور چوتھا میرے ہمراہ رہیگا اور سبب کیہ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ

بیان فرمائے مگر سوائے اسوقت اوصاف مفصل اونکا بیان نکیا مگر مدت مدید

اور عرصہ بعید میں انکا حال اسطرح سے معلوم ہوا کہ بعد چند روز کے جب حضرت امیرالمومنین

امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ لکھنؤ میں تشریف لیگئے اور دریائے گومتی کے کنارے شاہ میر صاحب

کے ٹیلے پر قریب مسجد کے شیخ امام بخش سوداگر کے مکان میں اترے بعد تین چار دن کے

آپ شیخ ممدوح کے مکان سے شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد میں گئے جانب شمال صحن میں

مسجد کے کونے میں ایک حجرہ تھا اسکے دروازہ پر کھڑے ہوئے انھیں ایک مدت دراز سے ایک
درویش پیر مرد رہتے تھے اونہوں نے حجرے کے کواڑ کھولے حضرت اُنکے پاس تشریف
لیگئے اور دیر تک خدا جانے کیا کلام کرتے رہے جب حضرت وہانسے باہر نکلے
تب پھر انہوں نے کیواڑ بند کرلئے اور حضرت مسجد میں گئے وہاں کے رہنے والوں کو
بڑا تعجب ہوا آپسمیں گفتگو کرنیلگے کہ اس درویش پاک طینت کو اس حجرے میں
رہتے تیس چالیس برس ہوئے ہونگے مگر ہم نے کبھی نہ انکی صورت دیکھی اور نہ کسی سے
کلام کرتے دیکھا اور نہ کبھی کچھ کھاتے پیتے دیکھا اور نہ کبھی جائے ضرور پیشاب کو
نکلتے دیکھا آج حضرت کو انہوں نے اپنے حجرے میں بلایا اور کلام کیا یہ کیا سبب ہے پھر
حضرت ظہر سے عصر تک اور مسجد میں رہے نماز عصر پڑھکر نیچے سوصوفہ مکان میں
آئے بعد تناول طعام کے کئی شخصوں نے پوچھا کہ وہ درویش گوشہ نشین کس حجرے میں
آج آپ تشریف فرما ہوئے تھے کون ہیں حضرت نے فرمایا کہ جو ہم نے ایک روز مولوی محمد
یوسف صاحب سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھسے پہلے چار شخصوں صاحب خدمت کو پیدا کیا ہے
انمیں سے ایک یہ صاحب ہیں ہم کئی آدمیوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہم لوگ بھی

اسے علاقات کرتے اگر آپ فرمائیں تو ہم ملاقات کو جاویں آپنے فرمایا ابھی نہیں انشاء
اللہ تعالےٰ تم برسوں ملاقات کرنا دوسرے روز حضرت پھر انکی ملاقات کو گئے اور جحرے
کے دروازہ پہ جاکر کھڑے ہوئے اونہوں نے کواڑ کھولا حضرت کو اندر لیا اور اسی طرح
کواڑ بند کر دئے پھر کچھ دیر میں انہوں نے کیواڑ کھولے حضرت باہر آنیف لائے
اور وہ بزرگ اندر دروازہ کے کوئی لحظہ کھڑے رہے ہم کئی آدمیوں نے انکو دیکھا
کہ داڑھی سفید براق تھی کوئی گنتی کے بال سیاہ ہونگے اور بہت ہی نورانی چہرہ اور
سر پہ بال تھے الغرض پھر اسکی بعد ہم نے حضرت سے کہا کہ آج ہم انکی ملاقات کو
جاویں حضرت نے فرمایا کہ ہاں آج انسے ملاقات کرلو پھر ہم چھ سات آدمی جاکر
انکے دروازہ پر کھڑے ہوئے اونہوں نے کیواڑ کھولکر ہم کو اندر بلالیا ہم نے
اسلام علیکم کیا انہوں نے جواب دیا اور مصافحہ کرکے بٹھایا اور بہت اخلاق
سے پیش آئے اور فرمایا کہ تم ہمارے پیر بھائی ہو اور کہا ہم چار شخص ایک عہد
کے ہیں اور ہر ایک مدت مدید سے اپنے اپنے مقام پر قیام رکھتے ہیں اور
ہم یہاں حکم الٰہی سے اتنی مدت بیٹھے تھے اور حکم ہوا تھا کہ ایک سید صاحب یہاں

تشریف فرما ہوں گے اونکے دست مبارک پر بیعت کرنا انہیں سے تجھکو ہدایت ہوگی اور جو کچھ
وہ فرمائیں وہ عمل میں لانا اور جہاں یہ نہیں جانا سو اب ہمارا یہاں سے کوچ ہے ہم نے چاہا
کہ اس طرف کو انہوں نے کیا ابھی اس کا حال مفصل ہم کو نہیں معلوم جس طرف کو ارشاد ہوگا اس طرف
کو جاوینگے پھر ہم لوگ وہاں سے حضرت کے پاس لوٹ کر آئے اور ان کا بیان پورا ہوا پھر اسکے بعد جو ہم
گئے تو وہاں کوئی نہ تھا جبرہ خالی پایا وہ کس طرف کو چلے گئے تھے اور حال دوسرے
صاحب کا یوں معلوم ہوا کہ جب بعد مدت مدید اور عہد بعید کے حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمۃ اللہ علیہ جہاد کو روانہ ہوئے اور سیر و سفر کرتے ہوئے قندھار میں آ کر ٹھہرے ہوئے
اور وہاں سے انہوں نے ظہور اللہ ولایتی کو طرف شہر کابل کے بھیجا کہ صابر وہاں کے
سرداروں سے ملاقات کریں اور دریافت کریں کہ ان کا کیا طور ہے اور آپ حضرت نے
قندھار سے صابر غزنی میں مقام کیا پھر وہاں سے سات آدمی کابل کو روانہ ہوئے
ان میں ایک سادرخان اور دوسرے سید نوشاہ اور تیسرا میں تھا اور چار
آدمی اور ساتھ خدمتی ہم لوگوں کے تھے الغرض جب ہم ساتوں آدمی کابل روانہ ہوئے
اور جا کر قلعہ قاضی میں کہ وہاں سے کابل چار کوس ہے اترے پھر ہم نے آپس میں مشورہ کیا

کہ کوئی ہم میں سے کابل کو جائے اور اخوند صاحب کو خبر کرے یا بلا لاوے پھر صلاح
یہ ٹھہری کہ یہاں کے اکثر میوہ فروش میوہ لیکر کابل کو جایا کرتے ہیں انمیں کسی کو
چار آنے پیسے دیویں کہ وہ ہماری خبر اخوند صاحب پہونچا دیوے پھر ایک میوہ فروش
کو ہم نے بلا کر کہا اسنے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤگے ہم نے تمام حال
کہا کہ ہیکو غزنی سے ہمارے پیر و مرشد حضرت سید امیر المومنین امام المجاہدین
سید احمد صاحب نے بھیجا ہے اسنے کہا کہ میں بھی کچھ اس حال سے واقف ہوں مگر تم
لوگ وہاں ہرگز نہ جانا کسواسطے کہ تمہارے سید صاحب جنکے بھیجے ہوئے جو اخوند صاحب پہلے گئے
ہیں انکو وہاں کے سرداروں نے قید کیا ہے اگر تم جاؤگے تم بھی قید ہو جاؤگے
ہم نے پوچھا کہ اخوند صاحب کے قید ہو جانیکا کیا سبب انکو کیوں گرفتار کیا ہے
اسنے کہا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بعضے بعضے سرداروں کو اسبات کا گمان ہے کہ یہ
سید صاحب انصاریوں کے بھیجے ہوئے ہیں اور یہ ہمارے ملک کو چھوا دینگے یہ بات سنکر ہم نے
آپسمیں یہ صلاح کی کہ ایک شخص ہم ہی میں سے خدا پر توکل کرکے جاوے خواہ کوئی
قید کرے یا ہتھیار چھین لیوے کسواسطے کہ حضرت امیر المومنین ضرور ہی آوینگے

پھر مجھکو کسی بات کا اندیشہ ہے آخر الامر ایک آدمی ہم نے بھیجا وہ گیا وہاں اور اخوند ملا اللہ
صاحب ایک روز پیشتر اُسکے جا نسے چھوٹ گئے تھے اخوند صاحب سے ملاقات ہوئی پھر اخوند
صاحب وہاں رہے صبح ہم لوگونکو ساتھ لیکر وہانسے شہر کابل کو آئے وہاں ایک وزیر کا
باغ مشہور تھا اسمیں ہمکو اوتارا لوگوں نے سردار سلطان محمد خاں اور یار محمد خاں کو جو اُن
روزوں وہاں کے حاکم تھے ہماری خبر کی کہ کچھ لوگ سید صاحب وزیر باغ میں آج اترے
ہیں اُنہوں نے ایک خیمہ اور فرش وغیرہ بھیجا اور انہیں کے لوگوں نے خیمہ کھڑا کردیا اور فرش
بچھاکر ہم سے کہا سید صاحب اب ہمیں آرام کرو پھر تین گھڑی میں انہیں کے آدمی کھانا
لیکر آئے اور ہمکو کھلایا اور کہا ظہر کی نماز ظہر کے بعد سردار کے پاس لیجاوینگے تب
تک یہاں آرام کرو پھر وقت موعود پر تین آدمی سردار کے آئے دونوں صاحب
ایک کا نام گلزار خاں دوسرے کا نام نذر محمد خاں تھا اور ایک سردار کا عرض بیگی پھر
تین آدمی ہم میں سے اور چوتھے اخوند صاحب کو اپنے ساتھ لیکر سردار ممدوح کے
پاس گئے ہم نے سلام علیک کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور معانقہ و مصافحہ کے
ہم کو بٹھایا اور حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کا حال پوچھا ہم نے تمام کمال

بیان کیا اور کہا کہ بالفعل ہماری غرض یہ ہے کہ آپ وہیں ٹھہریں ہم کو جگہ دیجئے کہ جس
سبب سے ہر وقت آپ سے ہماری ملاقات ہوا کرے اور ہم اپنے باغ کا بیچ جہاں
ہمارا ڈیرہ تھا اسمیں اتارا اور ہم لوگ وہاں قلعہ قاضی سے آکر دو سیر باغ میں
دوشنبہ کے روز پہونچے تھے اور اسی حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ
پنجشنبہ کو قلعہ قاضی میں آکر تشریف فرما ہوئے اور انہیا ایک آدمی واسطے خبر کے ہمارے پاس بھیجا
کہ ان شاء اللہ تعالے کل نماز جمعہ ہم کابل میں آکر پڑھینگے اور وہاں شہر کابل میں ایک
پیر مرد بزرگ تھے وہ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ایک سید صاحب بڑے ولی کامل یہاں آوینگے
اور اسے ہزاروں خلائق کو فیض ہوگا اور دین محمدی اسسے تازہ ہوگا مگر ہفتے کو اس شہر میں
داخل ہونگے سردار سلطان محمد خان و یار محمد خان نے اس بزرگ کو بلا کر کہا کہ آپ
جو چند سال سے خبر دیتے تھے کہ یہاں ایک ایسے سید صاحب آوینگے مگر اس شہر میں
ہفتے کو داخل ہونگے سو سید صاحب کا آنا تو صحیح ہوا مگر ہفتے کے روز کا شہر میں
داخل ہونا غلط ہوا وہ تو کل جمعہ کو آوینگے اس بزرگ نے کہا کہ وہ تو ہفتے ہی کو آوینگے
سردار نے تبکرار کہا کہ تم غلط کہتے ہو وہ کل جمعہ کو آوینگے آخر الامر اس بزرگ نے گرم ہو کر کہا

کہ اگر یہہ سید یہاں جمعہ کو آوینگا تو یہہ وہ سید نہونگے جنکی میں خبر دیا کرتا تھا
وہ سید ہفتے ہی کو آوینگے پھر جمعے جمعہ کو دونوں سردار دس بارہ ہزار پیادہ و سوار
و رعایا نے شمار لیکر حضرت کے استقبال کو چلے جب آدھی دور پہونچے تو اس طرف
سے دو سوار گھوڑے دوڑائے ہوئے آتے تھے حاجی بہادر خان نے مجھسے پوچھا یہہ
دو سوار کیسے آتے ہیں میں نے کہا یہہ تو ہمارے حضرت کے سوار ہیں پھر انہوں نے اخوند
ظہور اللہ سے کہا کہ یہہ دو سوار جو آتے ہیں سردار کو اطلاع کرو کہ اگر اجازت
ہو تو ہم جاکر آنے حال دریافت کریں کہ کیوں آئے ہو انہوں نے سردار ممدوح سے
کہکر اجازت لی پھر میں آگے بڑھکر ان کے پاس گیا اور آنے کا سبب پوچھا انہوں
نے کہا کہ حضرت نے فرمایا ہے کہ لوگ ہمارے تھکے ماندے ہیں صلاح یہہ ہے کہ
آج نماز قلعہ قاضی میں پڑھیں خدا چاہیگا تو کل ہم آوینگے اور ہم نے سنا تھا
کہ سردار ہمارے استقبال کی تیاری کرتے ہیں سو یہہ تکلیف موقوف رہیں
ہم کل ہفتے کو آپکے پاس حاضر ہونگے یہہ حال ہم نے جاکر دونوں سرداروں سے کہا وہ سنکر
چپ ہو رہے اور ہم لشکر شہر کو روانہ ہوئے پھر جمعے کو ہفتے کے دن حضرت

امیر المومنین امام المبارین رحمتہ اللہ علیہ مع تمام رفقا کے اسی وزیر باغ میں داخل
ہوئے اور ہمارے خیمہ میں اترے اور باقی لوگ کوئی آٹھ تو سے ہونگے وہ بھی اسی
باغ میں جا بجا اپنے اپنے خیمے سے اترے سلطان محمد خان اور یار محمد خان نے ملاقات
ملاقات کے آنے کا ارادہ کیا اپنے اپنے آدمیوں سے جو ہم لوگوں کی خدمت کیواسطے حاضر
تھے کہلا بھیجا کہ آپ لوگ ابھی آنیکا ارادہ نہ کریں شام کو ہم آپ ہی تمہاری ملاقات کو وہیں
آوینگے پھر ان دونوں سرداروں نے کہلا بھیجا کہ اگر ایسی ہی مرضی مبارک ہے تو آج شام کو نہیں
کل صبح تشریف لاویں پھر مکتبتہ کی صبح کو حضرت امیر المومنین مولوی امام الدین صاحب اور
عبداللہ اور شیخ فرحان اور مجھکو ہمراہ لیکر دونوں سرداروں کی ملاقات کو گئے ہم چاروں آدمی
الگ بیٹھے آپ حضرت ان سرداروں کے پاس گئے اور کچھ باتیں آپس کرتے رہے مگر
ہمکو نہیں خبر کہ وہ کیا باتیں تھیں پھر ان سے رخصت ہوکر اپنے مقام کو تشریف لائے
اور ہم بھی آپکے ساتھ آئے پھر دوسرے دن وہ دونوں سردار حضرت کی ملاقات کو آئے اور
جگہ آپنے فرش بچھوا دیا وہیں انکو بٹھایا اور آپ بھی بیٹھے پھر حضرت سے وہ باتیں کرنیلگے
اس اثنا میں ان سرداروں نے یہ بھی کہا کہ حضرت ہمارے شہر میں ایک پرانے بزرگ ہیں

وہ بیت برسوں سے کہا کرتے تھے اور لوگ جانتے تھے یہ درویش ہیں خدا جانے کیا کہتے ہیں
جب آپ غزنی میں تشریف فرما ہوئے تب انہوں نے فرمایا میں جس سید کی آنیکی خبر دیتا
تھا وہ سید غزنی میں آئے ہیں اور کئی دن میں یہاں بھی تشریف فرما ہونگے مگر یہاں
کابل میں ہفتے کے دن آوینگے پھر جب آپ قلعہ قاضی میں آئے اور خبر پہنچی کہ ہم جمعہ
کابل میں پڑھینگے تب ہم نے انکو بلا کر کہا کہ شاہ صاحب یہ تو فرمانا آپ کا صحیح نہیں ہوا
کہ سید صاحب یہاں آوینگے مگر یہ بات کہ ہفتے کو یہاں تشریف لاوینگے یہ بات
غلط ہوئی انہوں نے فرمایا کہ میری بات ہرگز غلط نہیں ہوسکتی وہ ہفتے ہی کو یہاں آوینگے
جب ہم نے انکی بات پر انکار کیا اور یہ فرمانا تب خفا ہوکر انہوں نے فرمایا کہ اگر سید
جمعہ کو پڑھینگے تو وہ سید نہ ہونگے جنکی خبر میں نے دی ہے وہ ہفتے ہی کو آوینگے پھر جب
آپنے کہلا بھیجا کہ ہم جمعہ کی نماز قلعہ قاضی میں پڑھینگے اور ہفتے کو کابل آوینگے تب
ہم نے جانا کہ وہ درویش سچا تھے ہم ہی غلطی پر تھے اور سب کہنا اسکا سچا ہوگا
یہ تمام قصہ ان سرداروں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے روبرو بیان کیا
آپ سنکر خاموش ہو رہے پھر اور باتوں میں مشغول ہوئے کچھ دیر میں پھر وہ دونوں

مسردار رخصت ہوکر اپنے اپنے مکان کو تشریف گئے پھر ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل
مرحوم و مغفور نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ہم نے یہاں لوگوں سے سنا ہے کہ اس
شہر کابل میں ایک پیر مرد بزرگ ایسے ایسے کلام کرتے ہیں آپنے فرمایا کہ مولانا
صاحب کیا آپنے انکو نہیں دیکھا وہ تو ہمارے پاس روز آتے ہیں بلکہ آج ایک امر
میں ہم سے اور انسے بڑی گفتگو رہی وہ یہ امر تھا وہ کہتے تھے کہ آپکے زمانے سے
چار سو برس تک ترقی دین اسلام کی رہیگی اور کہتے تھے کہ آٹھ سو برس تک
ترقی رہیگی پھر منزل اور ضعف ہونا شروع ہوگا آخر میں ہم نے اپنے کشف باطنی
سے اونکی تسلی کردی تب وہ اپنی غلطی کے متوجہ ہوئے کہ آپ درست فرماتے ہیں
مولانا ممدوح مرحوم نے کہا کہ حضرت ہم نے تو آپکو آنے جاتے کرتے نہیں دیکھا یہ گفتگو
کسوقت ہوئی تھی حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ گفتگو زبانی نہ تھی وہ اور ہی
طور کی گفتگو تھی اسکو وہی سنتے اور سمجھتے تھے اور وہ بزرگ ایک اون چار شخصوں میں سے
ہیں جنکو ہم نے تکیہ پیر رائے بریلی میں مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا تھا کہ اللہ تعالےٰ چار
آدمی ایسے ایسے رتبے کے ہم سے پہلے پیدا کئے ہیں اور اب کس وقت انسے تمہاری بھی ملاقات

ہوگی اسی اثناء میں مولوی امام الدین صاحب مرحوم نے پوچھا کہ حضرت آخر لوگ
تو یوں کہتے ہیں کہ اب قیامت قریب ہے اور امام مہدی آخر الزماں پیدا ہونگے حضرت
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس آیۂ سورہ سبحٰن کے اندر امام مہدی علیہ السلام کا پیدا
ہونا تو مجھکو نہیں معلوم ہوتا آگے اس کا علم اللہ کو ہے پھر ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل
رحمۃ اللہ علیہ اس باغ سے جہاں ہم لوگ تھے تھوڑی دور نہر کے کنارے چلے جاتے تھے
ملاقات ہوئی اول انہیں نے سلام علیک کیا مولانا ممدوح نے جواب سلام دیا اور اسم شریف
پوچھا اونہوں نے کہا میں وہی شخص ہوں جو آپ سے حضرت امیر المومنین نے فرمایا تھا کہ کسی
وقت اُنسے ملاقات ہوجائیگی تب مولانا ممدوح نے مصافحہ اور معانقہ کیا اول پوچھا اونہوں نے
فرمایا ہم چار شخص اپنی اپنی جگہ حکم الٰہی سے معین ہیں اور حضرت امیر المومنین کے ہمراہ
اب مجھکو جہاں حکم کریں گے وہاں جاؤنگا مولانا صاحب نے پوچھا کہاں جاؤگے انہوں نے کہا
ابھی مجھکو یہ نہیں خبر جب میں حضرت کے دست مبارک پر بیعت کرلوں گا تب جو ارشاد
ہوگا بجا لاؤنگا اور تیرے صاحب کمال اسوقت معلوم ہوا جب حضرت امیر المومنین سید المجاہدین
نصرت قرین ہونگے اور لشکر ظفر پیکر کے ہمراہ بازار کی محافظت کیواسطے مجھکو اور اکبر خاں کو جو خود

یانشکار لوپر کے رہنے والے تھے تشریف لیا تھا ایک روز سید حمید الدین صاحب مرحوم و مغفور جو خواجہ امیر المومنین
کے فرزند ارجمند تھے واسطے سیر بازار مذکور کے گئے تھے وہاں سے پھر حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ
کے خیمہ میں آئے حضرت ممدوح پر فتوح نے پوچھا اسوقت کدھر سے آتے ہو اونہوں نے کہا
بازار سے آپنے پوچھا وہاں کیا شور و فساد تو نہیں ہے انہوں نے کہا سب طرح سے فضل الٰہی ہے
پھر حضرت سے پوچھا کہ اس آپکی فوج نصرت فوج کوئی بزرگ صاحب نسبت بھی ہے جیسا کہ اور فوجوں
اور لشکروں میں ہوا کرتے ہیں آپنے پوچھا اس سوال سے آپکا کیا مطلب انہوں نے کہا مطلب تو کچھ
نہیں میں یوں ہی پوچھا ہوں آپنے فرمایا کہ ہاں اس لشکر میں بھی ہیں تم انسے ملاقات کرو گے
اونہوں نے خوش ہوکر کہا کہ ہاں حضرت دل تو چاہتا ہے تب حضرت نے اون کا نام اور پتہ بتایا
کہ اس جماعت لشکر سے پہاڑ کیانب ایک کمل کی پال میں رہتے ہیں وہاں جاکر انسے ملاقات
کرو اسمیں اکبر خان ممدوح بھی وہیں موجود تھے حضرت نے انسے بھی فرمایا کہ انسے ملنے کا تمہارا بھی جی
چاہتا ہے وہ سنکر چپ رہے آپنے فرمایا ان کے ساتھ تم بھی جاؤ اسی طرح سے فرماکر مجھکو
بھی اجازت دی اور یہ فرمایا کہ اونکے پاس زیادہ جمعیت لیکر نہ جانا اور بہت کلام بھی انسے
نکرنا پھر ہم تینوں آدمی اونکے ملنے کو چلے جاتے جاتے آخر کو اونکی پال کے قریب پہونچے اس

پال کے دروازہ پر پردہ پڑا تھا اون بزرگ نے آپ ہی پردہ اُٹھا دیا ہم تینوں شخصوں نے
سلام علیک کیا اونہوں نے جواب وعلیکم السلام کا دیا اور ہم تینوں شخصوں کو پال کے
اندر بلا کر بٹھایا اور فرمایا کہ آج تم نے حضرت امیر المومنین کو تکلیف دی ہم خاموش
رہے پھر ہم نے پوچھا آپ یہاں کب سے رہتے ہیں اونہوں نے فرمایا کہ میں تو حضرت کے ہمراہ
رہتا ہوں جو حضرت امیر المومنین کا حکم ہوتا ہے بجا لاتا ہوں اور فرمایا ہم چار شخص
ہیں چار ہمراہ چاروں حضرت کے تابع یہ کہکر چپ ہو رہے پھر ہم تینوں آدمی اُنسے رخصت
ہو کر حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے آپنے پوچھا انسے ملاقات کر آئے کہو
کیا کیا باتیں ہوئیں ہم نے جو حال تھا سب عرض کیا آپنے فرمایا خوب کیا جو تم نے انسے بہت
کلام نہ کیا اور یہ بھی انہیں چار شخصوں میں سے ہیں جن کا ذکر ہم نے ایک روز وطن میں
مولوی محمد یوسف سے کیا تھا اور جو تم نے بزرگ کو میں نے تو نہیں دیکھا کیونکہ وہ صاحب دکھن میں
تھے اور میرا کبھی جانے کا وہاں اتفاق نہیں ہوا مگر ایک صاحب معتبر اور ثقہ سے معلوم ہوا کہ جب
لڑائی بالاکوٹ کا رفاہ جہاد کا تہ و بالا ہو گیا اور جمعیت لشکر مجاہدین کا پراگندہ ہو گئی
ہیں اون دنوں شاہجہاں آباد میں رہتا تھا سو ایک روز نواب غلام محی الدین خاں کنج پوری

کی اور الحمد اللہ شاہ باسن بریلی کے پیرزادے مولانا ممدوح کی ملاقات کو مدرسہ میں آئے تھے اور مولانا صاحب سے
حال حضرت امیر المومنین سید المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کا پوچھا کہ اسطرف کی کیا خبر ہے مولانا صاحب نے
فرمایا کہ وہاں کا حال کچھ مفصل ابتک ہمکو نہیں معلوم مگر لوگوں سے خبر مختلف سننے میں آئی
ہیں کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ اون دونوں صاحبوں نے از روئے افسوس کے کہا کہ جو مرضی خدا
کی ہے وہی بہتر ہے حضرت سید صاحب تو محض واسطے اللہ تعالے کے واسطے اپنا وطن چھوڑ کر وہاں
گئے تھے کچھ اسمیں غرض دنیا کی اصلا نہ تھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ کارخانہ یکبیک زیر و
زبر ہو جاوے اور گوہر مقصود ہاتھ نہ آوے ہمکو جناب ہی سے امید قوی ہے کہ یہ سلسلہ
جہاد کا بہت زوروں جاری رہیگا اور اسوقت مولانا صاحب شاگردوں کے سبق پڑھانے
میں مشغول تھے تو اب غلام محی الدین خانصاحب نے فرمایا کہ حضرت کچھ اسکا حال مجھکو بھی معلوم ہے
میں اسوقت آپکی خدمت شریف میں عرض کرتا مگر آپکو پڑھانے میں حرج واقع ہوگا مابعد تک میں
دین محمدی سے بیان کرتا ہوں پھر بعد وقوع درس کے آپ سے بھی عرض کروں گا سو وہ مجھسے یوں فرمانے
لگے کہ بہت برسوں کی بات ہے کہ ایک شخص ہمارے کنج پورہ کا دکھن حیدرآباد میں وہاں کے نواب کے
یہاں سواروں میں اکیسو پچاس روپیہ کا نوکر تھا سو وہ ہمارے چچا صاحب سے بیانکرتا تھا

اور ہم بھی سنتے تھے کہ وہاں حیدرآباد میں ایک بزرگ سرکاری فروشوں کا پیشہ کرتے تھے
اور اکثر اوقات ہر کسی سے حصہ خدا اور رسول ہی کا کیا کرتے تھے میں بھی اکثر انکی خدمت
بابرکت میں حاضر ہوتا تھا اور وہ صاحب مجھے بہت محبت رکھتے اور مجھ پر
شفقت فرماتے ایک روز میں نے اُنسے صاف صاف کہا کہ حضرت میرا دل چاہتا ہے کہ اب
یہاں سے نوکری چھوڑ کر اپنے وطن کو جاؤں انہوں نے فرمایا ابھی مت جاؤ اونکے
کہنے سے میں نے چند مدت توقف کیا پھر میں نے ایک روز پوچھا پھر اونہوں نے مجھے
نوکری چھوڑنے کی اجازت نہ دی چند روز پھر میں پھر گیا جب تیسری بار میں نے اجازت
چاہی تب وہ صاحب فرمانے لگے کہ بھائی صاحب اس نوکری اپنی کو غنیمت جانو ہماری
نصیحت مانو اگر چھوڑ دوگے پچھتاؤگے پھر سوا پشیمانی کے کچھ نہ پاؤگے میں نے کہا حضرت وہاں
بھی ہزاروں نوکر ہیں میں بھی کہیں نوکری کر لونگا اور وہاں نصاریٰ کی عملداری ہے
اب زور و ستم کیا ہے نہ حق کہیں نہ رب میں ہنسی جیسے کلکتہ عظیم آباد اونہوں نے
کہا تو میری بات کو یاد رکھیو اب کچھ مدت کے بعد عمل نصاریٰ کا تمام ہندوستان میں
ہوجائیگا زیادہ سے زیادہ چار روپیہ کی نوکر چیز ہوگی میں لوگ غنیمت جانینگے اور مفت

ہوگی میں نے پوچھا جیپرا سی کہتے ہوتے ہیں آپنے فرمایا جیسے ہمارے ملازمین سرکارے میں نے پوچھا تھا
یہ حال کیونکر معلوم ہوا کہ آگے چندہ تمہیں ایسا ایسا ہوگا انہوں نے کہا ہمکو خدا کیطرف سے
معلوم ہے اور ہم چار شخص صاحب خدمت چار مکانوں میں ہیں اور اللہ تعالے کی طرف سے ہمکو
حکم ہے کہ اپنے مکان پر بیٹھیے، ہو کچھ دنوں میں ایک سید محمد دین قصبہ رائے بریلی میں پیدا
ہوگا پھر بعد بیس برس کے واسطے تحصیل علوم کے شہر دہلی میں جاویگا پھر وہاں سے اپنے وطن کو تشریف
فرما ہوگا پھر دہلی سے جاکر دکھن میں کسی مسلمی کے یہاں چند سال نوکری کریگا پھر وہاں سے
دہلی کو جائیگا پھر وہاں سے اپنے وطن میں جاکر حرمین شریفین کو واسطے حج زیارت کے
جاویگا پھر وہاں سے آکر واسطے جہاد کفار ناہنجار کے کمر باندھیگا اور لاکھوں آدمی اسکے دست
مبارک پر بیعت کرینگے اور ہدایت پاوینگے اور ہندوستان میں دین اسلام کی ترقی ہوگی اور اللہ
تعالی انکے طفیل سے کفار کو بھی تباہ کریگا اور ہندمیں حکومت اہل اسلام کی ہوگی
اس زمان برلت تک میں پھر خاطر خواہ نوکری چاکری ہوگی لیکن استوقت نہ ہم ہونگے
نہ تم ہوگے اسلئے میں تمکو کہتا ہوں کہ نوکری نہ چھوڑو یہ بیان میں نے اپنے کانوں
اُسکی زبانی سنا تھا یہ حال سنکر میں نے نواب عمدۃ المحی الدین خانصاحب سے ان تینوں

بزرگوں کا بنایا کیا خبکو میں نے دیکھا تھا تب انکو حضرت امیرالمومنین کی طرف سے
اور زیادہ عقیدہ ہو گیا اس واسطے نواب صاحب ممدوح نے مولانا صاحب مرحوم سے
اپنا یہ قصہ نہیں بنایا مگر کئی دن کے بعد جمعہ کو پھر تشریف لائے اور میرے سامنے
مولانا مغفور سے یہ حال بنایا کیا اور مولانا سے پوچھا کہ حضرت آپکو بھی کچھ وہاں
معلوم ہے تب انہوں نے فرمایا کہ ہاں ایک بزرگ کا میں لکھنؤ میں شاہ میر کے
محلہ میں رہتے تھے ایک روز مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھے بنایا تھا وہ بھی بزرگ
اس قسم کی باتیں کرتے تھے جا پس شخص وہ بھی کہتے تھے کہ یہ احوال ان بزرگوں
بزرگوار صاحب حضرت امیرالمومنین امام الماہرین رحمتہ اللہ علیہ بعد مدت مدید اوراصر
بھید کے بلدہ شاہجہاں آباد سے اپنے وطن تشریف کو تشریف لیگئے اور اپنے عزیز اقارب کا
حال نہایت تنگ و پُرملال دیکھا میاں تک تنگدست و نادار تھے کہ وہاں پر چند درخت
گودر کے تھے اکثر گودر کی فصل میں اونہیں کو ابال کر کھاتے اور جو کوئی مہمان آتا اسکو
بھی وہی کھلاتے اور کسی روز تک بھی میسر نہ ہوتا جو ہمیں ملاتے اور سبب اس تنگ حالی
کا یہ تھا کہ آگے حضرت شاہ علیم اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے خود تک امداد و بزرگواری سے

دعا کی تھی کہ الٰہی میری اولاد پسر روزی کی بہت فراوانی نکرنا کہیں غافل بھی ہو سو وہ دعا
خطاب باری میں قبول ہوگئی حضرت امیر المومنین کو انکی فاقہ شکستہ بار پیر راضی آیا اور ہایا
کہ ہمارے حضرت شاہ علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے متوکل اور تارک الدنیا تھے اور اسوقت کے
انکے اہل و عیال بھی ویسے ہی صابر و قانع تھے انکو فقر و فاقہ میں مزہ کھانے پینے سے
زیادہ معلوم ہوتا تھا یاد الٰہی میں مشغول و مصروف رہتے تھے اور اب فی زمانہ ہم لوگوں میں اس
بات کا اثر بھی نہیں پایا تھا محض دنیا دار ہوگئے اکثروں کو حلال و حرام میں تمیز نہیں
توکل و پرہیزگاری کا کیا ذکر وہ دعاؤں کے حق میں بلاء عظیم ہوگئی اور مقبرہ حضرت شاہ
علیم اللہ صاحب کا وہیں ٹکیہ کی مسجد کے قریب ہے سو ایک روز حضرت امیر المومنین
رحمۃ اللہ علیہ انکے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے اور وہاں دیر تک مراقب رہے پھر وہاں سے
اپنی مسجد میں آئے اسی طور آپ وہاں تین روز تشریف لیگئے اور مراقب ہو ٹکیہ
دو ایک روز آدمی بھی آپکے ساتھ وہاں جا کر مراقبہ کرتے تھے پھر ایک روز نماز
مغرب کے حاضرین لوگوں سے فرمایا ابھی کوئی کہیں نہ جائے ہم ایک خوشخبری سنائینگے سب لوگ
بیٹھ گئے آپنے فرمایا کہ وہ خوشخبری یہ ہے کہ میں تین روز حضرت شاہ علیم اللہ

رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فیض آثار پر گیا اور مراقبہ کیا اور تینوں روز آپکی روح پر
فتوح سے ملاقات ہوئی اور میں نے عرض کی کہ حضرت تم نے اپنی اولاد کیواسطے
یہ کیا دعا کی آپکی زبان مبارک سے نکلا میں آپکی اولاد امجاد اتنی چاہتے تھے
کہ فقر و فاقہ کو اپنا فخر جانتے تھے اور اب ہم لوگ اس وقت ویسے کہاں ہیں
اب آپکو مناسب ہے کہ اونکے حق میں واسطے فراغت روزی کے دعا کریں آپنے
فرمایا کہ جو کچھ ہونا تھا تقدیر الٰہی سے ہو گیا اور اب اس دعا کے خلاف دعا کرتے مجھے
شرم آتی ہے کہ پہلے میں نے اسطرح دعا کی تھی اور اب اسطرح کروں میں نے عرض
کی کہ حضرت اب تو آپ کو دعا کرنی ہوگی جس طور سے ہو سکے سو آپنے فرمایا
کہ اچھا مگر تم دعا کرو میں بھی تمہارا شریک ہو کر دعا کرونگا میں نے عرض کی کہ حضرت آپکے سامنے
مجھکو کیا رتبہ ہے کہ میں دعا کروں آپنے کسی طرح نہ مانا مجبوراً ہی کو آگے کیا سو میں نے
جناب الٰہی میں بالجاح فراری دعا کی اوس قاضی الحاجات مجیب الدعوات نے قبول فرمائی
کہ ہم نے وہ کلفت اور تنگی جو انکی دعا سبب سے تھے دور کیے سو بھائیو اس بات کو یاد رکھنا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ آج سے ہمارے مانگنے کی کلفت جاتی رہی اور روز بروز ترقی روزی

کی ہوگی صورتیں ہی تب سے آج تک سب کے سب خونش وحرص کھاتے پیتے زردار متمول ہیں اور پھر
چند دن میں وہ سب فرحت گور کے جس کا ذکر ہوا ہے خشک ہو گئے گئے اب شاید
کوئی ایک دو فرحت ہو یا نہ ہو واللہ اعلم کہ جب سال حضرت امیر المومنین امام المجاہدین
رحمۃ اللہ علیہ بلدہ شاہجہاں آباد سے اپنے وطن رائے بریلی کو تشریف فرما ہوئے اور وہاں
چند ماہ مع الخیر رہے اس عرصہ میں غلہ کی گرانی ہوئی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے
پاس اون روزوں چنداں خرچ کی فراوانی نہ تھی کہ باوفاقت صرف کرتے آپ کے لوگوں
کو تکلیف ہونے لگی یہاں تک کہ فی نفر جنس طعام پاؤ بھر یا ڈیڑھ پاؤ ملتی تھی مگر
اس مقدار طعام میں ایسی برکت تھی کہ کوئی آدمی بھوکہہ کا گلہ نکرتا ایک روز حضرت
نے مجھ سے اور میاں عبداللہ سے جو آپ کے خادم تھے پوچھا کہ ان دونوں ہمارے لوگوں کا کیا حال
ہے ہم نے عرض کی آپ کس امر میں پوچھتے ہیں فرمایا یہی کہانے پینے کے متعلق میں
ہم نے کہا ایک وقت تو سب لوگ کھا کر آسودہ ہو جاتے ہیں مگر دوسرے وقت شاید
بعضوں کا پیٹ نہ بھرتا ہو یہ حال معلوم ہوتا ہے آپ سنکر خاموش ہو رہے پھر دوسرے
روز کے یہی پوچھا کہ اب کیا حال ہے ہم نے عرض کی کہ اب تو خدا کے فضل سے

کچھہ تکلیف نہیں معلوم ہوتی دونوں وقت لوگ اچھی طرح آسودہ ہوجاتے ہیں بلکہ بعضے بعضے
اپنے حصے سے جو کھانا بچ رہتا ہے واسطے ناشتہ کے اٹھا رکھتے ہیں پھر اپنے گھر جاتے ہیں پھر کئی
دن کے بعد کہ اسوقت وہاں بہت سے آدمی حاضر تھے کہ بھائیو جو تم یہ کھانے پینے کی ان
دنوں تکلیف گزرتی ہے میں خوب جانتا ہوں سو جناب الہٰی سے مجھکو الہام ہوا ہے کہ
کہ اپنے لوگوں کے کھانے کپڑے کیواسطے جو تو دعا کریگا ہم قبول کرینگے سو تم سب صاحبو آپسمیں مشورہ
کرکے مجھسے کہو تو پھر میں دعا کروں جو کھانا و کپڑا تم چاہو اچھے سے اچھا تمکو اللہ تعالےٰ اپنے کرم و
فضل سے بافراغت عنایت کریگا اسمیں اتنی بات ہوگی کہ تمہارے پاس کھانے کپڑے کی فراوانی
دیکھکر اکثر لوگ بھی آکر تمہاری جماعت میں شریک ہوینگے پھر ان میں سے کوئی کسی کا جوتہ
چرا لیگا کوئی کسی کا پائجامہ کوئی کسی کا کرتہ وغیرہ اور ظاہر میں وے لوگ صالح و پرہیزگار
معلوم ہونگے اور تمہاری خدمت بھی کرینگے پاؤں دابینگے ہاتھ دابینگے سو اس بات کا
جواب ہمکو دو تین روز میں آپسمیں صلاح کرکے دو کہ اسی وقت جواب اوسکا فوراً
میں اسمیں ہلوگ آپسمیں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کھانے پینے کا شکوہ کرنے کیا
کرنے اقبال نکیا اور کہا کہ ہم واقف ہیں یہ آپکی گفتگو سنکر حضرت علیہ الرحمۃ نے

فرمایا کہ بھائیو تم کوئی اس بات کا التزام کسی کو نہ دو مجھسے کسی نے اسکا گلہ شکوہ نہیں کیا
میں نے آپ دو ایک صاحبوں سے پوچھا تھا سو معلوم ہوا پھر دوسرے روز نماز فجر کے سب لوگوں نے
مشورہ کرکے عرض کی کہ حضرت آپ ہمارے واسطے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالے ہمکو اس کھانے
پینے میں برکت کرے اور ہم کو صبر و تسکین عطا فرماوے ہم سب اسمیں راضی ہیں اور دوسرے
یہ کہ اللہ تعالے ہمکو اپنی رضامندی کی راہ میں ثابت قدم رکھے بس یہی ہمکو کافی ہے
یہ جواب سنکر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا یہی بہتر ہے۔
جب حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ دہلی سے اپنے وطن تشریف کو
تشریف لیگئے اس نواح کے اکثر معزز و معزز آپکے دست مبارک پر بیعت کی اور
یکے مسلمان دیندار متبع سنت ہوگئے وہاں سے قریب لوہانی نور نام ایک موضع ہے وہاں کے
لوگوں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ ہمارے گاؤں کے نمازی لوگ
یہاں آپکی مسجد میں ہر وقت حاضر نہیں ہو سکتے اور نہ اتنی وسعت ہے کہ مسجد بنادیں
اگر وہاں رعیتی کوشش سے ایک مختصر مسجد بن جاتی تو ہمکو آرام ہوتا آپنے فرمایا
بہت خوب ہم خواہ نیگے وہاں ایک قدیم مسجد تھی اسکو لوگ بلند خاں کی مسجد کہتے تھے

مگروہ بالکل مسمار ہوگئی تھی فقط نشان باقی تھا اور کچھ نہیں سوا وسکو از سر نو بنانے کا
حضرت نے ارادہ کیا لوگ چھ سات ہزار اسینٹ وہاں کے پیٹھانوں نے دینا کہا اور باقی
حضرت نے مول لیں اور چونا اسکے واسطے ہم لوگوں نے پکایا اور ہمارے ساتھ حضرت بھی
ہر کام و کاروبار میں شریک تھے پھر کاریگروں کو لگا کر اور ان کے ساتھ شریک ہو کر حضرت نے ایک
دو مہینے کے عرصہ میں بنا کر تیار کر دی اور اسکے ساتھ ایک دوسری مسجد قصبہ رائے بریلی
میں شیخوں کے محلہ میں جب وہ دونوں مسجدیں بن کر تیار ہوئیں تب آپ نے دونوں مسجدوں
میں دو دو رکعت نماز نفل ادا کی اور آپکے ساتھ اور ہم لوگوں نے نفلیں پڑھیں
اور حضرت نے ان دونوں مسجدوں میں دو امام بھی مقرر کر دئے پھر کئی روز کے بعد حضرت نے ہم
لوگوں سے فرمایا کہ بھائیو آج میں تمکو ایک خوشی کی خبر سناتا ہوں وہ یہہ ہے کہ آج
مجھکو جناب الہٰی سے یوں الہام ہوا ہے کہ تو نے یہہ دو مسجدیں بنوائیں ہم بہت
راضی ہوئے ان کے بنانے اور کاروبار کرنے میں جو لوگ مسلمان شریک تھے انکی
محنت و مشقت پسند آئی ہم نے ان سبکو بخشدیا ایک شخص عنایت اللہ نام
موضع مہدپایو کا باشندہ حضرت امیر المومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ

کا مرید تھا اور میرے ساتھ ہر کاروبار میں شریک رہتا تھا الجھ چند روز کے لاغر ہونے
لگا یہاں تک کہ بلکل حقیر ہو گیا اور جو میں اس سے پوچھتا تو شرم کے مارے مجھے
اپنا حال نہ بتاتا ایک روز میں نے کہا کہ بھائی عنایت اللہ تم اپنی بیماری کا حال مجھے بتاؤ
ورنہ آج سے میرے پاس نہ آؤ تب اس نے کہا کہ دو مہینے سے ایک ران میری
نہ معلوم کس سبب سے سن ہو گئی ہے بس یہی بیماری ہے اور کچھ نہیں میں نے کہا اپنی
ران میں چٹکی تو لو دیکھو تو کچھ درد ہوتا ہے یا نہیں اس نے چٹکی لیکر کہا کہ مجھکو کچھ
نہیں معلوم ہوتا میں نے کہا یہ تو سن بھری ہے اور اس کا حال میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا آپنے فرمایا کچھ روا کرو وہ تو ٹھیک ہمارے تیرے کام کا ہے پھر میں نے دوا
جو کسی نے بتائی وہ کی مگر کچھ فائدہ اور افاقت نہ ہوا پھر اسکے ورثے میں نے مولوی
محمد یوسف صاحب مرحوم سے کہا کہ آپ حضرت سے کہیں کہ وہ دعا کریں اسی سے امید ہے کہ شفا
ہو اور دوا تو میں نے بہت کی اور کچھ نہ ہوا اور اب دوا کرنا بھی نہیں مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ
عنایت اللہ کو کس وقت جب میں پھر جاؤں حضرت کے پاس لاہور میں عرض کرونگا پھر ویسا
وقت میں عنایت اللہ کو لیکر حضرت کے سامنے گیا آپنے پوچھا اسوقت کیونکر آنا ہوا مولوی صاحب

مدوح نے کہا کہ آپ نے جو عنایت اللہ سے دوا کو فرمایا تھا سو کہتا ہے کہ دوا تو میں نے بہت
کی اور کچھ فائدہ نہ ہوا اب یہ چاہتا ہے کہ آپ دعا کریں آپ نے فرمایا کہ یہ بات تو
عنایت اللہ کو خوب ہی سوجھی اب ہم کس وقت ضرور دعا کرینگے پھر عنایت اللہ
کو لیکر چلا آیا پھر یہ نہیں معلوم کہ حضرت نے کس وقت دعا کی مگر یہاں عنایت اللہ
کی ران رفتہ رفتہ ایک دو ہفتے کے اندر اچھی ہوگئی پھر حضرت کے پاس گئے اور
چنگے ہونیکا حال کہا آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز میں نے جناب الٰہی میں بہت دیر تک دعا کی
اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے چنگا کر دیا ۔

قصبہ رائے بریلی میں جو سید علم الہدیٰ صاحب جناب امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے بھائیوں
میں سے ہیں انکی بیٹی پر جو سید عبد الجلیل صاحب کی منکوحہ ہیں بہت روز کسی جن کا اثر تھا
اور انکو بہت تکلیف دیا کرتا تھا بہت سا جھاڑ پھونک کیا مگر کچھ مفید نہ ہوا یہ حال کسی
نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا آپ نے فرمایا کہ اب کے جب وہ جن ان پر آئے
تب مجھکو خبر کرنا پھر ایک روز وہ جن اوسپر آیا عورتوں نے حضرت کو اطلاع کی
آپ وہاں تشریف لیگئے اور دروازہ میں چادر کا پردہ بندھوا دیا پھر آپ نزدیک گئے

پردہ کے پاس اس جن نے پہلے آپ ہی حضرت کو سلام کیا آپنے جواب دیا پھر اُس نے کہا کہ حضرت
آپنے اسوقت مجھ کو تکلیف کیوں کی کسی سے کہلا بھیجا ہوتا میں چلا جاتا اور میں تو آپکے
دست مبارک پر بیعت کی ہے اور میں فلاں جن کا بیٹا ہوں اور میرا فلاں نام ہے حضرت
نے پوچھا تم ان پر کیوں آتے ہو اور ناحق کسی کو ستاتے ہو انہوں نے تمہارا کیا قصور کیا اُسنے
کہا کہ ایک روز انہوں نے ایک جگہ پیشاب کیا اور میں وہاں پر تھا اسکی چھینٹیں میرے اوپر پڑیں
مجھکو برا معلوم ہوا تب سے میں ان پر آتا ہوں حضرت نے پوچھا اسوقت تم کس حال میں تھے
کس جانور کی صورت میں یا کس آدمی کی اُسنے کہا کہ اسوقت تو کسی کی صورت میں نہ تھا آپنے
فرمایا پھر کیونکر تم پر پیشاب کی چھینٹیں پڑیں اسمیں تمہاری ہی خطا ہے اور تم لائق تعزیر کے
ہو اگر تم کسی جانور کی صورت میں ہوتے تو بھی ہم آدمیوں کو کیا خبر کہ یہ جانور ہے یا کوئی جن
ہاں اگر تم اسوقت کسی آدمی کی شکل میں ہوتے تو البتہ ایک الزام کی جگہ تھی مگر پھر بھی
معاف کر دینا لائق تھا اور کہتے ہو کہ میں تمہارا مرید ہوں یہ تم کیا تمکو سکھایا کہ
کسی مسلمان کو ناحق ایذا دو تم بہت برے ہو وہ لاجواب ہو کر کہنے لگا حضرت
مجھسے خطا ہوئی اب میں جاتا ہوں آپنے فرمایا بغیر توبہ کرائے ہم تمکو ہرگز نہ جانے دینگے

کہ پھر کسی مسلمان مرد یا عورت کو کبھی ایذا نہ دونگا پھر اُسنے توبہ کی اور چوتھی بار
حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اُس سے کرایا سب قبول کیا اور کہا حضرت میں جاتا ہوں السلام
علیکم پھر وہ سوہنس میں آگئیں — اس دن سے وہ جن پھر کبھی اونکے اوپر نہ آیا
چار دن کا موسم تھا ایک روز حاجی عبدالرحیم مرحوم مغفور حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین
رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں آئے اور واسطے جبر اول کے عرض کیا حضرت ممدوح نے فتوح
نے فرمایا کہ دو چار دن میں اسکی کچھ تدبیر خدا چاہے گا تو ہو جاویگی پھر کئی دن کے بعد
حاجی صاحب نے وہی سوال کیا آپنے مجھکو فرمایا کہ ہمارے یہاں فلانی جگہ دو لبادے
گٹھڑی میں بندھے رکھے ہیں اونکو لے آؤ میں نے لاکر حاضر کئے آپنے انمیں سے ایک
لبادہ حاجی صاحبکو اور دوسرا مجھکو عنایت کیا حاجی صاحب نے کہا حضرت اس لبادے کے
اوڑھنے سے تو میرا جاڑا دفع نہ ہوگا اسمیں کل دھائی یا تین پاؤ روئی ہے اور میں چار پانچ
رزائی کا لحاف اوڑھتا ہوں تب سردی دور ہوتی ہے حضرت نے فرمایا آپ تو اسمیں
گزر کرو انشاء اللہ تعالی آپکا جاڑا اسمیں جاویگا اور اگر نہ جاویگا تو ہم اور کچھ
بنوا دینگے پھر حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت یہ لبادہ بہت ہلکا ہے آپنے فرمایا کہ اگر اس

سے آپ کا جاڑہ نہ جاوے تو پھر ہم سے کہنا اب تو اس کو اوڑھو اور اسی طور محبلو فرمایا اور
جاڑے کا اون دنوں یہ حال تھا کہ بعضے روز فجر کو ہم لوگ گرم پانی سے وضو کرتے اور ہوا
لگتی تو دارھی جم جاتی اور بستر کرتے تو زمین پر جم جاتا الغرض وہ دونوں شخص لائے
میرا تو یہ حال تھا کہ مارے گرمی کے منہ اندر کسی کے نہیں پڑتی تھی اور یہاں بعضے وقت
عرق آجاتا تھا اور حاجیصاحب کا یہی حال تھا کئی دن کے بعد حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے حاجیصاحب سے
پوچھا کہ تم نے ہم سے پھر جاڑے کا شکوہ نہ کیا انہوں نے کہا حضرت شکوہ کس بات کا کروں
یہ حال ہے کہ رات کو مارے گرمی کے منہ ڈھک کر سویا نہیں جاتا حضرت نے سنکر تبسم کیا اور کہا
کہ ہم لوگ غریب ہیں ہمارے پاس کمبل اونی لحاف کہاں ہمارے جاڑے اللہ تعالیٰ اپنے
کرم و فضل سے ایسی ہی جڑوں میں دفع کرتا ہے۔ جاڑے کے موسم میں ایک روز حضرت
امیرالمومنین امام المجاہدین رحمتہ اللہ علیہ نے مجھسے فرمایا کہ ہمارے آدمی اس روزوں کتنے ہوں گے میں نے
عرض کی چالیس آدمی آپنے فرمایا اونکے واسطے جڑوں کی کچھ تدبیر کیا چاہیے میں نے کہا جو ارشاد ہو
وہ کیا جائے فرمایا ہم سے کہدینا پھر دوسرے روز بعد نماز صبح کے آپ مسجد کی چھت پر چلے گئے
اور مسجد کے زینہ پر عبدالرحیم کا نواسہ کو بھایا پھر عبدالرحیم سے فرمایا کہ سید محمد علی صاحب کو

اور حاجی عبدالرحیم اور رحمت محمد کو بلا لو انہوں نے آواز دی تینوں شخص حضرت کے پاس جا کر حاضر ہوئے
آپنے فرمایا کہ چالیس کنبور کے غلاف ایک ایک روپے والے منگوا لو اور ہر ایک میں ایک ایک سیر روئی
بھروا دو تو ایک من روئی ہوئی اور ان دنوں روپیہ کی دو سیر روئی بکتی تھی پھر فرمایا کتنے
روپے ہوئے میں نے کہا چالیس غلافوں کے اور بیس روپے روئی کے سب ساٹھ روپے ہوئے آپنے
فرمایا واسطے خرچ کے دس روپیہ اور لیلو پھر میں جا کر صندوق سے ستر روپیہ لایا اور حضرت رحمتہ
اللہ علیہ کے آگے دھر دئے آپنے سب روپے زمین پر پھیلا کر ایک ایک گنے انہیں ایک زیادہ
ہوا اسکو الگ رکھدیا پھر حاجی عبدالرحیم سے کہا کہ آپ لو گنیں یہ کتنے روپیہ ہیں
ایک ایک انہوں نے بھی گنے ایک اور بڑھا اسکو بھی الگ رکھا پھر مولوی سید محمد علی
سے کہا کہ تم گنو ایک روپیہ آپنے بھی بڑھا اسکو بھی الگ رکھا پھر جیسے فرمایا کہ لو گن
میں لے جو گنتے لو ایک روپیہ جیسے بڑھا آپنے فرمایا ہم سب کے پاس معمول رہتا ہے
اب کی بار پھر لو گنو پھر آپنے گنے ایک اور بڑھا تو ستر کے بجائے ہوئے آپنے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے برکت کی اب انکو لیجاؤ اور سب کو مان سنگاؤں لے جا بیس روپیہ
غلافوں کے بیچے باندھے اور بیس روپیہ روئی کے گدے باندھے اور بیس روپیہ

خرچ کے جدے باندھے پھر میں وہاں سے نیچے آیا اسمیں حاجی عبدالرحیم صاحب حضرت رحمۃ اللہ علیہ
سے کہا کہ ایک ایک غلاف میں تو سیر سیر بھر روئی کم ہوگی اگر سوا سوا سیر بڑھے تو خوب ہو
آپنے فرمایا حاجی صاحب۔ جاڑا تو حکم الٰہی سے جاتا روئی نہیں جاتا خیر آپکی خوشی دیں محمد پھر
بلا لو انہوں نے مجھکو بلایا پھر میں جاکر حاضر ہوا آپنے فرمایا کہ سب روپے یہاں دھر دو
میں نے دھر دئے آپنے زمین پر پانچ پانچ گتے پانچ روپے بڑھے اونکو الگ رکھا پھر
ہم تینوں آدمیوں سے کہا کہ تم گنو جب گنے پانچ پانچ گتے ہر کسی کے گننے میں پانچ پانچ روپے
بڑھتے تو بیس اور زیادہ ہوگئے اور پانچ پہلے زیادہ ہوئے تھے یہ حال دیکھکر سبکو تعجب ہوا
کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے آپنے فرمایا کہ حاجی صاحب۔ اب جسقدر کہو اسقدر روئی منگوائی
جائے حاجی صاحب نے کہا کہ حضرت اب تو ہمارے پاس فقط ایک ایک غلاف ہی تقسیم کردو
مجھکو یقین ہے کہ جاڑا نہ معلوم ہوگا آپنے فرمایا کہ بتیالیس کو غلاف لو اور فی غلاف
سوا سوا سیر روئی اور باقی روئی خرچ کو رکھو اور اب یہ روپے لے جاؤ میں وہ سب
روپیہ لیکر نیچے آیا اسمیں بتیالیس روپیہ شمشیر خاں کو حوالہ کئے کہ جاکر قصبہ کھنورے
غلاف لاؤ اس اور دو روپے خان ممدوح کو واسطے خرچ راہ کے دئے وہ تو جاکر کئی روز میں

ایک ٹوکرا پر لاد کر غلہ لدا اور کوا گیارہ سو سیر کی روئی میں اٹھا سیر روپیہ کی لیکر اون سب
غلہ فروش کو بھروا کر اور سلوا کر ایک ایک رضائی سبکو تقسیم کردی ۔

ایک دفعہ کئی آدمی حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد میں بیٹھے تھے کسی نے کہا
کہ بلدہ شاہجہان آباد میں ایک حافظ تھے اونکے دہن میں خوشبو آتی تھی ایک مولانا
محمد اسمٰعیل صاحب سے پوچھا کہ اون حافظ صاحب کا قصہ کیونکر ہے مولانا صاحب نے
فرمایا کہ ہاں ایک حافظ صاحب شاہ علی اکبر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں
تھے اور وہ نجاری کرتے تھے اور وہ بہت حسین و جمیل و صنع دار جوان تھے جس گلی میں
جاتے اکثر عورتیں انکی صورت دیکھنے کو کپڑا لینے کے بہانے سے بلاتیں اور اپنے باتیں
کرتیں ایک روز انہوں نے شاہ صاحب سے کہا کہ حضرت میرا یہی پیشہ ہے
کہ ہر روز شہر کے گلی کوچہ میں جاکر دو چار دہان بیچتا ہوں اسمیں جو کچھ دو چار
آنے پیسے اللہ تعالےٰ دیتا ہے وہی اپنے خرچ میں لاتا ہوں اور اکثر عورتوں ہی سے
میرا لین دین رہتا ہے سو مجھکو اس بات کا خوف ہے کہ مبادا کوئی صورت مکارہ فاجرہ
مجھکو اپنے گھر بلاکر قید کرلے دے اور حرام کاری میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں اسوقت اپنی

رہائی کا کیا تدبیر کروں اسکا کوئی صورت فرمائیے یہ سنکر شاہ صاحب ممدوح نے
کچھ جواب نہ دیا پھر اسی طرح ایک دو بار حافظ صاحب نے سوال کیا آخر الامر ایک روز
شاہ صاحب نے سوال کیا فرمایا کہ اسکا جواب اب اللہ تعالے ہم کل دینگے پھر دو دن کے بعد
آنے حافظ صاحب شاہ صاحب ممدوح پر متوجہ ہوئے یہ حال حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ
سے بیان کیا کہ وہ یہ سوال کرتے ہیں سو میں نے کیا جواب دوں حضرت ہم صوفی نے فرمایا
کہ جیسا کچھ مناسب ہو ولیا حافظ صاحب سے فرما دیجئے شاہ صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ صاحبزادے صاحب اسکا جواب آپ ہی دیگر انکی تسلی کردیں حضرت رح نے بہت عذر
کیا کہ آپکے ہوتے ہوئے میری کب مجال جو جواب دوں شاہ صاحب کو یہ عذر حضرت کا
نہ مانا اور کہا آپ ہی انکو جواب دیویں ناچار ہو کر حضرت امیر المومنین نے قبول کیا جبکہ
میرے منزل اقص میں آئے تو اول کتابوں کا بوجھ حضرت نے برائے مدرسہ کو حضرت مولانا شاہ
عبد العزیز قدس سرہ العزیز کے پاس بھیجا تھوڑی دیر گئے ہوئے کہ دوں حافظ صاحب کی خدمت
میں آکر حاضر ہوئے آپنے فرمایا کہ شاہ صاحب نے کیا ہے سو اوس میں سے جو کچھ چھپا ہوا ہو اور وہ
ایسی بات ہے جس حافظ صاحب نے جیسا کہ حضرت کو رستہ میں سمجھا لیا اور کہا مجھکو شاہ

عبدالقادر صاحب کو بھیجا ہے اور انہیں تمام قصہ بتایا کہ یہ حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ کچھ عجب نہیں جو ایسا واقعہ تم پر گزرے اور فرمایا مبادا تم یہ کہیں کسی عورت سے کاروبار کرے
دام میں گرفتار ہو جاؤ اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آوے اس وقت اپنے مال و اسباب کا
اندیشہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ سے اپنی نجات کا سوال کرنا اور جو وہ تم سے اپنی حاجت روائی
چاہے تو کچھ مت خاطر مگر شتاب بازار خانہ پھر آؤں جب وہ مکار عیارت دیکھیں گے
جانے تمکو جو خجالت شتاب بازاری کا کچھ نظر آوے اسکو اپنے تمام کر دیں اور یوں ہی
پیس لیا پھر اسکے پاس جا کر کہنا کہ میں چار گھڑی دن رہتے تم کو اپنے گھر سے باہر
نکال دیتی تھی کہیں جا کر سہاگ لٹا پھر کہیں انشاء اللہ تعالیٰ ایسی بلا میں مبتلا نہ ہو اور ہمارا
کچھ اور ہی حال ہو جاوے یہ تدبیر ہمارے پیر نے کی ہے یہ تمکر حافظ صاحب اپنے گھر باہر
آئے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر چلے پھر بعد چند روز کے قضاء الٰہی سے
وہی واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حافظ صاحب عراق و تبریز سے سوداگروں
میں کھانے پیتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ بازار میں گذر ہوا وہاں ایک پیر زال
کہنہ سالی کہا کہ حافظ صاحب ادھر تشریف لاؤ ہمارے مکان پر صاحبہ کبیرہ اپنے تو بلاتی ہیں حافظ صاحب

اسکے ساتھ چلا اسنے جاکر ایک درویش پر پتھر مارا اور وہ دوا ایک تھان لیکر اتر گیا
اک لحظہ میں پھر آکر کہا کہ یہ تھان تو ناپسند ہوئے اور تھان لاؤ انہوں نے اور دیئے
کچھ دیر میں وہ پھر آئی کہ یہ بھی پسند نہ ہوئے اور کہا کہ آپ ہمیں جلکر درویش
میں بیٹھیں تھیکو بار بار جانے آنے میں تکلیف ہوتی ہے وہاں جو تھان پسند پڑیگا
اسکی قیمت آپکو ملیگی والا اپنا مال لے لیا وہ بے چارے طمع کے مارے اپنی سادہ
دلی سے اسکے ساتھ چلے گئے درویشوں کے پاس ایک دالان میں گئی وہاں ایک شیخ بہت
نہایت سکتف بچھا ہوا کہا آپ آرام سے بیٹھیں میں اندر تھان لیکر ابھی ہوں حافظ
صاحب زمین پر بیٹھ گئے اسنے کہا کہ آپ کچھ شبہ دلمیں نہ لاویں ابھی بلیگ
پھر آویں اونہوں نے تو نماز زمین ہی پر بیٹھے رہے اس مکارہ عیارہ نے درویشوں کے
کپڑے تبدیل کرکے اپنی بی بی کو جاکر خبر کی کہ ایک لحظہ کے اندر ایک عورت تمام
حسینہ جمیلہ سنگار کئے ہوئے آئی اور حافظ صاحب سے کہا کہ آپکی ملاقات
مستورات کی مدت مدید اور عرصہ بعید سے اشتیاق شدید تھی سو وہ مراد میری
آج پوری ہوئی اور حافظ صاحب کا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر بیٹھایا اور روپے کی تھیلی

سوال کیا یہ صاحب و بیکر حافظ صاحب کے حواس پرواز کر گئے کہ الٰہی رس بلائے ناگہانی
مجبکو محفوظ رکھیو اسمیں وہی بات حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی اور اس
خاصتہ سے کہا کہ جو کہو میں حاضر ہوں مگر مجبکو اسوقت پیشاب کی حاجت ہے اسنے ایک چلمچی
منگا دی کہ ہاں جاکر حاجت رفع کر آؤ حافظ صاحب وہاں موری کا کیچڑ خوب اپنے
میں اور کپڑوں میں لگایا جیطرح حضرت نے فرمایا تھا پھر وہاں سے آکر اس پلنگ پر بیٹھے اس ارتیہ
نے دعوا میں سکل دیکھکر لاحول پڑھی اور اسی پیر زال بد خصال دلالہ شیطان کی خالہ سے
کہا کہ اس شخص دیوانہ کو جلد یہاں سے نکال اسنے کواڑ کھولے حافظ صاحب اپنے گھان
نفس میں وا بکرہا باہر نکلے اور جاکر دریائے جمنا میں کپڑوں سمیت گھس گئے اور خوب غوطے لگا کر
نہائے اور کپڑے دھوئے اور باہر نکلکر کپڑے سکھائے پھر بیٹھکر وہاں سے اپنے مکان کو
چلے رستے میں انکو اپنے بدن میں عطر کی سی خوشبو معلوم ہوئی اپنے دلمیں خیال کیا کہ جہاں میں
گیا تھا وہاں تو کہیں عطر نہ تھا یہ کیسی خوشبو ہے پھر بعد فکر و تامل کے دریافت ہوا کہ یہ خوشبو
دادا الٰہی ہے پھر یہ تمام حادثہ عجیب حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے جاکر بیان کیا
اور وہ حافظ صاحب جبتک زندہ رہے وہ خوشبو اونکے بدن سے نہ گئی پھر جس گلی کوچہ میں

سنا ہے امیر لکھتے تھے سبب خوشنودی کے لوگ یہاں جاتے کہ حافظ صاحب اس گلی میں رہتے ہیں
پھر کسی ایسی بلا میں اللہ والے نے انکو مبتلا نہ کیا یہ حال ان حافظ صاحب کا ہے راوی کہتا ہے
کہ پہر یہ حال میں نے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب
یوں کہتے ہیں آپنے فرمایا کہ سچ ہے معاملہ اسی صورت گذرا تھا ــــ
ایک بار حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ مجھکو اور عساکر اسکے دو سطے لوگوں کو لیکر ایک تکیہ میں چھوڑ گئے اور اب پانچ سات آدمی اپنے ساتھ لیکر ایک جنگل میں ہوکے گئے دور
لوس کچھ اور دکھن کی کوئی طرف ہوگی ایک خشک درخت آم کا اللہ والے کو گئے اور وہ
تنہ درخت کا تخمیناً سوا گز کا ہوگا اور وہانسے سٹی ندی کچھ کم یا زیادہ پاؤ کوس ہوگا
موسم برسات کا پیادہ ندی کنارہ دور سے یہی تھی آپنے فرمایا کہ یہ لکڑی طرح سب ملکر
ندی تک ڈھکیل کر لیچلو پھر وہاں پانی میں تیرتا ہوا چلا جاویگا سب لوگوں نے اسے ڈھکیلنا شروع
کیا مگر وہ اپنی جگہ سے تلتا بھی نہ تھا یہ حال دیکھکر آپنے فرمایا کہ ایک طرف ہو تمہارا
میرے واسطے چھوڑ دو اور دوسری طرف تم سب ملکر ڈھکیلو پھر الیا ہی کیا ایک طرف
آپ ہو دوسری طرف سب لوگ آپنے فرمایا ہاں بھائیو سب تکبیر کی زور کرو ایک مدت

الٰہی کا تماشہ نظر آتا تھا کہ ہر جملے میں وہ کئی کئی تین تین چار چار بیٹے کہا کہتا تھا اور جب اپنا اپنا
دست مبارک نہ لگاتے باوجود اتنے آدمیوں کے وہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرتا
آخر الامر اسکو ڈھکیلتے ہوئے ندی کے کنارے لیگئے آپنے فرمایا بیٹا اب ذرہ دم
لیو پھر پانی میں دھکیل دینا آپ تنہا ہوا چلا جائیگا سب لوگ جا بجا بیٹھ گئے اس
میں فرمایا کہ بھائیو اوقت جناب الٰہی سے مجھکو بشارت ہوئی کہ جتنے آدمی اسوقت اس
نیک کام میں شریک ہیں انکی محنت مشقت ہمکو بہت پسند آئی ہم نے اپنی عنایت
سے غایت سے سبکو بخشدیا پھر مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم نے فرمایا کہ اوقت آنا سب صاحبوں کے نام لکھو
انہوں نے عذر کیا کہ یہاں کاغذ قلم دوات کچھ بھی نہیں ہے مکان پر چلکر لکھ لیں گے آپنے
فرمایا کہ یہ کچھ بات نہیں کسی کتاب کی پیٹی توڑ کر اس کا غذ نکالو اور کسی قلم سے لکڑی کا
چیلا چھیل کر صاف اور ہموار کرو اسپر کچھ حرج نہیں اس بات میں کیا بیٹھا آخر شیخ مولوی صاحب موصوف نے
اسی صورت سے سب کے نام لکھے پھر لوگوں نے اس لکڑ کو ندی میں ڈھکیل دیا وہ بیٹھا ہوا چلا اور
ہر کس نے لکڑیوں کا ایک ایک گٹھا باندھ کر سر پر رکھا اور مکان کو روانہ ہوئے اسمیں کئی
شخصوں نے آکر مجھسے کہا کہ آج وہاں ندی کے کنارے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو

لت رت سنائی مجھے بڑا افسوس ہوا کہ جو کوئی وہاں سے زکریہ لبارت حضرت کی علی تمی سنا ہوگا
کیا حاصل کیا پھر جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے تشریف لائے تو میں نے اپنی اور غنایت اللہ کی محرومی
اور بے نصیبی کا شکوہ کیا آپ نے فرمایا کہ وہاں یہ معاملہ گزرا مگر اس بشارت میں
تم بھی شریک ہو اور مولوی محمد یوسف صاحب مرحوم سے فرمایا کہ تم نے وہاں دیکھا اور غنایت اللہ
کا بھی نام لیا تھا اونہوں نے کہا حضرت اس وقت مجھکو یاد نہ تھا آپ نے فرمایا یہ دونوں بھی خدا کی
کا کام کرتے تھے انکو بھی لکھ لو پھر اونہوں نے یہ بھی دونوں نام لکھ لئے حضرت امیر المومنین
امام المحابدین رحمۃ اللہ علیہ کے ان دست مبارک اور ناخن میں کیسا ہی اللہ تعالے کے شفا
اور برکت عطا کی تھی کہ جس مریض پر انپا ہاتھ پھیرتے شفا پاتا جس سرکش اور بدبخت کے کندھوں
پر ہاتھ دھر دیتے اسی دم مطیع و فرمانبردار ہو جاتا اور یہ حال جو کچھ حضرت کے ہمراہ تھے سبکو
معلوم ہے ایک روز تکیہ پر آپکی مسجد میں کئی آدمی آپس میں اسی بات کی گفتگو کر رہے تھے وہاں
مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے کسی نے پوچھا کہ حضرت یہ حال موکر کیوں کر ہے اگر معلوم ہو
مفصل بیان فرمائے مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ معاملہ جیسکو جو معلوم ہے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ
دہلی میں حضرت شاہ عبد القادر صاحب قدس سرہ کے پاس بیٹھے تھے ایک روز شاہ صاحب سے یہ فتوح کو جناب

الہام ہوا کہ ایک ہمارا بندہ تیرے پاس ہے انہوں نے عرض کی کہ خداوندا سب تیرے
بندے ہیں وہ کس بندہ کو فرماتا ہے مجھے خبر نہیں کہ وہ کون ہے کئی دن بعد پھر الہام
ہوا کہ ہمارا بندہ تیرے پاس رہتا ہے پھر انہوں نے عرض کی کہ تیرے بندے تیرے پاس
بہت پڑھتے ہیں میں کسکو خیال کروں پھر ایک روز حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ اور
مولانا عبدالحی صاحب اور میں شاہ صاحب رح کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اس اثنا میں پھر الہام
ہوا کہ اسوقت وہ ہمارا بندہ تیرے ساتھ کھانا کھاتا ہے انہوں نے عرض کی کہ خداوندا تین آدمی
اسوقت تیرے ساتھ کھا رہے ہیں نے جانے تینوں میں کسکو فرماتا ہے پھر کھانا کھاتے
میں الہام ہوا کہ وہ فلاں شخص ہے بعد تناول طعام کے شاہ صاحب نے ہم تینوں شخصوں سے
فرمایا کہ مجھکو چار بار جناب باری سے الہام ہوا کہ ایک ہمارا بندہ تیرے ساتھ ہے کہ تم
تینوں صاحبوں میں وہ کون ہے اللہ تعالے نے جسکی مجھکو خبر دی ہے یہ سنکر ہم تینوں آدمی
عاجزی و انکساری اپنی بیان کرنے لگے کہ ہم خدا کے گنہگار بندے ہیں ہمارا یہ رتبہ کہاں کہ وہ
خداوند تعالے ہمکو اپنے بندوں میں شمار کرے آپنے کہا مجھکو اللہ تعالے نے ملا ہی دیا ہے
کہ فرماتا ہے تم میں جو ہو ستم گر نہ کرے یہ عنایتیاں ہی جسکو چاہے لپند کرے

کیہ استاد شاگرد یا پیر و مرید پر موقوف نہیں یہ آگے سے ہوتا آیا ہے کہ استاد شاگرد
افضل ہوتا ہے اور پیر سے مرید مگر ہم تینوں میں سے کسی نے اقبال علی شاہ صاحب
نے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ نہ پکڑا کہ وہ یہ ہے اور آپ کے ہاتھ کو اپنے
سینہ سے لگایا اور فرمایا اس ہاتھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسی شفا رکھی کہ جس مریض کے بدن
پر پھیریں اللہ تعالیٰ اسکو شفا دے اور جس شیر نر اور سرکش کے منہ پر رکھیں فوراً ٹھنڈا
ہو جائے ایک بار محسن خاں صوبہ اری بایت رسالدار میں کشن سردار ہیں نہایت بیمار تھے
کہ ظاہر میں امید زندگی کی معدوم تھی میں نہی لاغری و ناتوانی سے چارپائی پر لگ
گئے تھے کسی نے یہ تذکرہ حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
شفا دیگا پھر ایک روز آپ بمعہ اپنے دو تین خانہ زاد کے کسی کشمکش اور بھی ہمراہ
جب آپ دروازہ کے اندر جا لگے محسن خاں کی والدہ سامنے آئی اور کہا کہ محسن
خاں کا بہت برا حال ہے اگر اس وقت وہاں تک تشریف نہ لیجیں تو بہتر ہے آپ اس کلمہ سے
بھر آنکھ سے آنسو پڑے اور محسن خاں کو دیکھا تو فی الحقیقت بہت سخت بیمار تھے آپ انکے بدن پر
سر سے پاؤں تک تین بار اپنے دست مبارک پھیرے اور فرمایا اللہ تعالیٰ بفضل فرماتا ہے گا بات

کا اندیشہ نکرو پھر عنایت الٰہی سے اسی وقت سے انکو آرام ہو گیا کئی دن میں صحیح و سالم ہو گئے۔

ایک روز ساتھ کے لوگوں نے کہا کہ آج اچار ہوتا تو کھاتے میں نے میاں عبداللہ سے کہا کہ تم جاکر تھوڑا اچار حضرت کے یہاں سے لے آؤ میں نے کہا میں نہیں جاکر لاؤں میں نے کہا خیر میں ہی جاتا ہوں پھر میں حضرت امیر المومنین رح کے مکان میں گیا وہاں ایک بڑی لڑکی تھی انکو حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ چھوٹی دادی کہتے تھے اُنسے میں نے اچار مانگا انہوں نے کہا کہ تمکو معلوم ہے اندر جاکر جتنا چاہو نکال لاؤ میں جو اندر گیا وہاں اندھیرا بہت تھا اور دیوار میں تاریاں لٹکتی تھیں میں نے اُنسے کہا کہ اگر یہ تاریاں نہ ہوتا تو بے چراغ کے کام نہ نکلتا انہوں نے کہا کہ آگے اس تاریاں میں ایک عجیب حال گزرا ہے میں نے پوچھا کیا حال انہوں نے کہا حضرت امیر المومنین چودہ پندرہ برس کے تھے ایک روز اس کوٹھری میں آئے اسوقت ایک چھپکلی اس تاریاں کے نیچے کچھ اپنا بول بول رہی تھی حضرت نے مجھسے کہا چھوٹی دادی تم سنتی ہو یہ چھپکلی کیا کہتی ہے میں نے کہا اللہ کا نام لیتی ہے انہوں نے کہا کہاں اللہ کا نام لیتی ہے مگر اسوقت یہ کہہ رہی ہے کہ کوئی تاریاں میں کچھ نہ ڈالے اسمیں کمالا سانپ بیٹھا ہے یہ بات سنکر سب عورتیں ہنسنے لگیں میں نے کہا نہیں باتوں سے تم کو سب لوگ بہلا دیتے ہیں

اور ہنوں نے کہا چوٹی والی عورتیں تم سے پہلے کہو یا جاپہو مانو یا نہ مانو بس اتنا کہکر باہر چلے گئے
انجمن سید محمد ابراہیم صاحب سید محمد یعقوب صاحب کے والد تشریف لائے یہ چالاک عورتوں نے اپنے بہکاوہ
بھی سنکر ہنسنے لگے مگر اس بات کا کچھ رہم پیدا ہوا اور فرمایا کہ وہ باتیں تجربہ کی کی گئی
کرتے ہیں مگر پہلے ہمیں کسی نقصان سے بہادر سے کہو کر دیکھ لیا جائے پھر کسی لگاوٹ کی گئی
پر پہاڑ لاکر اسمیں جوار اوس کے ساتھ ہی بڑا اتھا سایہ مانپ گر پڑا اب عورتیں چیخ
بھاگیں پہر اخر کو سانپ مارا گیا سبکو یقین ہوا کہ بات تو سچے ہوں اسی دن سے اپنے کہنے کا
سبکو خیال رہتا ہے کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں سچ ہوگا پہر ایک اور رسالہ میں حضرت نے بیان کیا کہ ایک
چوٹی والی صاحب ایک اور صاحب کو ساتھ لیکر آئے فرمایا کہ ہاں یہ معاملہ اسی صورت سے
گزرا ہے۔ قصبہ رائے بریلی میں سید یار علی نام ایک شیعہ رہتا تھا اسنے ایک بار حضرت
رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ جادو کیا اسکو رسول اللہ صلی اللہ نے آگاہ کر دیا کہ یہ جادو فلاں شخص نے
کیا ہے مگر یہ کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کئی روز تک کسی سے نہ کیا اور اس جادو کے اثر سے آپکے
اعضاء پیروں میں درد شروع ہوا جب آپکو بہت اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف ہونے لگی آپنے بعض
معتبر شخصوں سے یہ ذکر کیا اور وہ رنجش نامعقول آنکا مریدوں تک پہنچ گئی یہ حرکت ناشائستہ

آپنے ساتھ کی لوگوں نے کہا حکم ہو تو ہم اسکو پکڑ کر ماریں پیٹیں فرمایا یہ کچھ ضرور
نہیں اسکا جادو کرنیسے کیا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مجھکو شفا دیگا مگر اسکو کسی طرح یہاں
تک لاؤ مگر کوئی اس سے اس بات کا چرچا نہ کرے اور نہ کچھ سخت و سست کہے۔
راوی کہتا ہے کہ پھر ہم تین آدمی جاکر اسکو گرفتار کرلائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے
اسکو بہت خاطر داری کی اور اپنے پاس بڑی عزت سے بٹھایا اور فرمایا زکوریہ صورت کیوں
لائے یہ سید بھائی تو ہمارے مرید ہیں اور کبھی کبھی آتے ہیں آیا کریں اور
اس سے کسی بات کا چرچا نکیا اور فرمایا آپ تشریف لیجائیں پھر وہ چوتھے یا پانچویں روز اپنی
علامات کو زنیگار اس عرصہ میں حضرت پر اس جادو کا اثر زیادہ ہوگیا یہاں تک کہ مسجد
زنیہ پر شغل تمام چھوڑ چکے تھے اور کبھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ صاحبہ علوہ میں رہتی
تھی وہیں اون کا کھانا تیسرے چوتھے دن فرور آپکے یہاں تشریف لیجاتے اور علامات
کرکے پھر چلے آئے ایک روز بعد نماز ظہر کے فرمایا کہ گھوڑا تیار کرکے لاؤ ہم سوار ہوکر آج
ہمشیرہ صاحبہ کو ملنے کو جائینگے لوگوں نے گھوڑا لاکر مسجد کی کرسی کے پاس کھڑا کردیا
اور اسکی پشت مسجد کی کرسی سے بلند تھی اور آپکو یہ طاقت نہ تھی کہ اپنا سر اٹھاکر

اسپر سوار ہوں آپنے اسکے سر سے دم تک اپنا دست مبارک پھیرا اور کہا پارو سکو تو سوار ہو سکتا
طاقت نہیں رکھتا سوار ہوتے اور فرمایا اب تو اسکو تہان پر لیجاؤ لیکن نماز عصر کے لانا اُنہوں
اسکو لیگئے بعد عصر کے پھر لاکر اسی جگہ کھڑا کیا آپنے اسکی پشت پر اپنا ہاتھ پھونکا اور اسطرح سے
کان ڈالکر چیک گیا کسی سے فوراً اسکی پشت بلند ہوگئی آپ اسپر سوار ہوئے اور لوگوں سے کہا تم ہو
چلو لوگ بھی جلد جلد چلنے لگے اور گھوڑا بھی آپنے لوگوں سے کہا آہستہ جلد چلائیں ہم کو ایذا ہوتی ہے
لوگ آہستہ آہستہ چلنے لگے اور گھوڑا بھی آہستہ موافق طبیعت حضرت کے چلنے لگا اسوقت یہ
تماشہ کوئی دو سو آدمی دیکھتے تھے اور سب کے سب ایک عالم تعجب میں تھے پھر آپ اپنی ہمشیرہ صاحبہ
کے یہاں گئے اور کچھ دیر وہاں ٹہر کر پھر اپنے مکان کو تشریف لائے اس طور سے چوتھے روز ایک اسپر سوار
ہو کر آئے تھے اور وہ آپکی سواری کے وقت پشت اپنی نیچی کر دیتا اور آہستہ آہستہ موافق آپکی خواہش
کے چلتا تھا اس عرصے میں قدرے آپکو آرام بھی ہونی شروع ہوئی اور وہ راضی خوشی آپ اپنے گھر
گیا تھا چوتھے پانچویں روز آپکے دیکھنے کو آتا مگر وہ جب آتا جادوگروں کی مذمت آپ بیان کرتے
کہ یہ لوگ بے ایمان ایسے ہوتے ہیں اور آخرت میں انکو ایسا ایسا عذاب ہوگا لیکن اس طور سے
آپ فرماتے کہ یہ کسی کو گمان نہ ہوتا کہ آپ اسکو سنا کر کہتے ہیں پھر ایک روز آپ ہی حضرت

رحمتہ اللہ علیہ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا کہ میں آپکے دست پر بیعت کرتا ہوں آپنے فرمایا کہ
سید بھائی تم نے ایک بار میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اب بار دیگر بیعت کی ضرورت کیا اوسنے کہا
از سر نو میں پھر بیعت کروں گا آپنے کہا کہ بھائی اسکا سبب تو بیان کرو اوسنے کہا حضرت
جادو کر نیکا مجھے قصور ہوا ہے جو آپ بیمار ہیں سو اب میں اس حرکت ناشائستہ سے توبہ کرتا
ہوں اور آپ بھی میری یہ خطا للہ معاف فرمائیں اور اب انشاء اللہ تعالے آپکو آرام
ہو جائیگا آپنے فرمایا سید بھائی ہم نے خطا تمہاری معاف کی اور تم ہمارے مرید ہو پھر اسکے بیعت
لی اور اسکو رخصت کیا پھر کئی روز میں آپکو فضل الہی سے صحت کلی حاصل ہوی یہ نہیں معلوم کہ اوسنے
اپنے سحر کو اتار لیا یا کیا کیا واللہ اعلم بالصواب ۔

ایک بار بعد نماز مغرب کے میاں شیخ لطافت صاحب کو کالے سانپنے کاٹا لوگوں نے بہت
جھاڑ پھونک دوا علاج کیا مگر کچھ سود مند نہ ہوا خط یہ کہ حالت تباہ ہونیلگی یہاں تک کہ بے ہوش
ہو گئے لوگوں نے حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ شیخ لطافت کو سانپنے کاٹا
سو آپکے احاطہ کی ڈیوڑھی میں لے ہوش پڑے ہیں یہ سنکر آپ وہاں تشریف لیگئے اور فرمایا ہو را
پانی کسی برتن میں لاؤ لوگوں نے پانی دیا آپنے اسپر کچھ کلام الہی پڑھا اور اپنے دست مبارک

سے کئی چیزیں انکے منہ اور بدن پر مارے اور فرمایا اب انشاء اللہ تعالےٰ ہوش میں آجاوینگا
ان کو انکے گھر پہونچا دو گھر انکا احاطہ کے باہر تھا لوگ چارپائی انکو پہلے اسمیں وہ کچھ بولے کسی
نے حضرت سے کہا کہ لطافت تو ہوش میں آگئے آپنے فرمایا لطافت اب طبیعت کیسی ہے
وہ بولے حضرت اب تو اچھا ہوں پھر لوگ مکان پر پہونچا آئے وہ چنگے ہوگئے۔
ایک بار حضرت امیر المومنین رحمتہ اللہ علیہ کے گھر کے معتبر آدمیوں سے سنا ہے میں نے یوں کہتے
تھے کہ جب اول بار حضرت امیر المومنین رح دہلی کو تشریف لیگئے تھے وہانسے جمعہ کی بعد تین پہر
ایک کمل کا کرتا اور کمل ہی کا ٹوپ پہنے اور ایک تسمہ کمر سے لگائے ہوئے تشریف لائے اور اپنی مسجد میں
بیٹھے سید محمد صاحب مرحوم سید عبد الجلیل صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے والد واسطے نماز ظہر یا عصر کے تشریف
لائے پھر بعد نماز مذکور کے حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میاں صاحب آپ کدہر سے تشریف
لائے اور اپنی مسجد میں بیٹھے سید محمد صاحب مرحوم آپنے فرمایا بچیم لکھنؤ سے کس کس شہر سے آپ
آتے ہیں آپنے فرمایا دہلی سے یہ سنکر پھر وہ اپنے مکان کو چلے اور تھوڑی دیر جاکر پھر لوٹے
آئے اور پوچھا انکا اسم شریف کیا ہے آپنے کہا عبد اللہ اور فرمایا آپ بار بار جاتے ہیں
اور پھر آتے ہیں آپکا مقصد کیا ہے انہوں نے کہا کہ آپ ہی کے سلسلہ کے ایک ہمارے بزرگ نے

کئی سال ہوئے کہیں لکھ گئے ہیں اسی سبب سے میں بار بار آتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کہا ایک
کا نام عبداللہ ہی ہے یا ماں باپ نے کچھ اور نام بھی رکھا تھا آپ نے فرمایا ہاں اور بھی نام ہے
پوچھا وہ کون نام ہے آپ نے کہا احمد یہ سنکر وہ لیٹ گئے اور لوگوں سے کہا کہ ہمارے سید احمد
آئے پھر تو تمام لوگ اپنے بچوں نے مسجد میں جمع ہو گئے پھر آپکی والدہ شریفہ سے کہا کہ میرا احمد
آپکے بیٹے مسجد میں آئے مگر فقیر ہو کر آئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ جلد میرے پاس لاؤ وہ کسی
صورت سے ہوں پھر سب ملکر آپکو مسجد سے مکان میں لیگئے آپکی والدہ شریفہ دیکھتے ہی لپٹ گئیں
اور سفید کپڑے منگوائے اور کہا کہ کہ کر کے اور ٹوپ کو اتار کر یہ کپڑے پہنو آپنے وہ مکمل
کا کرتہ اور ٹوپی و تسمہ اتار کر دیوار میں ایک میخ گڑی تھی اسپر رکھدیا اور فرمایا کہ خبردار کسی
کوئی ہاتھ نہ لگاوے اور گھر کی سفید پوشاک پہنی پھر کئی روز کے بعد ایک دن مولوی
سید محمد صاحب مرحوم منفور آنکا تاج مبارک اپنے سر پر دھر کر مسجد میں تشریف لائے اور فوراً
آپنے ہوش ہو گئے لوگوں میں شور اٹھا کہ مولوی محمد علی صاحب نے ہوش ہو گئے حضرت
امیر المومنین رحمتے سنا تو گھر میں جا کر دیکھا کہ ٹوپ نہیں جلد مسجد کو دوڑے اور مولوی
صاحب کے سر سے وہ ٹوپ اتار لیا اور پانی پر کچھ پڑھکر مولوی صاحب کے چہرہ پر چھڑکا

بعد کچھ دیر کے افاقہ ہوا آپنے فرمایا میں نے اس روز متبع کر دیا تھا کہ کوئی میرا لباس نہ چھوئے تم نے کیوں
یہ ٹوپ سر پر دھرا اگر مجھکو خبر ہوتی تو تم ہلاک ہو جاتے مولوی صاحب نے کہا حضرت یہ حال مجھکو اصلا
معلوم نہ تھا وگرنہ کاہے کو پہنتا پھر بعد چند روز کے مولوی صاحب موصوف حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے
عرض کی کہ مجھکو آپ بیعت کریں اور کچھ علم تصوف تعلیم فرماویں حضرت نے عذر کیا اور کہا ابھی میں کسی کو مرید
نہیں کرتا ہوں اور جو کچھ میں تمکو تعلیم کرونگا اوسکی برداشت تم سے نہ ہو سکیگی مولوی صاحب نے نہ مانا کئی
روز اس امر میں تردد رہے اور حضرت انکار کیا کئے پھر ایک دن حضرت نے فرمایا کہ تم اس بات کے
بہت دھنی ہو خیر بتبرا جو چھوٹے باغ کے مقبرے میں لوٹا پانی کا بھر کر تم کو کچھ تعلیم کرینگے
پھر مولوی صاحب پانی لیکر آپکے ساتھ اس باغ کے مقبرے میں گئے وہاں آپنے زمین پر کیا اور تو جو دیا
توجہ کا گرمی سے بیتاب ہو کر بے ہوش ہو گئے اور چلانے لگے کہ جلا اور مرا حضرت نے جلد اپنے دست
مبارک سے اونکے چہرے پر پانی کے کئی چھینٹے مارے مولوی صاحب ہوش میں آئے اور وہ سوز و گرمی
طلب کی موقوف ہوئی آپنے فرمایا اس سبب سے میں کہتا تھا کہ تم سے اسکا تحمل نہ ہو سکیگا۔
قصبہ رائے بریلی سے قریب دو کوس کے پچھم اور دکن کے کونے میں موضع دودڑ ہے وہ موضع
اول حضرت امیر المومنین عمر کے آباؤ اجداد کی جاگیر میں تھا مگر نواب سعادت علیخاں نے اسکو

اپنے زمانہ میں ضبط کرلیا اور اس موضع میں ایک زمیندار نوکھے نام قوم کنبی رہتا تھا اور اسکو حضرت سے
نہایت محبت تھی اکثر آپکی ملاقات کو آتا تھا اور لحظے وقت حضرت سے کہا میں آپکا چیلا ہوں اگر
چہ سنیدہوں سوکئی اُسنے حضرت کے مریدوں کو مراقبہ میں بیٹھے دیکھا اور بعد فراغ مراقبہ کے پوچھا
تم لوگ کیا کیا کرتے ہو وہ کہتے ہم تمکو کیا بتائیں کہ کیا کیا کرتے ہیں تم اسکا حال ہمارے حضرت
امیرالمومنین ہم سے پوچھو وہ تمہاری تسلی کردینگے اور بتادینگے پھر اُسنے ایکدن یہ سوال
حضرت ممدوح پر فتوح سے کیا کہ آپکے مرید لوگ چادریں اوڑھکر اکیلے اکیلے بیٹھکر کیا کیا کرتے
ہیں حضرت نے فرمایا اپنے اللہ کو یاد کرتے ہیں اُسنے کہا کہ اللہ کو یاد تو اور طرح کرتے ہیں
مسلمانوں کو دیکھا ہے یہہ یاد کرنا کس طور کا ہے آپنے فرمایا ایک طور یاد کرنیکا یہ بھی ہے
اور اسی طرح تو تمہارے یہاں بھی یاد الہی کرتے ہیں اوسنے کہا حضرت میں تو آپکا چیلا ہوں
یہ مجھکو بھی سکھاؤ آپنے کہا بہت خوب ہم تمکو بھی سکھادینگے اُسنے کہا تو آج آپ مجھکو سکھادیں
آپنے میاں عبداللہ سے کہا کہ یہ کہتے ہمارے ٹرکائی کے یہاں ہیں اور ہم سے دوستی بھی بہت رکھتے ہیں انکو
ایک گوشہ میں اگر ستیاناس آج توجہ دو اور جو کچھ توجہ مرحمت ہو ہم سے آکر بیان کریں پھر میاں
عبداللہ صاحب اوسکو مسجد کی چبوترے کی آڑ میں ستیاناس توجہ دیا پھر بعد فراغ توجہ کے پوچھا

کرتم نے کچھ دیکھا اُسنے کہا بہت کچھ دیکھا جاؤ حضرت سے بیان کرو اُسنے کہا کہ ایک بار مجھکو پھر توجہ دو
تو میں بیان کروں اونھوں نے اسیوقت پھر توجہ دیا اور پوچھا اب کی بار بھی کچھ دیکھا اُسنے کہا ہاں
کہ اب کی بار بھی دیکھا مگر مجھکو کچھ شبہ سا پڑتا ہے ایک بار پھر توجہ دو تب میں چکر بیان کروں
اونھوں نے پھر توجہ دیا اور حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گیئے مگر اسوقت اسکی آنکھوں میں
آنسو تھے جیسا کوئی رونے پر ہوتا ہے حضرت نے اسکو اپنے سامنے بٹھایا اور پوچھا کہو بیٹا تو نے
تم نے کیا دیکھا اُسنے کہا حضرت میں نے تو سب کچھ دیکھا کہاں تک بیان کروں رام جی کرشن جی
اور مہادیو جی اور اونکے سوا اور دیوتوں کو بھی دیکھا یہ تو حضرت بہت اچھی بات ہے حضرت نے کہا
کہ تم نے انکو دیکھا تو مگر کچھ پوچھا بھی کیا حضرت پوچھا تو کچھ نہیں مگر ایک بار جو مجھسے
فرماؤ وہ پوچھوں اُسنے فرمایا ایک بار جو ملاقات ہو تو یہ اُنسے پوچھو کہ دین حق کونسا ہے پھر وہ جو
تم سے کہیں ہم کو خبر کرنا اور فرمایا اب تو اپنے گھر جاؤ اور دن بھر آنا پھر وہ اپنے گھر گیا دوسرے دن
آکر پھر حاضر ہوا حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کیوں عبداللہ سے فرمایا کہ آج انکو پھر توجہ دو اونھوں نے
اونھوں نے اسی طور بیٹھکر پھر توجہ دیا اور پوچھا آج بھی کچھ معلوم ہوا اُسنے کہا ہاں معلوم ہوا مگر پھر توجہ
دو اونھوں نے پھر توجہ دیا پھر اُسنے کہا ایکبار اور مجھکو توجہ دو پھر میں حضرت سے چکر بیان کروں

اونہوں نے پیر توجہ دیا اور حضرت کے پاس گئے آپنے فرمایا تو کہہ یا رکیہ سایکرو اسنے کہا حضرت
میں آج آکر دیکھا بھی اور جو کچھ پوچھا تھا سب پوچھ لیا مگر یہ بیان اور دن کروں گا آپنے کہا
تمکو اختیار ہے جب چاہو سایکرو دوسرے یا تیسرے دن پھر آیا اوسدن حضرت نے حاجی پیر کو
فرمایا کہ آج تو کہے کو تم توجہ دو اوسدن انہوں نے توجہ دیا اور اسکو حضرت کے پاس گئے آپنے پوچھا
سایکرو انہوں نے تمہارے سوال کا کیا جواب دیا اوسنے کہا کہ میں نے سب اپنے دلیلوں کو
با خوبی دیکھا اور ملاقات کی اور سب سے پوچھا کہ مجھکو بتاؤ تمہارے نزدیک سچا دین کون ہے
سبنے یہی جواب دیا کہ دین مسلمانوں کا سچا ہے اور تم لوگ گمراہی اور غلطی پر ہو اور
جو تم سب لوگ اس زمانہ میں بت پرستی کرتے ہو یہ ہم نہ کرتے تھے اور نہ کسی کو تعلیم کیا اگر
تمکو اپنی نجات آخرت درکار ہو تو انکا کہنا مانو ورنہ تم جانو حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ
علیہ نے پوچھا کہ اب کہو تمہارا کیا ارادہ ہے اوسنے کہا میں تو آپ کا بندہ چیلا ہوں مجھکو اسی
طرح رہنے دو آپنے فرمایا کہ دین حق اور دین باطل دونوں تمکو تمہارے نبی دلیلوں کی
زبانی معلوم ہوگئے اب جسکو چاہو قبول کرو ہدایت و ضلالت اللہ کے اختیار میں ہے مگر وہ
اپنے ہی طور پر رہا کہلکر مسلمان نہ ہوا اور حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ سے کمال دوستی

رکھتا تھا جہاں کہیں سیر و شکار کو آپ تشریف لیجاتے وہ بھی ساتھ ہوتا جب آپ جہاد کو روانہ ہوئے
اس شہر پر تک تک وہ بھی آیا اور اس کا آنے کو بھی ارادہ تھا حضرت نے فرمایا کہ تو کہے اگر تم کھلکر
ہمارے دین پہ ہو جاؤ تو ہمارے ساتھ چلو تمکو فائدہ ہوگا ورنہ تم اپنے گھر جوڑ لکر کہیں جاؤ پھر وہ
یہاں سے اپنے گھر گیا۔ قصبہ رائے بریلی کے علاقے دروازہ ایک روز میں میاں عبداللہ صاحب سے ساتھ
کچھ سودا لینے گیا وہاں ایک بقال کی دوکان پر بیس بائیس برس کی عمر کا ایک شخص ملتدو ملا
ہم دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو اور کیا کام کرتے ہو ہم نے کہا کام تو کچھ نہیں کرتے
یہاں ایک سید ہمارے پیر و مرشد ہیں اونہیں کی صحبت میں رہتے ہیں اور وہیں کھاتے پیتے ہیں
باقی اللہ اللہ کیا کرتے ہیں تم انہا حال بیان کرو کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اس نے کہا میں گجرات
کے سیٹھ کا بیٹا ہوں اور وہیں سے آیا ہوں تجارت کی غرض سے میرا باپ کی کوٹھیاں ہیں
مگر میں اس صحبت کی خاطر میں یہاں رہتا ہوں اور اسے آنا ہی مقدم ہوا پھر ہم سودا لیکر
مسجد میں آئے حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے ہم دونوں سے پوچھا کہ آج تمکو کوئی
شخص ملا تھا ہمارا حال اسوقت اس نے کچھ نہ کہا ہم نے کہا بہت لوگ ملے تھے مگر
آپ کسکو پوچھتے ہیں حضرت نے کہا خیر ایک شخص تمکو ملیگا اوسکو ہمارے پاس لانا کئی بار سنکر ہم

ہم نے پوچھا کہ آپ اسکو کہتے ہیں وہ مسکین حضرت نے کچھ نہ کہا اور تب اسکا نہ بتایا تو نہیں تحمل فرمایا
کہ تمکو کوئی بازار میں ملیگا اسکو اپنے ساتھ لیتے آنا ایک روز پھر ہم دونوں شخص کچھ سودا لینے
بازار میں گئے اسی دلال کی دوکان پر پھر اُس گنوار سے ملاقات ہوئی پھر وہ ہم سے حضرت رحمتہ
اللہ علیہ کا حال پوچھنے لگا ہم دونوں نے خیال کیا کہ شاید اسی شخص کو حضرت نے فرمایا ہے
جو کچھ اُسنے ہم سے پوچھا ہم نے بیان کیا اور کہا کہ گنوار میاں جی آج تم بھی ہمارے ساتھ حضرت
کی ملاقات کو چلو اُسنے کہا کہ ہاں میرا بھی دل چاہتا ہے آج میں ضرور تمہارے ساتھ چلونگا
پھر جب ہم بازار سے سودا لیچکے وہ ہمارے ساتھ آیا ہم نے اسکو مسجد کے باہر املی کے درخت
کے نیچے بٹھایا اور جاکر حضرت کو اطلاع کی ایک ایسے شخص کو ہم لائے ہیں سو وہ املی کے
نیچے بیٹھا ہے آپنے کہا اُسکو یہاں لاؤ جب ہم اسکو لینے کو چلے پھر آپنے فرمایا ہم ہی اسکے
پاس چلتے ہیں پھر آپ مسجد سے اُٹھکر وہیں گئے اور اُس سے ملاقات کرکے اسکا حال پوچھا
اُسنے کہا کہ میں اپنے وطن گجرات سے اس نیت سے چلا تھا کہ کہیں جاکر مسلمان ہوؤں
جب میں شہر کوٹے میں آیا وہاں ایک قاضی صاحب سے میں نے ارادہ کیا کہ یہاں مسلمان ہوں
مگر طبیعت نہ رجوع ہوئی پھر میں وہانسے اسطرف آیا یہاں تک کہ آج آپکے قدم دیکھے

اب یہاں خدائی تعالیٰ سے امید ہے کہ اس نعمت سے مجھکو شرف یاب کرے حضرت رحمۃ اللہ
علیہ نے مجھسے اور میاں عبداللہ سے فرمایا کہ انکو مسجد کی چھت پر لیجاؤ ہم دونوں اسے چھت پر گئے
پھر حضرت بھی وہیں تشریف لائے اور ہم دونوں کو نیچے اتار دیا اور ایک آدمی مسجد کے زینہ پر
بٹھا دیا کہ اسوقت کوئی یہاں ہمارے پاس نہ آوے پھر خدا جانے حضرت نے اور کیا میں نہیں
کیا کلام ہوا مگر جسوقت حضرت اوسکو لیکر نیچے تشریف لائے اوسوقت وہ شخص مسلمان تھا پھر
حضرت کے فرمانے سے ہم نے اسکو سمندی میں نہلایا اور ایک شخص فتح محمد نام کنبوہ کے رہنے
والے نائی تھے انھوں نے انکے بال مونڈے پھر ہم لوگوں میں سے کسی نے یا کسی نے
کسی نے دو تین کسی نے کم و بیش دیا اور انکو دیکر حضرت کے پاس گئے میاں عبداللہ صاحب نے
سے پوچھا کہ کیا اب آپکا نام رکھدیں آپنے فرمایا کہ جو تمہارا نام ہے وہی نام ہمنے انکا
رکھا اور آج گائے کا گوشت انکو کھلاؤ اور حاجی عبدالرحیم صاحب حجرہ کے پاس ایک حجرہ انکو
دیا کہ رہیں رہا کرو پھر چند روز بعد اونکا ختنہ کرایا خدائی تعالیٰ نے اپنی عنایت سے انکو ایسا
مسلمان دیندار متبع سنت کیا نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز تہجد اشراق چاشت وغیرہ نماز
پڑھتے تھے پھر وہ حضرت امیر المومنین عبداللہ بلگرامی کے ساتھ جہاد کو گئے اور ہمیشہ رہا میں رہے

یہاں تک کہ بندر مرباط کے کئی سال شیخ ولی محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ رہے شیخ
صاحب ممدوح وہاں سے ہندوستان کو آئے تب وہ اور میاں عبداللہ اوسی ملک میں رہ گئے تب سے اب تک
نہیں معلوم کہ اب زندہ ہیں یا وفات کر گئے واللہ اعلم ــــ

جس روز حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان آباد سے آکر تکیہ راہر بلی میں
مع الخیر داخل ہوئے اسکے دوسرے دن مجھکو فرمایا کہ قصبہ راہر بلی میں ایک مجذوب علی مولا شاہ رہتے ہیں
انسے ہمارا سلام کہ آؤ جس وقت وارد قصبہ راہر بلی سے ہو تو قف نہ کرنا فوراً
اور کتنی دور ہے اور وہ مجذوب صاحب وہاں محلہ میں کسطرف رہتے ہیں میں نے حضرت سے پیدا راہر بلی
کسطرف ہے اور وہاں وہ شاہ صاحب کس محلہ میں رہتے ہیں آپنے سب کا راستہ تو بتلا دیا کہ اسطرف
جاؤ پھر شاہ صاحب سبحان اللہ نے کچھ نہ بتایا فرمایا وہاں جاؤ وہ تمکو مل جائینگے میں
اسطرف گیا جب بازار کے قریب پہنچا وہاں ایک دوانہ فقیر کھڑا ہوا ایک عصا
ہاتھ میں لیکر چیل قدمی کر رہا تھا اور کچھ بڑبڑا رہا تھا جسکو میں نے سمجھا کہ شاید وہ بھی مجذوب
ہیں پھر نزدیک جا کر میں نے کہا شاہ صاحب ہمارے سید و مولیٰ صاحب نے آپکو سلام کہا ہے اور
خیر و عافیت مزاج کی پوچھی ہے یہ کلام مجھسے سنکر وہ بھاگے وہاں سے تھوڑی دور اوس گاؤں تھا

اسی گھبراہٹ میں میں رکھ پیچھے اس مکان میں چلا گیا اور وہاں ایک خادم سید و شاہ نام سے
کہا میرا لوٹا یہ بچارے سے ساتھ صاحب کا آدمی آیا ہے اسنے لوٹا یہ بچارا یا بادشاہ صاحب
نے سنا رہے کہا اسیر شیو میں رسیر شیو میں گیا پھر اسنے سید و شاہ نے کہا کہ جلد دوڑ جا کی
جگہ کی کچا کر میا نہ تو سیا آدمی کو دے اسنے کہا جاتا ہوں اور تو لنگر میں یہیں بازار سے آویں
تو سوں کہا جا بازار سے لا پھر اسنے جا بازار سے لا کر رکھ کہا چونہ ڈالا جلکو دیا
میں نے جواب لیا پھر وہ شاہ صاحب بازار سے گئے کہ صاحب کو کل سویرے آئے اور شام تک
آیا کے سیا صاحب جلدی کا زلا کہ دو لاکھ تین لاکھ میں آنا وکھ کر کئی بار کہے اور کہا
میا صاحب سے ہمارا سلام کہنا ہم بھی کل میاں صاحب کی ملاقات کو آئیں گے پھر میں اسنے رخصت
ہو کر حضرت امیر المومنین کے پاس آیا اور انکا سلام کہہ سنایا اور کہا وہ بھی آپکے ملنے کو
کل آوینگے دوسرے روز کوئی چار گھڑی دن چڑھے وہ مہدوب ایک ہاتھی پر بیٹھ کر آئے
اور نوشاہا تھ میں پکڑے دور سے نمودار ہوئے کسی نے حضرت سے کہا کہ ایک مہدوب فقیر
آتے ہیں آپنے فرمایا انکو میانوالی بنگلہ میں ٹھیکر سپاہ پہرگوں نے سوا اس بنگلہ
میں بٹھایا پھر حضرت رحمہ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور بنگلہ کا دروازہ بند کر کے

بیٹھا رہتا تھا وہ ہر مہینہ حضرت کے لئے کیا بھیجتا کیا بھیجتا پھر جب دروازہ کھولا ہوا
محمد یوسف صاحب کہتے ہیں کہ ہوا کھائی ہوئی تھی وہ ایک کوٹھے میں سائے میں آپ اندھے
آگے دھری وہ کھاتے رہے گئے اور اپنی جگہ میں ہی رہتے گئے پھر حضرت مولوی صاحب
سے فرمایا کہ ایک روپیہ بھی تو نذر کرو انہوں نے ایک روپیہ بھی لاکر دیا وہ خوشی خوشی لے
انگوٹھے سے آنکھیں ملتے رہے اور اسکی جھنکار سن لگا کر ہنستے تھے پھر جب وہ وہاں سے تشریف لے گئے
حضرت رحمۃ نے فرمایا کہ یہ محبوب اس نسبت بریلی صاحب مدظلہ میں حضرت امیر المومنین امام الصابرین
رحمۃ نے فرمایا ہے سعد کہ اول شعر کا پڑھنا کیا یقین ہے اس شعر مبنت نظر میں ہمارا بیٹھنا جبکہ
آپ تکیہ پر چھوڑ گئے تھے اس شعر میں جو کچھ معاملہ گذرا جبکہ معلوم نہیں نہ خود حضرت کے
زبانی نہ کسی دوسرے کی زبانی سنا اس سبب احوال اس شعر میں تو بیان نہ کیا مگر جب اس
شعر سے دیکھا نظر سے حضرت علیہ الرحمۃ تکیہ پر تشریف لائے اور پھر بعد چند روز شعر ہاتھ
کیا اگر خدا میں رسیدی بتو آرد ہمراہ نہ بینی اگر حاجت جز رسیدن گذرے زبانی معمر اگوں کے بلکہ بعض
بعض زبانی قبلہ ارحمان علیہ الرحمۃ کے سے دریافت کیا سعد مالک یہ ہیں کہ جب حضرت ہمارے
تکیہ سے حصہ سکرون میں تشریف لے گئے اس قصبہ میں ایک بزرگ بڑے کامل

درویش تھے یہیں سواونکا مزار پرانوار بھی وہیں ہے اور زمینکے نیچے بڑے بڑے مزار مبارک
خادم اور مجاور ہیں ان بزرگ مرحوم و مغفور کا حال انکے زمانہ حیات میں جو کچھ تھا حقیقت
اسکی خدا کو معلوم ہے مگر حسن ظن یہ ہے کہ موافق سنت سنیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوگا
مگر فی زمانہ انکے سجادہ نشین صاحب کرامت تھے سنت افعال مذہب شیعہ کرتے تھے خاص موسم
عرس میں انکے مزار پرانوار کے قریب قوال اور سرود گانے بجانے ہیں اور انکے مرید اہل کبود
حال نکلتے ہیں اور کوڑے مارکر بدن چھلنی کرتے ہیں اور کام مرید جمع ہو اپنے سروں پر کوڑے مارتے ہیں
مرحوم مغفور مزار پر جاتے ہیں اور اس مراقبات و اہیات کو بیہودہ کہتے ہیں جن روزوں حضرت
امیر المومنین علیہ الرحمۃ والرضوان تشریف فرما ہوئے تھے وہیں موسم عرس کا بنا اپنی اس بڑی کرامات
و اہیات کو دیکھکر کریم علی صاحب جو وہاں کے سجادہ نشین تھے بطور وعظ و نصیحت کے فرمایا کہ
تم لوگ درویش ہا دین ہو تمہارے اقوال و افعال عوام الناس کو بہت اور کیا کہیں تم ہی
یہ جو کچھ ہر سال عرس و کیہ کرتے ہو اور اسکے اندر انواع منہیات شرعیہ ہوتے ہیں منصف ہے
کہو کہ یہ طریقہ موافق سنت سنیہ کے ہے یا مخالف اگر موافق ہو تو ہم لوگ بھی اس کو اختیار
کرنا چاہیے انہوں نے کہا ہم اس کا جواب پھر کسی وقت آپ سے عرض کرینگے بتاویگے پھر دوسرے روز

حضرت علیہ الرحمۃ نے مولانا عبدالحی صاحب کو آپ کے پاس بھیجا کہ اس امر میں آپ جائز فرما دیں
آپ نے فرمایا ہے مولانا مدعا آپ ہی کہیں گے اور کیا گفتگو اس امر میں کی ہے صاحب اس کی جواب ہی
میں بند ہو گئے آپ نے ایک طمانچہ مرحوم کے منہ میں جڑ کر کہا پھر انہوں نے مولانا مرحوم کہا
آپ کہاں تک وقت آیا اب یہ گفتگو کسی اور وقت پر رکھیے آپ نے کہا بہتر اور بعد وقت سلیمی
پھر مولانا صاحب وہاں سے چلے آئے پھر بعد ازاں عصر کے کریم بخش صاحب اپنا آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس بھیجا اس نے کہا کہ ہمارا بھی سلام اپنے میاں صاحب کو کہنا اور جو کچھ
وہ ہوئے کہا ہے بہت خوب ہے کسی وقت ہم بھی ملاقات کو آویں گے پھر حضرت آپ سے
ملنا پسند کیا اور جو کچھ ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ سے بیچے اور حاجی عبدالرسول وغیرہ کے تقریر کی
آپ نے ہر باب کا ایسا جواب صواب دیا کہ پھر اور کچھ گفتگو کی جا نہ رہی بلکہ جواب
سوال کی تحقیق ہو گئی اور جو کچھ ہوئے ہیں منصف کی راہ سے حق ہے مگر ہم کیا کریں

جو کچھ ہم نے سنا ہے سچ ہے آپ بڑے صابر تھے اور پھر اسکو رخصت کیا اور اپنے لوگوں سے کہا
کہ ہم اس گناہگار کو کہتے تھے کہ تو یہ کچھ نہ لے جا وہ نہ مانا سو اب اسے بھگتے پھر اسکو
آپنے زمین میں دفن کر دیا اور فرمایا عجیب نہیں وہ ابھی کچھ اور بھی بھیجے یا آپ لاوے مگر
اللہ تعالیٰ نے اسکا روبار کو سست اور بیکار کر دیا اور اسکے تار کے ست ہو گئے اور سب متاع اسکے
جو اس شہر میں تھی آپکے تابعدار ہم بہم ہو گئے اور اس شہر کی اس مملکت کو اللہ تعالیٰ
نے سانہ کر کے سبیل کر دیا بھر تھوڑے دن سے ایک اور حملہ آور ہوا اور اس نے بھی آپ کا مزاج پوچھا
اور یہ غرض تھی کہ اگر آپکو کچھ تکلیف نہ ہو ہم کس وقت آپکی خدمت کو آویں حضرت
علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ہمارے گاؤں میں کے پاس ہم آپ ہی کی آوی تھے وہ ہمکو دیکھ کر
عاجز ہیں ہو گئے غریب ہو گئے ہیں سے کہیو کہ سیدھے جاتے ہیں کہ ہمکو کسی قسم کی تکلیف
نہ ہو گی آپ نوش سے جب چاہیں تب آویں ہم بھی گاؤں کے قصے کو منتظر ہیں پھر اسکو رخصت
کیا ہر ایک تو رشہ دس جملے سانہ اور ایک جوڑی میانہ بڑے بڑے الدجی اور کوئی نسبتی
مشہور کچھ نہ پایا پھر حضرت علیہ الرحمہ کے پاس لشکر آپکا حاضر ہوا اور وہ جو کچھ دیگر تھا کر آپکے
نذر کیا اور کچھ دیر تک باتیں کرتا رہا پھر کہا میں آپکے حضور میں کچھ نہیں لایا گناہگار نے آپکے فرمایا تم

اور مسجد کے قریب ایک حجرہ ہا اسمیں رہکر سنگھ سنگھ کی پھر بھید کچھ دیکھا نہ پایا اور اس گفتگو میں فقیر
تو میں حیران ہوا پھر کسی وقت آؤنگا پھر اٹھ چلا اور سنگھ نے حضرت رح سے فرمایا کہ جیا پرشاد
پھر پاس آکر بیٹھا اور اپنی نسبت کو میری نسبت پر غالب کرنا چاہا اور جبکہ اس بات کا
کچھ خیال نہ ہوا پھر یہ حال مجھکو معلوم ہوا تب میں نے اپنی نسبت کو کول اللہ قوتہ اسکی طرف
متوجہ کیا اسی وقت وہ مغلوب ہو کر بھر آیا اور کہا میں آپ کچھ خلوت میں بیٹھا کرونگا
پھر وہ خلوت میں جا کر اس باتکا بہت سا حال اپنے کچھ محبتیں اور اپنی نسبت کو
بڑی قوی پھر اس نسبت کو اسکی نسبت کے بالمقابل آپ بڑے زبردست لوگ ہیں میں کیا تم کو
کیا کہوں مگر بہتر جو کچھ تمہاری قسمت میں ہوگا وہ تمکو ملیگا پھر میں نے اوسکو توجہ دیا اور
پوچھا کہ جو تم کو معلوم ہوا ہو بیان کرو پھر جو کچھ اس نے دیکھا بیان
کیا اور بہت راضی ہوا اور کہا کہ آپ سے کچھ اور بھی حاصل کرونگا اور آپ
جب اس شہر بنارس کی سرحد میں داخل ہوئے تھے اسی وقت سے
میرے سحر اور کاروبار میں خلل واقع ہونے لگا میں نے جانا کہ اس
شہر میں شاید کوئی گشائیں مہا پرس یعنی بڑا زبردست صاحب نسبت

آیا ہے اُسی کی نسبت قوی سے یہ خلل میرے کاروبار میں واقع ہوا مجکو
معلوم نہ تھا کہ کوئی بزرگ مسلمانوں میں سے ہے۔ پھر جب آپ کا حال
مجکو معلوم ہوا تب میں نے واسطے خبر کے اپنے چیلے کو بھیجا یہ بیان کرکے
آپ نے مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ سے پوچھا کہ مولانا صاحب اس گستاخیٔ کی
شیرینی کا کیا فتویٰ ہے اس پر وہ کچھ سحر کرکے لایا ہے اس کو لوگ
کھادیں یا نہ مولانا صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اس کا فتویٰ
آپ ہی کو خوب معلوم ہے میں اس امر میں کچھ نہیں جانتا پھر حضرت
نے اس شیرینی کو حفاظت سے الگ جگہ رکھوا دیا پھر دوسرے دن
بعد نماز فجر کے آپ نے مسجد میں ایک چادر بچھوائی اور اس پر شیرینی
جا بجا رکھوائی اس اثنا میں کسی نے کہا کہ حضرت اس میں تھوڑی
شیرینی برائے امتحان پہلے کسی کتے کو کھلوائیے جو کچھ سحر وغیرہ
ہوگا معلوم ہو جاویگا آپ نے فرمایا بھائی صاحب کیا کتے کو اپنی
جان پیاری نہیں ہے جو نقصان کے امتحان کے واسطے اس کو کھلاویں
کسی بات کا اندیشہ نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اس کے سحر کو اس پر سے
ہٹا لیا اب تم سب بے خطر کھاؤ پھر سب نے وہ شیرینی بخوبی

کھائی اور یہ بھی حضرت نے فرمایا کہ اس شہر میں ہمارے آنے کے
سبب گشائیوں کے کاروبار سحر اور استدراج کے معطل اور
بیکار ہو گئے اب اُن سے کچھ نہیں ہو سکتا بعد اس کے دوسرے روز
وہ ہی گشائیں پھر آیا پھر حضرت علیہ الرحمۃ اس کو خلوت میں لے گئے اور
بعد کچھ دیر کے وہاں سے آئے پھر جب وہ گشائیں رخصت ہوا تب حضرت
نے کہا کہ جو حال میں نے کہا تھا وہی آج اس گشائیں نے آکر ہم سے بیان
کیا کہ اگلے دن جب میں آپ کے پاس سے اپنے مکان کو گیا تب اس شہر کے
دو دو تین گشائیں مہاپرس میرے پاس آئے اور کہا کہ گرو جی یہ کیا
سبب ہے کہ کئی روز سے ہمارا سحر اور استدراج بالکل بیکار اور نکما
ہو گیا میں نے ان سب کو جمع کیا کہ جدا جدا میں کس کو کس کو جواب
دوں جب سب گشائیں آ چکے تب میں نے ان سے کہا کہ تمہارا تو
کارخانہ سیدھی ہو گیا خود میرے کاروبار کا یہی حال ہے اور سبب
اس کا یہ ہے کہ اس شہر میں کئی روز سے ایک سید صاحب آئے ہیں
ان کی نسبت کی پرتو سے یہ ہمارا تمہارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا

ہے اور جبتک وے اس شہر میں رہینگے یہی حال رہیگا بعد
جانے ان کے پھر بھی دیکھا چاہیئے کہ یہ کاروبار ہمارا تمہارا
جاری ہو یا نہ ہو اور اگر پھر جاری ہوگا تو انھیں کی توجہ اور
مہربانی سے ہوگا۔ اب پھر ہم ان کے پاس جاوینگے جیسا کچھ ہوگا
تم سے کہیں گے بعد اس کے دوسرے دن وہ گشائیں پھر آیا اور
پھر حضرت نے خلوت میں لیجا کر اُس کو توجہ دیا اور اُس نے
حضرت سے کچھ باتیں کیں پھر وہاں سے رخصت ہوا حضرت نے فرمایا
کہ آج یہ گشائیں اس بات کا شکوہ کرتا تھا کہ اس شہر میں جبتک
ہمارا کاروبار جاری تھا ہم کو بھی فائدہ تھا اور لوگوں کو بھی
اور لوگ ہمارے معتقد تھے اور اب کچھ کام چلتا نظر نہیں آتا
اس سبب سے اب ہمارا رہنا بھی معلوم نہیں ہوتا اگر آپ مہربانی
کریں تو بہتر نہیں تو ہم لوگ یہاں سے اور کہیں چلے جاوینگے
میں نے کہا گشائیں جی اس امر میں میرا کیا اختیار کہ تمہارا کاروبار

ہوگا یا نہ ہوگا تمہارا کارخانہ جدا ہمارا کارخانہ جدا مگر
ہمارا کاروبار جو تم سیکھو تو البتہ اس کا شکوہ کرنا لائق ہے
اُس نے جانا کہ میں ان کا طریق اختیار کرنے کا نہیں پھر یہ معاملہ
کیونکر دُرست ہو آخر کو آج نا اُمید ہو کر وہ چلا گیا بعد اس
کے دوسرے تیسرے روز اُس نے ایک اپنے چیلے کو بھیجا اس
نے حضرت سے آکر کہا کہ ہمارے گرو جی نے آپ کو سلام عرض
کیا ہے اور کہا ہے کہ اب ہماری یہاں سے جانے کی تیاری ہے
پھر یہ حال نہیں معلوم کہ وہ وہاں سے چلا گیا یا رہا مگر حج کو جاتے
ہوئے جب حضرت علیہ الرحمۃ بنارس میں تشریف لے گئے اور
وہاں لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا کچھ پتہ نہ ملا واللہ
اعلم بالصواب، پھر مولانا عبدالحیٔ صاحب نے کئی روز اس مسجد
میں وعظ فرمایا بہت لوگ مسلمان شہر کے خصوص اُس محلہ
کے مسلمان کنڈی گر اور دھوبی وعظ سننے کو آئے اس عرصہ میں

جو ان مسلمانوں کے وہاں ایک پیر تھے اُنہوں نے حضرت کے
آنے اور لوگوں کے رجوع ہونے کا حال سُنا تو ایک رنگین رومال
اور کچھ مٹھائی کے الائچی دانہ اپنے خادم کے ہاتھ حضرت
کو بھیجے اس خادم نے حضرت سے آکر کہا کہ ہمارے فلانے
پیر و مرشد نے یہ تبرک آپ کو بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ
جو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں مفید ہوگا یہ تمام
لوگ ہمارے مرید ہیں اور یہاں کا رویہ آپ کو معلوم نہیں
اگر آپ کچھ فتوحات حاصل کرنے کو آئے ہیں تو ہم سے آکر
ملاقات کریں پھر جو ہم اس کی تدبیر بتادیں وہ آپ عمل میں
لادیں تب تو البتہ کچھ حاصل ہوگا والّا آپ مختار ہیں۔ یہ
خرافات واہیات اس خادم کی زبانی سُن کر ہمارے لوگ
آپس میں ہنسنے لگے جب وہ خادم تبرک دے کر رخصت ہوا
تب کئی حاجیوں نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اگر اجازت

ہو تو ہم دو چار شخص جا کر ان پیرزادے صاحب سے ملاقات
کریں اور دیکھیں کہ ان کا کیا طور طریق ہے آپ نے فرمایا کیا مضائقہ
ہے جاؤ پھر مولوی وحیدالدین صاحب سادہ غریبوں کا لباس
پہن کر اور کئی آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر ان کے مکان پر
گئے اور اُن سے ملاقات کی اُنہوں نے پوچھا کہ آپ ہی اس شہر میں
تشریف لائے ہیں اور لوگوں سے بیعت لیتے ہیں مولوی صاحب
نے کہا وہ ہمارے پیر و مرشد ہیں ہم تو ان کے ادنیٰ مریدوں
میں ہیں، لوگوں سے آپ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ
سُن کر آپ کی ملاقات کو آئے ہیں کہ آپ ہم کو کچھ تعلیم فرماویں
اُنہوں نے کہا کہ بہت خوب جو کچھ دعا تعویذ حاضرات وغیرہ ہم
کو معلوم ہے بتا دینگے۔ مولوی صاحب نے کہا آپ کو توجہ دینا
دینا بھی آتا ہے کہا ہاں کیوں نہیں آتا مولوی صاحب نے کہا
کہ مجھکو اپنے سامنے بٹھا کر آپ توجہ دیویں پھر توجہ دینے کو
اُنہوں نے مولوی صاحب کو بٹھایا اور توجہ دینے لگے اسی

حال میں مولوی صاحب نے اپنی نسبت کا پر تو اُن پر ڈالا
وہ بیہوش ہو کر ہو حق مچانے لگے اور اُچھلنے لگے پھر مولوی صاحب
نے ان پر اپنا ہاتھ رکھا وہ ہوش میں آئے اور بہت گھبرائے
اور شرمندہ ہو کر کہنے لگے کہ یہ تم نے ہم پر کچھ عمل سفلی کر دیا اس
سے ہم بیہوش ہو گئے سو ہم تو ایسے شعبدوں کے معتقد نہیں
ہیں، مولوی صاحب نے کہا کہ والد ہم نے تو سفلی عمل آپ پر کچھ نہیں
کیا اور ہم تو آپ سے فائدہ اُٹھانے کو آئے تھے آپ یوں فرمائے
ہیں اور کسی وقت آپ ہمارے پیر و مرشد کی ملاقات کو تشریف
لے چلیں، تو وہاں بھی ہم آپ سے فائدہ اُٹھا دینگے اور اسی
طرح کی شیریں گفتگو سے ان کو راضی کیا پھر رخصت ہو کر
اپنے مقام پر آئے اور یہ تمام حال حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ
سے بیان کیا پھر دوسرے روز بعد نماز فجر کے کچھ دن چڑھے
وہ پیرزادے صاحب حضرت کی ملاقات کو آپ آئے

حضرت نے ان کو بہت عزت اور احترام سے بٹھایا اور
عافیت مزاج کی پوچھی انہوں نے حضرت علیہ الرحمہ کو اور
ان کے آدمیوں کو دیکھا اور اُن کی گفتگو سنی ہوش پراں
ہوئے کہ یہ لوگ تو اور ہی قسم کے ہیں اور انہیں کے دو چار
مرید جنہوں نے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اس وقت حضرت
کے لوگ ان کو توجہ دے رہے تھے مگر ان کو انہوں نے نہیں
پہچانا کہ یہ ہمارے مرید ہیں یہ حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ
سے باتیں کرنے لگے اور اپنا حال بیان کرنے لگے کہ حضرت سلامت
ہماری تو وجہ معاش یہ ہے کہ تمام مریدوں کے یہاں چھ ماہی
مقرر ہے کوئی ایک روپیہ کوئی دو روپیہ کوئی کم سوا دیتا
ہے اور یہ لوگ پیشہ ور ہیں ان سے پنجوقتی نماز کہاں ہو سکتی
ہے اسی کی معافی میں یہ ہم کو چھٹے مہینہ موافق مقدور کے کچھ
زر نقد نذر کرتے ہیں مگر رمضان کے روزوں کی ہم ان کو
بہت تاکید کرتے ہیں اس میں جو کوئی عذر کرتا ہے کہ ہم

حقہ پیتے ہیں یا کوئی نشہ کھاتے ہیں ہم سے روزہ نہیں رہا
جاتا تو ہم اُن سے اُس چپہ ماہی کے سوا کچھ اور نقدی یا دو چار
دعوتیں وغیرہ ٹھہرا کر کے ان کو معاف کر دیتے ہیں یہ ہم لوگوں
کے گذران کی صورت ہے اگر آپ کو کچھ فتوحات منظور ہو تو
اُس کی یہ راہ ہے جو ہم نے بیان کی اور آگے آپ کو اختیار
ہے حضرت نے یہ تمام داستان سُن کر فرمایا کہ جو کچھ آپ فرماتے
ہیں فی الحقیقت اس وقت کے پیروں کا یہی دستور ہے اور اسی
آمدنی پر ان کی گذران ہے، مگر یہ طور قرآن و حدیث کے
مخالف ہے آپ بھی غور اس کو دریافت کریں اور ہم مسلمانوں
کا طریق تو موافق فرمانے خدا اور رسول کے چاہیے جو موافق
قرآن و حدیث کے ہو اس کو ہم بھی عمل میں لادیں اور آپ بھی
اور جو کچھ خدا اور رسول کا طریق آپ کو معلوم ہو وہ آپ ہم کو
تعلیم فرما دیں ہم سیکھیں اور جو ہم کو آتا ہے وہ ہم آپ کو

بتادیں وہ آپ ہمیں ہمارا تو صرف مقصد یہ ہے اور روزی
و رزق تو خدا کے ہاتھ میں ہے اُنہوں نے کہا بیشک یہی حق
ہے جو آپ نے فرمایا اس عرصہ میں وہ دو چار شخص جن کو توجہ
دے رہے تھے وہ آئے اور جو کچھ جس نے اپنے مراقبہ میں دیکھا
تھا سب حضرت علیہ الرحمہ کے روبرو بیان کیا یہ سُن کر وہ
پیرزادے صاحب بھی سبحان اللہ سبحان اللہ کہنے لگے پھر کئی شخص
جنہوں نے اسی وقت تازہ بیعت حضرت کے ہاتھ پر بیعت
کی تھی حضرت نے ان پیر صاحب کے مریدوں سے جو توجہ لے
کر آئے تھے اور حضرت سے بیان کیا تھا فرمایا کہ تم اپنے ان
بھائیوں کو جاکر توجہ دو پھر انہوں نے ان کو توجہ دیا و
بھی حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے بیان کرنے لگے کہ ہم نے ایسا ایسا
معاملہ دیکھا یہ حال سُن کر وہ پیر صاحب بہت حیرت میں ہوئے
کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ تو مرید ان کے گویا ہر ایک صاحب
کمال ہیں پھر اُنہوں نے حضرت سے رخصت چاہی کہ پھر

میں کسی وقت آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہونگا یہ کہہ کر وہ
اپنے مکان کو گئے اور رات ہی کو اُس شہر سے مع اہل وعیال
کسی طرف بھاگ گئے اور حضرت علیہ الرحمہ کو منہ نہ دکھایا
اور نہ کسی مرید اپنے سے مل کر گئے' دوسرے روز کئی مرید
ان کے جنہوں نے حضرت سے بیعت نہیں کی تھی ان کو تلاش
کرنے لگے کہ ہمارے پیر صاحب کہاں گئے تب دو جاران
مریدوں نے جنہوں نے حضرت سے بیعت کی تھی ان سے
کہا کہ وہ میاں صاحب توکل سید صاحب کی ملاقات
کو آئے تھے اور یہاں کا حال اُنہوں نے اپنی آنکھوں
دیکھا اور سید صاحب سے کچھ گفتگو بھی کی تھی شاید کہ اسی
ندامت .اور پشیمانی سے بھاگ گئے یہ حال سُن کر اُنہوں
نے تمام شہر کے مریدوں کو خبر کی کہ ہمارے پیر صاحب
اس سبب سے بھاگ گئے وہ سب کے سب اُن سے بھی بے اعتقاد

ہو گئے اور طرف حضرت کے رجوع لائے اور سب نے بیعت
کی اور کہا کہ ہم تو آج تک اسی کو دین و اسلام اور خدا کی
راہ جانتے تھے، جس طریق پر وہ ہم کو چلاتے تھے، سو اب
ہم کو معلوم ہوا کہ ہم لوگ غلطی پر تھے، دین حق اور طریق خدا
کا یہ ہے جو آپ تعلیم فرماتے ہیں، اب ہم نے اُن سب اگلی
باتوں سے توبہ کی، پھر حضرت نے دو چار روز کے بعد
وہاں سے کوچ فرمایا اور جو کہ مولوی محمد علی صاحب مرحوم
مغفور نے اپنی کتاب مخزن احمدی میں بیان کیا ہے کہ
حیات النساء بیگم نے جو کسی فرنگی کی بیوی تھی، حضرت
علیہ الرحمہ کے دست مبارک پر بیعت کی، سو یہ مولوی
صاحب کو شبہہ واقع ہوا، اس نے سفر حج کی بیعت کی
تھی، جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمہ بنارس میں تشریف
لے گئے تھے، الغرض پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرما کر

نواح سلطانپور وغیرہ میں رونق افزا ہوئے، غلام حسین
خاں جو حاکم لکھنؤ کی طرف سے وہاں کا ناظم تھا اس کے
لشکر میں قریب دو ہفتہ کے رہے، پھر بابا وہاں سے
اپنے مکان ہدایت نشان میں تشریف لائے

جب سفر بنارس سے
حضرت امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ مع الخیر تکیۂ پر تشریف لائے،
پھر بعد چند روز کے ارادہ سفر لکھنؤ کا کیا اور مجھ سے فرمایا
کہ تم کو مکان پر چھوڑیں گے، میں نے کہا میں تو آپ کے ساتھ
چلونگا، اور میری نیت یہ تھی کہ آپ لکھنؤ جاتے ہیں اور
وہاں رافضی لوگ بہت ہیں، ایسا نہ ہو کہ وہاں کچھ کسی سے
بسبب مخالفت مذہب کے کچھ لڑائی جھگڑا ہو جائے، اور
میں یہاں تکیۂ پر رہوں، یہ بات بے مناسب ہے، آپ
نے فرمایا کہ تم یہیں پر رہو، میں نے پھر بار بار انکار کیا، آپ

نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ وہاں جاکر کیا کروگے، میں نے
عرض کی کہ روز جو سب لوگ آپ کے ہمراہ رکاب جاویں گے
وہ کیا کریں گے، آپ نے فرمایا وہ ہمارے ساتھ رہیں گے
میں نے عرض کی میں بھی ساتھ رہونگا، فرمایا کہ اگر تم کو
وہاں کچھ بیماری ہو جائے تو کیا کروگے یہ سُن کر چپ ہو رہا
کچھ نہ بولا یہاں تک کہ اسباب سفر کا گاڑی پر لاد کر روانہ ہوا
اور حضرت علیہ الرحمہ آپ بھی رخصت ہوئے جب تکیۂ عالیہ سے
نکل کر چھوٹے باغ پہنچے، تب مولوی وحید الدین صاحب
سے فرمایا کہ محمد حسن کو یہاں سے لیجا کر مکان پر رکھو اور
دین محمد کو ہمارے پاس بھیجدو پھر محمد حسن تو بموجب ارشاد
ہدایت بنیاد حضرت علیہ الرحمہ کے گھر پر رہے، اور میں آپ کے
ہمراہ ہوا اور تمام آدمی سیری یاد میں قریب پونے دوسو
کے ہونگے، مگر حضرت سید عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
آپ کے خواہرزادے فرماتے ہیں کہ سب اسّی آدمی تھے واللہ اعلم بالصواب

اور آپ کی سواری میں یکہ تھا، اس پر آپ اور سید محمد صاحب
سوار تھے اور سید عبدالرحمٰن صاحب گھوڑے پر سوار تھے،
پھر اس روز تکیہ شریفہ سے چل کر حسن گنج میں رہے، اور
دوسرے روز شب کو بعد نماز عشاء کے حضرت سید عبدالرحمٰن
صاحب سے فرمایا کہ کچھ رات رہے سے تم آگے چل کر قنوجوں
کی چھاؤنی میں اپنے مکان کو صاف کروا کر فرش بچھوا رکھو اور
جو بھنے ہوئے چنے اور نمک مرچ پسا ہوا اور کچھ گڑ بھی تیار رکھنا،
اور ہم نماز فجر کی پڑھ کر یہاں سے سوار ہوں گے، پھر سید عبدالرحمٰن
صاحب کچھ رات رہے سے سوار نہ ہوئے اور بعد نماز فجر کے حضرت
سوار ہوئے، اور پہر دن چڑھنے کے قریب چھاؤنی مذکور میں
سید عبدالرحمٰن صاحب کے مکان میں پہنچے، اور وہ سب سامان
تیار پایا، انہوں نے گڑ اور چنے آپ کے روبرو لا کر حاضر
کئے، سب نے تھوڑے تھوڑے چابے، اور کچھ دیر سو رہے

پھر وقت ظہر سب نے اٹھ کر وضو کر کے نماز پڑھی،
اس عرصہ میں عبدالباقی خاں قندھاری واسطے ملاقات حضرت
کے آئے اور ملے، بعد کچھ دیر کے اپنے مکان کو گئے، پھر تمام
چھاؤنی کے لوگ آنے لگے، عصر کے وقت محمد حسن خاں اور
خلیل اللہ خاں بیٹے عبدالرحمٰن قندھاری کے اور مصطفےٰ خاں بیٹے
موصوف کے اور عبدالرحیم اور عبدالمعبود خاں یہ سب حضرت
کے ملنے کو آئے، ان میں سے پانچ اشرفیاں حضرت کو محمد حسن
نے نذر دیں، اور تین مصطفےٰ خاں نے اور چار خلیل خاں نے
اور تین عبدالرحیم خاں نے، اور دو عبدالمعبود خاں نے نذر کیں،
یہ سب سترہ ۱۷ اشرفیاں ہوئیں، اور کھانا عبدالباقی خاں کے
یہاں سے آیا، سب تناول طعام سے فارغ ہوئے، تب
عبدالباقی خاں صاحب سید عبدالرحمٰن صاحب کو اپنے پاس
بلوا کر پوچھا کہ سید صاحب کی ملاقات کو کوئی آیا تھا،
اُنہوں نے کہا ہاں فلانے فلانے آپ کے بھائی بھتیجے

آئے' اور نذر بھی دے گئے' چنانچہ محمد حسن خاں صاحب
نے پانچ اشرفیاں نذر کیں' اور اسی طور کسی نے تین کسی نے
چار کسی نے دو اشرفیاں دیں' جب محمد حسن خاں صاحب
کی پانچ اشرفیاں سنیں' کمال متعجب ہو کر کہنے لگے کہ سبحان اللہ
محمد حسن خاں نے پانچ اشرفیاں نذر دیں' جو کسی کو ایک
ٹکا نہ دیں' یہ گویا سید صاحب کی بابا کرامات ہے' پھر حضرت
سید عبد الرحمٰن صاحب وہاں سے سید صاحب کے پاس آئے
یہاں مرزا اسد علی بیگ کمیدان و مرزا اشرف بیگ رسالدار
کے بیٹے' چند لوگوں سے آپ کی ملاقات کو آئے تھے' اور عرض
کی کہ آپ شہر میں تشریف لے چلیں' سید صاحب نے فرمایا کہ
انشاء اللہ تعالیٰ کل شہر میں چلینگے' مرزا صاحب ممدوح بہت
خوش ہوئے' اور آپ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو گئے'
اور اکبری دروازہ کے ایک سید میر مسکین مشہور تھے'
ان کی حویلی خالی کروائی' پھر اگلی صبح کو آکر سید صاحب

کو اور تمام ہمراہیوں کو اپنے ساتھ لے گئے، اور اسی حویلی
میں اتارا، اور اُس روز سید صاحب کے مولوی عبدالرب
صاحب مولانا عبدالعلی صاحب ملک العلماء کے بیٹے نے کی
اور جب وقت نماز ظہر کا ہوا مسجد میں نماز پڑھی مگر مسجد
چھوٹی تھی، اور آدمی زیادہ، کمال تکلیف ہوئی، اگلے روز
سید صاحب نے مرزا اسد علی بیگ سے فرمایا کہ ہم لوگوں کو
یہاں ہر وقت نماز کی بہت تکلیف ہوتی ہے، کوئی اور مکان
تجویز کرو، جہاں کوئی کشادہ مسجد ہو، یہ بات سن کر مرزا صاحب
اسی وقت یحییٰ گنج کو گئے، شیخ امام بخش نام وہاں ایک
سوداگر رہتے تھے، اُنہوں نے لبِ دریائے گومتی شاہ
پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر ایک کوٹھی بنوائی تھی بلکہ ہنوز کہیں
کہیں بلیاں باقی تھیں اُس کوٹھی کے واسطے جا کر کہا اور
سید صاحب کا حال بیان کیا اُنہوں نے کہا سبحان اللہ

اس سے کیا بہتر کہ سید صاحب میری کوٹھی میں رونق
افروز ہوں، آپ جا کر بے تامل اس میں اتاریں، پھر مرزا
صاحب سید صاحب کو میر سکین کی حویلی سے اس کوٹھی
میں لے گئے، اُس روز سے شاہ پیر محمد صاحب مرحوم کے
ٹیلے کی مسجد میں نماز فراغت سے پڑھنے لگے، دوسرے روز
کہ منگل کا دن تھا بعد نماز ظہر کے مولانا عبدالحئی صاحب نے کچھ
دیر وعظ فرمایا چند آدمی شہر کے حاضر تھے وہ سُن کر
بہت خوش ہوئے، انہیں نے جا کر شہر میں اپنے یاروں
آشناؤں سے چرچا کیا کہ آج تھوڑی دیر وعظ ہوا
یقین ہے کہ جمعہ کے روز خوب وعظ ہوگا اور اس کوٹھی
میں واسطے بیعت کے ہر روز صبح سے پہر رات گئے تک
جمع رہتے تھے، اتنی آپ کو فرصت نہ ملتی تھی کہ کوئی
گھڑی دو گھڑی تنہا بیٹھ کر کچھ اپنا عرض حال کرے
پھر تین روز کے بعد جب دن جمعہ کا آیا اور بکثرت

لوگ واسطے نماز پڑھنے اور وعظ سننے کے آئے بعد نماز
جمعہ کے مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم ومغفور نے سورۂ
انبیا کا وعظ شروع کیا اور بیان یہاں تک کیا کہ عصر کا
وقت آگیا اور اس خوبی کے ساتھ صاف صاف وعظ فرمایا
کہ تمام لوگ حاضرین مجلس کیا عامی اور کیا عالم سب فریفتہ
ہوگئے اور کہتے تھے کہ کبھی ہم نے اپنی تمام عمر میں اس خوش
تقریری کا وعظ نہیں سُنا اور مولانا صاحب ممدوح کے
علم وفضل اور ذہن اور تبحر کی ان میں جو علما تھے سنیوں کے
بھی شیعوں کے بھی سب مقر ہوئے اور ہزاروں شخصوں نے
سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی پھر نماز عصر پڑھ کر
سب لوگ اپنے اپنے مکانوں کو گئے پھر منگل کو بھی کچھ
دیر وعظ فرمایا اور شہر کے لوگ آپ کے وعظ پر اس
طرح فریفتہ ہوئے کہ اس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا
جب حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمہ شاہ پیر محمد مرحوم

کے ٹیلے پر امام بخش سوداگر کی کوٹھی میں اترے سات
آٹھ دن تک ہم سب نے اپنے پاس سے کھانا کھایا بعد اس
کے ایک روز دریائے گومتی کے پار ایک شخص نے دعوت
کی، حضرت علیہ الرحمہ نے چودہ پندرہ آدمی مکان پر
چھوڑے، باقی سب کو اپنے ہمراہ رکاب لے گئے، وہاں
دعوت میں میں نے کوئی ایک روٹی گوشت کے شوربے
سے کھائی ہو گی کہ یکایک میرے پیٹ میں درد ہونے لگا
میں بے چین ہو کر اٹھا اور حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے جاکر
کھڑا ہوا آپ نے پوچھا کیا تم نے کھانا نہیں کھایا میں نے عرض
کی کہ کھانا میں نے کھا لیا پھر آپ نے پوچھا کہ تم سے کسی کے
ساتھ گفتگو تو نہیں ہوئی میں نے عرض کی کہ کسی سے
نہیں، آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو ہمارے ساتھ ٹھہر کر
کھاؤ، میں نے اپنا حال عرض کیا کہ اس وقت میرے پیٹ
میں درد ہوتا ہے یہ سن کر آپ خاموش ہو رہے

اور میں وہیں کھڑا رہا' جب آپ تناول طعام سے
فارغ ہوئے تب مجھ سے فرمایا کہ جو لوگ مکان پر
ہیں ان کے واسطے تم کھانا لے کر جاؤ' اب ہم ناؤ پر
سوار ہو کر قندھاریوں کی چھاؤنی میں جاوینگے' پھر وہ
حضرت میرے سامنے ہی چھاونی کو روانہ ہوئے' میں کھانا
آدمی کے سر پر دھرا کر مکان کو آیا مگر وہ درد دمبدم
بڑھتا جاتا تھا' جیسے تیسے وہ کھانا لوگوں کو تقسیم کر کے میں
چارپائی پر لیٹ گیا' قبل مغرب کے حضرت چھاؤنی سے تشریف
لائے' لوگوں نے آپ سے میرے درد کا حال کہا آپ
سُن کر چپ ہو رہے' پھر بعد نماز مغرب کے تشریف لائے
اور مجھ سے پوچھا کہ اب کیا حال ہے' میں نے کہا الحمدللہ
بہتر حال ہے مگر درد اب تک کم نہیں ہوا' یہ سُن کر آپ تشریف
لے گئے' اسی طور دن بھر دو تین بار میرے پاس ہو کر نکلے اور
پوچھتے کہ کیا حال ہے میں کہتا الحمدللہ ویسا ہی حال ہے' آپ

سُن کر چلے جاتے اور کچھ بات نہ فرماتے، شہر کے جو
لوگ حضرت علیہ الرحمہ کے ملنے کو آتے تھے' انہوں نے
میرا حال پُر ملال دیکھ کر حضرت سے عرض کی کہ اجازت
ہو تو ہم ان کی دوا کروائیں' آپ نے فرمایا کہ بہتر جو تم سے
ہو سکے کرے' ہر شخص کو یہ خیال تھا کہ میری دوا سے ان
کو آرام ہوتا کہ حضرت علیہ الرحمہ مجھ سے خوش ہوں مگر
خدا کی قدرت کسی کی دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوتا بلکہ ہر ایک دوا
مخالف پڑتی' اور بیماری کو قریب مہینہ کے ہوا' آخر کو میں
دوا کرتے کرتے اکتا گیا اور دل میں خیال آیا کہ شاید یہ بیماری
اس سبب سے ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ نماز ظہر یا عصر کی ٹُرہ
کر مکان پر تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا اب تمہارا کیا حال
ہے' میں نے کہا الحمد للہ اچھا حال ہے پھر آپ وہاں سے
چلے اور آپ کے پیچھے سید احمد علی سیّد زین العابدین صاحب
کے والد تھے اور ان کے پیچھے مولوی محمد یوسف تھے

ان کے پیچھے کوئی شخص اور تھے، میں نے مولوی یوسف
صاحب کا مونڈھا پکڑ کر کہا کہ دین محمد یوں کہتے ہیں، انہوں
نے اسی طور حضرت علیہ الرحمہ کا مونڈھا پکڑ کر عرض
کی، یہ سُن کر آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کیا ہے، انہوں
نے کہا کہ دین محمد یہ عرض کرتے ہیں کہ دوا کرنا تو
میں نے چھوڑ دیا آج تک دوا سے کچھ فائدہ نہ ہوا
اب آپ میرے واسطے دعا کریں، پھر حضرت نے کہا
کہ دین محمد سے پوچھو کیا کہتے ہیں، انہوں نے پھر مجھ سے
پوچھا، پھر میں نے وہی کہا اور اُنہوں نے حضرت سے کہا،
آپ نے تین بار تکرار پچھوایا اور تینوں بار سے وہی
کہا، پھر آپ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا
کہتے ہو، میں نے عرض کی کہ آپ میرے واسطے دعا کریں
آپ نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو، میں نے کہا ہاں چاہتا
ہوں، تب حضرت نے اپنے داہنے ہاتھ کی آستین

چڑھائی اور فرمایا کہ دعا کروانے کی شیرینی دینی پڑیگی
میں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے میں کہاں سے دونگا ہاں
اگر آپ مجکو عنایت فرما دینگے تو مضائقہ نہیں، آپنے فرمایا
ہم تو کچھ نہ دینگے، میں نے کہا پھر میں شیرینی کہاں سے لاؤنگا
کہا تو پھر کسی کو ضامن دو، میں نے مولوی محمد یوسف صاحب سے
کہا کہ آپ میرے ضامن ہوں، اُنہوں نے حضرت سے کہا کہ
آپ کی شیرینی کا میں ضامن ہوں اگر یہ نہ دیں آپ مجھ سے لیں پھر
حضرت علیہ الرحمۃ نے اپنا دست مبارک میرے سر سے پیر دن تک
پھیرا، اسی دم سینہ تک میرا بدن ہلکا ہوگیا اور وہ ساری
بیماری جاتی رہی، میں نے اس وقت اُٹھنے کا ارادہ کیا آپ نے کہا کہ
اب کیا حال ہے، میں نے کہا الحمد للہ اب میں اچھا ہوں، میرا
جی اُٹھنے کو چاہتا ہے، آپ نے اُٹھنے سے منع کیا، اور مولوی
محمد یوسف صاحب سے کہا کہ آپ ان کے کھانے پینے کی خبر
لیا کریں، مگر کچھ بد پرہیزی نہ کرنے پاویں، اُنہوں

نے کہا کہ یہ تو مٹھائی کے سوا اور چیز کھاتے نہیں، کنجی ان
کے پاس ہے کوٹھا کھول کر جتنی چاہتے ہیں کھایا کرتے ہیں
آپ نے فرمایا کہ کنجی ان سے لیلو اور سوا مٹھائی کے جو کھانا
مانگیں ان کو دینا، میں نے کہا میں کنجی نہ دونگا مگر اقرار
کرتا ہوں کہ چار روز تک مٹھائی نہ کھاؤنگا، آپ نے فرمایا جا
روز مٹھائی نہ کھانے سے کیا ہوتا ہے، میں نے کہا آٹھ روز
نہ کھاؤنگا بعد اس کے پھر کچھ ہی ہو مٹھائی کھاؤنگا۔ آپ
نے کہا خیر کنجی رہنے دو، پھر آٹھ دس روز میں مجھکو طاقت
چلنے پھرنے کی ہوگئی، میری کوٹھری کے سامنے حضرت کی
کوٹھری تھی، ایک روز میں دوپہر کے وقت میں آپ کی کوٹھری
میں گیا اُس وقت ایک شخص بڑے دونے میں تازی جلیبیاں
بہت نفیس قریب میں سیر کے ہونگی لایا وہ دونا حضرت
نے مجھکو پکڑا دیا اور اُس میں سے ایک جلیبی اٹھا کر
تھوڑی سی کھائی اور باقی اس دونے میں رکھدی

اور جو جلیبیاں لایا تھا اُس سے کہا آپ جاویں،
اس وقت ہم سوئیں گے وہ تو چلا گیا میں وہیں رہا آپ
نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے تو کئی دن سے مٹھائی نہ کھائی
ہو گی یہ سب مٹھائی تمہیں کھانا اس میں سے کسی کو نہ دینا
پھر وہ جلیبیوں کا دونا لے کر میں اپنی چارپائی پر آیا اور مجھ
جلیبیاں وہیں بیٹھ کر کھائیں اور باقی کو ٹوکری میں رکھدیں
پھر دو یا تین وقت اس میں سے کھائیں، اس میں یاد آیا کہ
میں نے حضرت کو شیرینی دینی کہی تھی، پھر ایک روز باقی جلیبیاں
لے کر میں حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس گیا آپ نے پوچھا کیا
لائے ہو، میں نے کہا آپ کی شیرینی لایا ہوں، آپ نے دیکھا
اور فرمایا یہ تو وہی جلیبیاں ہیں جو ہم نے تم کو اُس دن دی
تھیں، میں نے کہا ہاں وہی ہیں، آپ نے تو میری ملک میں
کر دی تھیں، میں اپنا مال جو چاہوں کروں، آپ نے فرمایا سچ

ہے مگر تھوڑی ہیں ہم تو اور لینگے، میں نے کہا آپ نے
کچھ وزن تو مقرر نہیں کیا تھا شیرینی کا اقرار تھا یہ سُن کر
آپ مسکرانے لگے اور فرمایا کہ خیر ہم پا چکے اب یہ بھی تمہیں
کھاؤ، پھر وہ بہی جلیبیاں میں نے کھائیں، پھر جب میں باخوبی
تندرست ہوگیا تب ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات
کو سبحان علی کنوہ اور مرزا نہتو آئے آپ نے ان کو شاہ پیر محمد
صاحب کی مسجد کی چھت پر بیٹھنے کو فرمایا اور آپ بھی وہیں
گئے وہاں سے کچھ باتیں کرتے کرتے اور ان دنوں حضرت علیہ الرحمۃ
چپائتہ اور شاہتوہ پیتے تھے، میں ایک کٹورے میں بنا کر لے
گیا وہاں معلوم ہوا کہ آپ مسجد کی چھت پر ہیں میں
جا کر سیڑھیوں پر کھانسا، آپ وہاں سے آئے اور دوا
پی، اُس وقت میں نے کہا کہ حضرت میں کچھ عرض کرونگا
فرمایا کسی اور وقت کہنا، میں نے کہا ایک ہی بات
ہے، آپ نے فرمایا کہو، میں نے کہا، حضرت یہ کیا سبب تھا

کہ میں اتنے دنوں بیمار رہا اور ہر طرح کا معالجہ کیا مگر کچھ فائدہ
نہ ہوا اور ہوا تو آپ کی دعا سے ہوا' آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ
نے تم کو بچا لیا' نہیں تو بچنے کی کوئی صورت نہ تھی' میں نے تکیہ
پر تم کو منع کیا تھا کہ تم مکان پر رہو ہمارے ساتھ نہ چلو
تم نے نہ مانا یہ بیماری کا صدمہ اُسی سبب سے ہوا اور تمہاری نیت
بخیر تھی کہ سید صاحب رافضیوں کے شہر میں جاتے ہیں ایسا نہ
ہو کہ وہاں کچھ جھگڑا فساد ہوا اور میں تکیہ پر ہوں تو مناسب نہیں
اس سبب سے اللہ تعالیٰ نے تم کو شفا عطا فرمائی یہ کہہ کر
پھر آپ تشریف لے گئے' اور اول اس قصہ بیماری کا ایک
بیان باقی رہ گیا تھا وہ یہ ہے کہ جس روز دریائے
گومتی کے پار دعوت کھانے میں میرے پیٹ میں درد اُٹھا تھا
میں تو بنا ہ پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر گیا تھا اور حضرت
امیرالمومنین علیہ الرحمہ قندھاریوں کی چھاؤنی کو تشریف
لے گئے اور وہاں عبدالباقی صاحب کے پاس ٹھہرے اُس وقت

ہتیار باندھے تھے اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ
بھی حال خیال کر کے، خان ممدوح نے کہا کہ حضرت آپ کی
سب باتیں تو بہتر ہیں مگر ایک بات مجھکو بہت ناپسند ہے اور وہ
بات آپ کے خاندان والا شان کے خلاف ہے کہ آج تک
وہ چال کسی نے نہیں اختیار کی، آپ کو وہی کام زیبا ہے
جو آپ کے آبا اور اجداد امجاد کرتے آئے ہیں، آپ نے فرمایا
وہ کون سی بات ہے ناپسند بیان تو کرو، کہا یہ سپر تلوار
بندوق وغیرہ کا باندھنا یہ اسباب جہالت کا ہے یہ آپ
کو نہ چاہئے، اس بات کے سنتے ہی حضرت کا چہرہ مارے غصہ
کے سرخ ہو گیا، اور فرمایا کہ خاں صاحب اس وقت آپ
کو اس بات کا کیا جواب دوں اگر سمجھو تو بس یہی کافی ہے، یہ وہ
اسباب خیر و برکت کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام کو
عنایت فرمایا کہ کفار ناہنجار اور مشرکان بدکردار سے جہاد
کریں اور خصوصاً ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی

اسباب سے تمام کفار اشرار کو زیر کر کے جہان میں دین
حق کو رونق بخشی، اگر یہ اسباب نہوتا تو اس طرح نہ ہوتے
اور نہ تم ہوتے اور بالفرض اگر ہوتے تو خدا جانے کس دین
وملت میں ہوتے، اس وقت تم نے یہ ایسا بیہودہ کلام
زبان سے نکالا کہ جس کے سبب سے خدا کے گنہگار ہوئے، اور
دنیا میں بھی تمہارا نقصان ہوگا اس بات کو خوب یاد رکھنا، اب
اس نقصان کا بیان آگے اپنی جگہ پر مذکور ہوگا، پھر وہاں
سے حضرت علیہ الرحمۃ اٹھ کر محمد خاں صاحب کی ملاقات
کو گئے، پھر وہاں سے اسی چھاؤنی میں محمد حسن خاں صاحب کے
پاس تشریف لے گئے، پہلے اُنہوں نے بلوا کر اپنے سلاح خانہ
میں حضرت علیہ الرحمۃ کو طرح طرح کے ہتھیار دکھلائے
ولایتی سلاح، جدی اور ہندوستانی جدی، کہ یہ تلوار
اور یہ اس نمونہ کی ہے اور یہ بندوق اتنے کی خرید
اس قیمت کی ہے، اتنے کی خرید ہے اور یہ اتنے کی اور بہت

ہے اور یہ اتنے کی' اور بہت اہتمام کی چھڑی پیش قبض پستور
قرابین وغیرہ سب دکھلائے' پھر اپنے اصطبل میں لے گئے وہاں
گھوڑے ٹٹو وغیرہ دکھلائے ان میں ایک خچر بہت اچھا اور
بیش قیمت تھا سات سو روپے کا خرید اس کو بھی دکھلایا
اور حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ یہ خچر بڑا تیز رو اور کمال
رہوار ہے' جس وقت کوئی اس پر سوار ہوتا ہے تو پھر یہ سوائے
چلنے کے فراز و نشیب زمین کا خیال میں نہیں لاتا کیسا ہی نالائق ٹھوکا
ہو ہرگز نہیں رکتا اس سبب سے اس پر سوار ہونا مجھکو ناپسند معلوم
ہوتا ہے اور یہ جانور میرے کمال شوق کا ہے' آپ جناب الٰہی میں
میں اس کے واسطے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو میری طبیعت کے
موافق کر دے' آپ نے فرمایا کہ اس وقت تو نہیں مگر جب ہم پھر
کسی روز یہاں آویں تب اس بات کی یاد دلانا ہم ضرور دعا کرینگے
پھر وہاں سے خیالی گنج میں فقیر محمد خاں صاحب کے مکان پر
تشریف لے گئے' انہوں نے بھی اپنے سلاح خانہ میں لیجا کر

قسم قسم کے سلاح دکھائے اور اصطبل میں لیجا کر طرح
طرح کے گھوڑے ٹٹو اونٹ وغیرہ دکھلائے اور
سوال دعوت کا کیا' آپ نے فرمایا کہ ہم تمہاری دعوت
پہلے ہی روز جب آئے تھے کھا چکے ہیں اب اس کا تکلف
کرنا کچھ ضرور نہیں' خاں صاحب موصوف نے نہ مانا کئی بار
تکرار کیا' تب آپ نے فرمایا کہ کل صبح کو اپنا آدمی ہمارے
مکان پر بھیجا' اگر دعوت کھانا منظور ہوگا ولیا اس سے کہلا
بھیجینگے' پھر وہاں سے آپ مکان پر تشریف لے گئے' پھر خاں
صاحب موصوف نے اپنا آدمی نوکر محب اللہ خاں کو
آپ کی خدمت فیضدرجت میں بھیجا' حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
نے فرمایا کہ اگر خدا چاہیگا تو بعد کئی دن کے ہماری
بھی بریلی جانے کی تیاری ہے' فقیر محمد خاں کو ہماری طرف
سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ جس روز ہم اپنے مکان کو
جاوینگے اس روز آپ کے یہاں دعوت کھا

لیویں گے، یہ جواب با صواب مجیب اللہ خاں توخیا گنج
کو روانہ ہوئے، یہاں لوگ آپس میں اس بات کا چرچا
کرنے لگے کہ حضرت علیہ الرحمۃ تو اب یہاں سے مکان پر
جانے کو فرماتے ہیں، ہم تو یہ جانتے تھے کہ آپ اس شہر
میں تین چار مہینے قیام فرماوینگے، لوگوں کو ہدایت ہوگی
اور کچھ اگرچہ اب بھی لوگوں کو ہدایت ہوئی ہے مگر ایسے
شہر میں کہ لاکھوں مسلمان ہیں، ان میں سے نو دس ہزار
کو ہدایت ہوئی تو اس کا کیا شمار، پھر بعد نماز عشا کے مولانا
عبدالحئی علیہ الرحمۃ حضرت کے پاس گئے اور عرض کی کہ میں
نے لوگوں سے سنا ہے کہ آپ دو چار روز میں مکان کو
تشریف فرما ہونگے، آپ نے کہا ہاں اگر خدا نے چاہا
تو ارادہ ضرور ہے، ہم کو مکان سے آئے ایک مہینہ سے
کچھ زیادہ ہوئے ہیں، اب کی جمعہ کے بعد نیت کوچ کی ہے
یہ بات سن کر مولانا صاحب دیر تک خاموش رہے

پھر کہا کہ افسوس کی جگہ ہے کہ چراغ کے نیچے اندھیرا ہی ہوتا ہے یہی
حال قصبہ رائے بریلی کا دیکھا کہ وہاں کے لوگوں کو ہدایت کم
نصیب ہوئی' اور وہی حال اس شہر کا بھی معلوم ہوتا ہے اور اگر بالفرض
لاکھوں مسلمانوں میں نو دس ہزار کو ہدایت ہوئی تو کیا یہ بات
سن کر حضرت علیہ الرحمۃ دیر تک سکوت میں رہے پھر فرمایا
کہ مولانا صاحب کیا آپ کا دل چاہتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو
ہدایت ہو مولانا صاحب نے کہا کہ حضرت ایسا بھی کوئی مسلمان
ہوگا کہ اس بات کو نہیں چاہتا' پھر آپ نے فرمایا کہ آپ کا
دل بہت چاہتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کو ہدایت ہو مولانا
صاحب نے کہا کہ ہاں حضرت میرا دل بہت چاہتا ہے حضرت
علیہ الرحمۃ نے تین بار یہی پوچھا اور مولانا صاحب نے وہی کہا
پھر حضرت نے فرمایا کہ مولانا صاحب ہمارا بھی دل کمال یہی
چاہتا ہے پھر دیر تک چپ بیٹھے رہے پھر آپ مولانا صاحب

کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ مولانا صاحب بہت
خوب' اب آپ کمر ہمت باندھئے اور اس بات کو سمجھ لیجئے کہ آپ
کو بہت محنت کرنی ہو گی نہ دن کو چین ملیگی' نہ رات کو' آج
سے کئی دن جمعہ کے باقی ہیں اگر خدا نے چاہا تو اس روز دیکھنا
کہ لوگوں کو کیسے ہدایت ہوتی ہے اور انشاء اللہ روز بروز
وہ ہدایت بڑھتی جاویگی' اور اب ہم نے بھی نیت قیام کی کرلی
پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تب مکان کو چلیں گے' اور آپ
شیخ امام بخش سوداگر کے مکان میں اترتے تھے اور دوسرا مکان
شیخ صاحب موصوف کا جس میں خود رہتے تھے وہ وہاں سے دور
نزدیک یحییٰ گنج کے تھا اور وہ کوئی چھ مہینے سے بیمار تھے اور
حضرت علیہ الرحمۃ سے ان کی بسبب بیماری کے ملاقات بھی نہیں
ہوئی تھی کسی سے اُنہوں نے سنا کہ حضرت دو چار روز میں اپنے
مکان کو تشریف لیجاوینگے' پنجشنبہ کے روز اُنہوں نے اپنا آدمی
بھیجا اُس نے آکر حضرت سے کہا کہ شیخ صاحب نے سلام کہا

ہے اور یہ عرض کی ہے کہ کل جمعہ کو آپ کی دعوت ہے اور میں تو
بہت بیمار ہوں' اس سبب سے آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر
نہیں ہو سکتا' میری آرزو ہے کہ اگر آپ کسی وقت میرے غریب خانہ
میں قدم رنجہ فرما دیں' تو عین عنایت اور غریب نوازی ہے
اور طعام دعوت اگر مرضی مبارک ہو تو سب صاحب مل کر
یہاں تناول فرما دیں اور اگر حکم ہو تو ہمارے آدمی وہیں
مکان پر پہنچا دیں' حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ شیخ صاحب
کو ہمارا سلام کہنا اور عافیت مزاج کی پوچھنا اور انشاء اللہ
تعالیٰ ہم ان کے ملنے کو ضرور آوینگے' اور کھانے کے واسطے
ہمارے لوگوں سے پوچھو اگر وہاں کھانے کو راضی ہوں
تو وہیں جاکر کھا دیں اگر یہاں راضی ہوں تو کھانا یہاں
بھیجدینا' پھر اس آدمی نے ہم لوگوں سے پوچھا ہم نے
حضرت علیہ الرحمہ سے عرض کی آپ نے فرمایا جو بہتر جانو
کہہ دو' ہم نے کہا کہ بہتر تو ہم کو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کھانا

یہیں بھیجدیوں، فرمایا یہی کہہ دو، ہم نے یہی کہہ دیا کہ کھانا
یہیں بھیجدینا، یہ سُن کر وہ آدمی رخصت ہوا، پھر دوسرے
روز جمعہ کو بیس بیس سیر کھانے کی تین دیگچی دو میں پلاؤ اور
ایک میں زردہ لے کر شیخ صاحب کے آدمی آئے اور دے کر
چلے گئے، قریب پہر دن کے اس وقت آیا ہوگا، مولوی محمد یوسف صاحب
نے حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا کہ اجازت ہو تو کھانا لوگوں کو
کھلا دیں، اس واسطے آج جمعہ کا روز ہے دو چار گھڑی میں
نمازی آنے لگیں گے پھر اس وقت کھلانے کی تدبیر نہ بنیگی،
آپ نے فرمایا کہ ہمارے لوگ بعضے بعضے دریا میں نہانے دھونے
گئے ہونگے کچھ دیر توقف کرو کہ سب لوگ آلیویں تب کھلا دینا
کہا بہت بہتر، اس میں پانچ گھڑی کا عرصہ گذر گیا لوگ شہر کے
نماز کو آنے لگے اس وقت حضرت نے فرمایا کہ اب کھانا لوگوں
کو کھلا دو، مگر ایک دیگچہ پلاؤ کا ڈھک کر الگ رکھدو اور
دو دیگچوں کا زردہ اور پلاؤ کھلا دو، پھر ہم کئی آدمی
لگنوں میں نکال کر کھلانے لگے، اس کھانے میں قریب ڈھائی
سو آدمیوں کے بخوبی آسودہ ہو گئے اور جو کچھ تہ دیگی

بجی وہ ہم کئی آدمیوں نے کھائی پھر کچھ عرصہ میں وقت
جمعہ کا آیا، لوگ جمع ہونے لگے اور جمعہ کو قریب ہزار بارہ
سو آدمیوں کے جمع ہوتے تھے، اس جمعہ کو قریب چار
ہزار آدمیوں کے آئے بعد فراغ نماز کے مولانا عبدالحئی صاحب
نے کچھ دیر تک وعظ فرمایا پھر لوگ مسائل پوچھنے لگے،
آپ ہر ایک کو جواب دینے لگے، اور حضرت امیرالمومنین علیہ اکثر
کے گرد اُس وقت بیعت کرنے والوں کا ہجوم تھا بیشمار آدمیوں
نے اُس روز بیعت کی، پھر عصر کی نماز پڑھ کر حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ تو چند آدمی اپنے ساتھ لے کر شیخ امام بخش سوداگر کی
عیادت کو سوار ہوگئے، اور مولانا عبدالحئی صاحب وہیں صحن
مسجد میں لوگوں کو سوالوں کا جواب دیتے رہے، جب آپ
شیخ صاحب موصوف کے مکان پر پہنچے، تب انہوں نے کئی
گھڑے شکر کا شربت بنوایا اور سب کو پلوایا، حضرت علیہ الرحمۃ
نے شیخ صاحب سے پوچھا کہ آپ کو کیا عارضہ ہے اُنہوں نے

عرض کی کہ طبیب لوگ کہتے ہیں کہ اول درجہ دق کا ہے اور
مجھکو بھی دق ہی کے آثار معلوم ہوتے ہیں کہ چھ مہینے سے معالجہ
طرح طرح کا ہوتا ہے اور بیماری زیادہ ہوتی ہے مگر تفاوت
کچھ بھی نہیں ہوتا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اچھا کردیگا اپنے
دل میں کسی بات کا اندیشہ نہ کرو اور شیخ صاحب نے اپنے
کئی نوکروں سے سنا تھا کہ ان دنوں کوئی حضرت کے ہمراہیوں
سے سخت بیمار اور جاں بلب تھا سو اس کے اوپر آپ نے ہاتھ پھیرا
فوراً اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی یہی بات خیال کرکے حضرت
سے کہا کہ میں اُمید وار ہوں کہ آپ میرے لئے دعا کریں جس طرح
ان دنوں آپ نے اپنے کسی رفیق کے واسطے دعا کی تھی اور اُس کو
اللہ تعالیٰ نے اُسی دم صحت کامل عطا فرمائی آپ نے پوچھا کہ
یہ بات تم نے کس سے سنی ہے کہا فلانے فلانے نوکر بیان کرتے
تھے آپ نے فرمایا بہتر آپ کے واسطے ہم دعا کرینگے اللہ تعالیٰ
چاہیگا اچھے ہو جاوگے پھر آپ نے بسم اللہ کرکے اپنا
دست مبارک ان کے سر سے پیروں تک پھیرا اُسی دم

ان کا بدن سینہ تک ہلکا ہو گیا پھر دوسری بار ہاتھ
پھیرا کمر تک بدن ہلکا ہو گیا پھر تیسرا کہ پیروں تک ہلکا
ہو گیا' پھر آپ نے پوچھا کہ شیخ صاحب اب کیا حال ہے
عرض کی کہ حضرت اب تو میں فضل الٰہی سے چنگا تندرست
ہو گیا' اب مجکو کچھ بیماری معلوم نہیں ہوتی' اور چارپائی
سے اٹھنے کا ارادہ کیا آپ نے منع فرمایا کہ نہ اٹھو اور خبردار
ابھی چند روز کچھ پرہیزی نہ کرنا پھر آپ وہاں سے رخصت ہو
ٹیلے پر آکر نماز مغرب پڑھی' بعد اس کے جب نماز عشا سے فارغ
ہوئے تب مولوی یوسف صاحب نے پوچھا کہ وہ دیگچہ پلاؤ کا
رکھا ہے اس کے واسطے کیا ارشاد ہے آپ نے کہا کہ جن
صاحبوں کو کھانے کی انتہا بھوکھلا دو پھر انہوں نے سب سے پوچھا
سب نے کہا کہ اس وقت بھوک نہیں ہے صبح کو کھا لیویں گے
پھر ہم چند لوگ مواقق معمول حضرت کے پاس جا کر بیٹھے کہ
آپ کچھ فرما دیں ہم سنیں' اس وقت مولانا عبدالحئی صاحب سے

سے آپ نے پوچھا کہ مولانا صاحب آج تو آپ کو خوب ہی
محنت پڑی ہوگی کہو کیا معاملہ گذرا اُنہوں نے کہا بعد نماز کے
کچھ میں نے لوگوں کو وعظ و نصیحت سنائی تھی، آپ نے فرمایا کہ
خیر وعظ آپ نے کہا ہوگا مگر اس وقت سے عشا تک جو لوگ آپ
کو گھیرے تھے ان سے کیونکر فارغ ہوئے۔ کہا بعضوں کو بعض
بعض مسائل کی تحقیقات منظور تھی، اور بعضوں کو اعتراض اور
مباحثہ کرنا درکار تھا، غرض سب کو جو کچھ اُس وقت میرے
ذہن میں آیا، جواب دیا، اور ایک مرزا صاحب صبح کو دعوت
کر گئے ہیں، میری اور بیس آدمی اور کی ہیں، فرمایا بہتر جائیے،
پھر صبح کو صاحبِ دعوت کا آدمی سواری لے کر حاضر ہوا اور
باتوں باتوں میں کہنے لگا آج فلانے فلانے مولوی اپنی اپنی بات
کتابیں لئے بیٹھے ہیں، چنانچہ مرزا حسن علی صاحب محدث بھی وہیں
ہیں، سو مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب آپ سے مناظرہ
کرینگے، مولانا عبدالحئی صاحب نے کہا کہ ہاں مجھ کو بھی یہی

سمجھ پڑتا ہے کہ آج وہاں عجب نہیں جو کچھ مناظرہ یا مباحثہ
ہو، پھر مولانا صاحب نے یہی حال حضرت علیہ الرحمۃ کے آگے
بیان کیا کہ صاحبِ دعوت کے آدمی کی زبانی معلوم ہوا
کہ وہاں کچھ علماء واسطے مناظرہ کے جمع تھے، سو آپ جناب
الٰہی میں دعا کریں کہ وہاں کچھ کسی طور کا شر و فساد نہ ہو،
اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو وہاں جانا کچھ ضرور نہیں، اس
واسطے کہ طبیعت کے تیز اور صاف گو ہیں، کسی کا پاس نہ کرینگے
جو بات ہوگی صاف صاف کہیں گے، حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب طرح کی خیر ہوگی، وہاں شر و فساد
کچھ نہ ہوگا جو کوئی کچھ سوال کرے تو موافق کتاب اللہ اور
سنت رسول اللہ ﷺ کے جواب دینا اور مناظرہ اور مباحثے
سے کچھ غرض نہ کرنا، بلکہ خدائے تعالیٰ کی جناب سے یہ اُمید ہے
کہ وہ صاحب کچھ دور عمہارا استقبال کریں گے، جیسے
علما کی تعظیم و توقیر ہوتی ہے اسی طور کریں گے، پھر

مولانا عبدالحئی صاحب علیہ الرحمۃ اور مولانا محمد اسمٰعیل
صاحب اور مولوی وحیدالدین صاحب اور بیس آدمی
اور بھی ساتھ لے کر دعوت کھانے تشریف لے گئے، فی الحقیقت
جو کچھ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا، وہی معاملہ بعینہ پیش آیا
کہ انہوں نے جوان صاحبوں کے آنے کو سنا تو جلد قدم
مکان سے نکل کر بڑی تعظیم اور توقیر سے لے گئے، اور بہت
عزت اور حرمت سے بٹھایا اور کچھ مسائل بطور استفادہ
کے پوچھے، مولانا عبدالحئی صاحب نے ہر مسئلہ کا جواب معقول
ارشاد کیا، پھر انہوں نے ہاتھ دھلائے، کھانا کھلایا، بعد
فراغ طعام کے کچھ دیر اور بیٹھے، اس عرصہ میں حضرت امیرالمومنین
علیہ الرحمۃ نے ہم چھ سات آدمیوں کو بھیجا کہ جاکر دیکھو تو
وہاں کیا حال ہے، پھر ہم لوگ وہاں گئے، دیکھا کہ سب صاحب
شاد و خرم بیٹھے ہیں، اُس وقت مولوی وحیدالدین صاحب
پان کھا رہے تھے، ہم کو دیکھ کر تھوکنے کے بہانہ سے

اُٹھے، اور ہم سے آکر پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو، ہم نے کہا
کہ حضرت نے ہم کو بھیجا ہے کہ وہاں جاکر دیکھو تو کیا حال ہے
مولوی صاحب نے کہا یہاں بہت طرح سے خدا کا فضل ہے، جس
چیز کا ہم کو خیال تھا وہ یہاں کچھ نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ
کسی روز حضرت علیہ الرحمۃ کو بھی بلانے کو کہتے ہیں، خیر اب تو
آئے ہیں، لحظہ بیٹھ کر چلے جانا تمہارے بعد ہم بھی آتے ہیں،
پھر ہم وہاں سے کچھ دیر بیٹھ کر چلے آئے، پھر ہمارے مولانا
عبدالحئی صاحب بھی سب لوگوں کو لے کر آپہنچے، اور جو کچھ
وہاں حال گذرا تھا، حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ سے بیان
کیا اور کہا کہ آپ کو بھی بلانے کی ان صاحبوں نے تیاری کی ہے،
آپ نے فرمایا کہ ہم کو بلا دیں گے، ہم چلیں گے بھی، پھر دوسرے
روز اس محلہ کے کئی آدمی آئے اور حضرت علیہ الرحمۃ
سے اطلاعاً بیان کیا کہ وہاں لوگوں نے آپ کو بلانے کا
ارادہ کیا ہے اور ان کی یہ نیت ہے کہ ہم کو جو کچھ گفتگو کرنا

ہے سید صاحب سے کرینگے اس واسطے کہ ان کو زیادہ
علم نہیں ہے، اگر ہم نے ان کو مغلوب کر دیا تو ان کے سب
اتباع اور مرید لوگ بھی مغلوب اور لاجواب ہو جاوینگے، سو
وہاں اس بات پر تمام لوگ خوش ہیں اور ہم لوگ بھی خوش
ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب آپ کا ان سے مقابلہ ہوگا
تو دو ایک ہی کلام میں وہ سب کے سب لاجواب ہو جاوینگے
آپ نے فرمایا ہم حاضر ہیں وہ جب چاہیں ہم کو بلا دیں
پھر ایک روز ان کا آدمی حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس آیا اور کہا کہ صبح کو فلانے محلہ میں فلانے صاحب
کے یہاں آپ کی اور آپ کے تمام لوگوں دعوت ہے، آپ
نے فرمایا کہ بہتر، پھر صبح کو صاحبِ دعوت نے سواریاں بھیجیں
حضرت نے چلنے کی تیاری کی، شہر والوں کو خبر ہوئی کہ
آج وہاں حضرت سے مناظرہ ہوگا تو اپنے لوگ اور
وہ ملا کر قریب چار سو آدمیوں کے ہونگے آپ نے فرمایا

کہ ہاں فقط ہمارے لوگوں کی دعوت ہے، اوروں کو بے اجازت
جانا مناسب نہیں، یہ سُن کر لوگ وہاں سے متفرق ہو کر اپنی
اپنی طرف چلے گئے مگر جب حضرت اپنے لوگوں کو لیکر وہاں
پہنچے تو وہ بھی وہیں آکر موجود ہوئے، صاحب دعوت نے سب
کو فرش پر بٹھایا، سب آدمی قریب چار سو کے تھے، اپنے کھانے
کو خیال کر کے صاحب دعوت گھبرایا کہ کھانا کم ہے اور کھانے
والے بہت، ان کا نام مرزا حسن علی بیگ تھا، حضرت علیہ الرحمۃ
نے ان کی طبیعت متردد دیکھ کر پہچانا اور کہا، مرزا صاحب
ذرا یہاں ہمارے پاس تشریف لاؤ، وہ اس وقت اپنے لوگوں
سے قلتِ طعام کا شکوہ کر رہے تھے، جواب دیا کہ میں حاضر ہوتا
ہوں، آپ نے فرمایا کہ ابھی آؤ، وہ حاضر ہوئے، آپ نے
پوچھا تمہاری طبیعت کیوں متردد ہے، مرزا صاحب نے
بے تکلف یہی کہا کہ حضرت سلامت! کھانا تھوڑا ہے اور
آدمی بہت، میں اس وقت تجکو یہی تردد ہے، آپ نے
پوچھا، کھانا تم نے کس قدر پکوایا، کہا میں نے سو آدمیوں

کا سو آدمی میری طرف کے کھانے والے ہیں' اور دو
سو آدمیوں کا کھانا آپ کے واسطے' سو اس وقت
آدمی جانبین کے کم و بیش چھ سو معلوم ہوتے ہیں آپ
نے فرمایا کہ جو کھانا ہمارے لوگوں کے لئے ہو اس کو جدا کر کے
ہمارے لوگوں کو حوالہ کر دو' ہم جانیں اور ہمارے آدمی'
اور باقی اپنے لوگوں کا کھانا جدا کر لو' اور دوسری بات
یہ کہ جو تم نے رکابیاں منگوائی ہیں ان کو تو رہنے دو' ہمارے
لوگوں کے واسطے لگنیں اور کونڈے منگا دو اور اپنے آدمیوں
کو ہمارے کھانے کے پاس سے بلا لو ہمارے لوگ اپنے کھانے
کا آپ انتظام کر لیویں گے' پھر مرزا صاحب نے ویسا ہی کیا
دو حصہ کھانا تو ہم لوگوں کے لئے جدا کر دیا اور ایک حصہ اپنے
لوگوں کے واسطے جدا رکھ لیا' پھر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
مولوی محمد یوسف صاحب اور میاں عبداللہ اور مجکو اور ایک
یا ر آدمی اور کو واسطے کھلانے کے مقرر کیا اور میاں عبداللہ
صاحب سے کہا کہ تھوڑا سا کھانا کفگیر میں لاؤ تو دیکھیں کیا
کھانا مرزا صاحب نے پکوایا ہے' اُنہوں نے کہا بلاؤ

ہے اور کفگیر میں تھوڑے چاول لیکر آپ کے پاس گئے، آپ
نے ذرا چاول کفگیر سے اُٹھا کر کھا لئے اور کہا باقی چاول دیگ
میں ڈال کر اور چاولوں کی تعریف کرنے لگے کہ واہ سبحان اللہ
مرزا صاحب نے خوب ہی باریک عمدہ چاول پکوائے ہیں اور
ہم لوگ تو موٹے چاول اور کڑھی کے کھانے والے ہیں، اللہ تعالیٰ
ان کے کھانے میں برکت کرے، اور ہم لوگوں سے فرمایا کھلانا
شروع کرو، پھر ہم لوگ انہیں لگنوں اور کونڈوں میں نکال
کر کھلانے لگے، فضل الٰہی سے ہمارے سب آدمی یا خوبی آسودہ
ہو کر کھا لیا اور تھوڑا تھوڑا ہر لگن اور کونڈے میں کھانا
بچ رہا اور کچھ دیگ میں بچا سو ہم لوگوں نے کھایا، یہ حال عجیب
وغریب دیکھ کر مرزا صاحب اور اُن کی طرف کے تمام
لوگ مبہوت ہو گئے کہ یہ کیا معاملہ ہوا، پھر مرزا صاحب اپنے لوگوں
کو کھلانے کی تیاری کرنے لگے وہاں بھی قریب دو سو آدمیوں
کے جمع ہو گئے، سبب یہ تھا کہ سب کو خبر تھی کہ آج سید صاحب
اور یہاں کے علما سے مناظرہ اور مباحثہ ہو گا اکثر لوگ تماشا

دیکھنے کو آئے تھے اور کھانا وہاں سو آدمی کے کھانے کا
تھا قلت طعام کا مرزا صاحب کے دل میں تردد تھا بھر
یہی ذکر حضرت علیہ الرحمۃ سے کیا' آپ نے فرمایا کہ جن لگنوں
اور کونڈوں میں ہمارے لوگوں نے کھایا ہے اور کچھ کھانا ان
برتنوں میں بچا ہے وہ انہیں برتنوں میں رہنے دو اور اس میں
نکال نکال کر کھلانا شروع کر دو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا
پھر مرزا صاحب نے ویسا ہی کیا' سب لوگ کھا گئے اور دو چار
سیر پلاؤ بچ رہا' پھر تو وہ سب صاحب جو مناظرہ اور مباحثہ
کی نیت سے جمع تھے' سر بجیب عالم حیرت میں رہ گئے' کسی نے مارے
ندامت کے گردن نہ اٹھائی' بلکہ ہر ایک شخص حضرت علیہ الرحمۃ کی
اور آپ کے آبا اور اجداد امجاد کے فضائل بیان کرنے لگے کہ
آپ ایسے ہیں اور آپ کے بزرگوار اس عالی مرتبہ کے تھے' پھر
اس وقت دوسرے مرزا حسن علی صاحب جو محدث تھے
انہوں نے دو تھان مشروع اور دو تھان چکن کے
اور ایک چھوٹا سا پاندان سفید الائچیوں سے بھرا ہوا اور

اور اس میں ایک شیشی عطر کی دھری ہوئی حضرت کے روبرو لائے
اور وہ سب نذر کیا' آپ نے ہم میں سے ایک شخص کو کہا کہ یہ
اسباب لیلو یہ مرزا صاحب کا تبرک ہے' اور یہ الا چیاں ہم
کھا دینگے' بعد اس کے لوگوں نے بیعت کرنا شروع کیا' عورت
مرد ملا کر کوئی تین سو آدمی شرفِ بیعت سے مشرف ہوئے
پہلے تو مردوں نے بیعت کی' پھر لوگ حضرت کو اپنے اپنے گھروں
میں لے گئے وہاں عورتوں نے بیعت کی' پھر وہاں سے آپ
تشریف لائے اور نماز عصر شاہ پیر محمد صاحب کی مسجد میں
پڑھی' پھر اگلے روز ہفتہ کو شہر کے بیشمار لوگوں نے آکر آپ
کے دست مبارک پر بیعت کی' ان میں سنی لوگ تو تھے ہی مگر
امامیہ مذہب والے بھی بہت تھے اور پہلے ہی اکثر شیعہ لوگ
بیعت کر چکے تھے' اس بات کا تمام شہر کے شیعوں میں
چرچا تھا کہ جو سید صاحب رائے بریلی کے شاہ پیر محمد
صاحب کے ٹیلے پر اترے ہیں خدا جانے ان کے پاس کیا عمل

یا سحر ہے کہ جو کوئی ان کے پاس جاتا ہے اُنہیں کا مذہب
اور طریق اختیار کر لیتا ہے، سو اس روز کسی رافضی نے چار
آدمی مسلح آپ کے مارنے کو بھیجے، سو وہ چاروں شخص وقت
نماز عشا کے جس مکان میں آپ اترے تھے اس کی ڈیوڑھی میں
آکر دونوں کواڑوں کی آڑ میں دو دو آدمی چھپ رہے
جب آپ نماز عشا سے فارغ ہو کر اپنے مکان میں تشریف
فرما ہوئے اور پلنگ پر لیٹے، تو وہ بھی چاروں شخص آپ کے
پاس فرش پر بیٹھے، آپ نے دیکھا کہ یہ اجنبی (پردیسی) ہیں، پھر آپ
نے پوچھا کہ بھائیو تم اس وقت کہاں آئے ہو، اُنہوں نے
کہا کہ حضرت ہم اپنا حال آپ سے کیا بیان کریں، سچ تو یہ ہے کہ
کہ کسی شخص نے ہم چاروں کو آپ کے مارنے کو بھیجا تھا، سو
ہم آکر اس مکان کی ڈیوڑھی میں دونوں طرف کواڑوں
کی آڑ میں لگ رہے، جب آپ مسجد سے اس طرف کو آنے لگے
اس وقت ہم کو ایک ایسی شی ہیبت ناک نظر آئی کہ اس کے

خوف سے ہماری جان قبض ہوتی تھی، نہ تو ہم اس کے خوف
سے باہر دروازے کے جا سکتے تھے اور نہ ڈیوڑھی میں ہٹ سکے، اسی
میں ہم نے اپنی رہائی اور نجات دیکھی کہ اپنی اس خطا سے
آپ کے سامنے تائب ہوں اور آپ کے دست مبارک پر
بیعت کریں اور اپنے اپنے پستول اور تلوار اور چھرے چاروں
نے حضرت کے سامنے رکھدئے اور کہا کہ اب ہم آپ کے
ہاتھ پر بیعت کرینگے، آپ نے فرمایا کہ ہم حاضر ہیں تم چاہو تو
اپنا مطلب کرو، مگر تم نے خوب کیا، اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور
تم کو اپنے کرم سے بچالیا اور جو بیعت کرنے کو کہتے ہو یہ تو بہت
بہتر بات ہے مگر تم پہلے اس سے ملاقات کر آؤ جس نے تم کو بھیجا
تھا اور اپنے اس حال سے اس کو اطلاع کر آؤ، پھر آکر ہم سے
بیعت بھی کر لینا، ہم تو اسی مکان میں موجود ہیں، انہوں نے
کہا کہ ہم پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں، پھر وہاں جاکر
اس سے ملاقات کرینگے، پھر آپ نے ان سے بیعت لی اور اپنے
دو آدمیوں سے فرمایا کہ ان کو تھرجہ دڑوہ ان کو

توجہ دے کر آپ کے پاس لائے، آپ نے پوچھا کہ جو کچھ
تم کو توجہ میں معلوم ہوا ہو بیان کرو، ہر ایک نے اپنا حال دیکھا
ہوا بیان کیا، پھر رخصت ہو کر وہ اپنے مکان کو گئے، ہم
لوگ بھی سو رہے، صبح کو کچھ دن چڑھے وہی چاروں آدمی
چھ سات اور ذی عزت شخصوں کو اپنے ساتھ لے کر حضرت
علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آئے، پھر آپ ان کو لے کر
ایک حجرے میں مسجد کے بیٹھے، یہ نہیں معلوم کہ وہاں اُن سے آپ
نے کیا باتیں کیں، پھر انہوں نے وہیں حجرے میں آپ کے دست
مبارک پر بیعت کی، اور اُن چاروں شخصوں سے آپ نے فرمایا کہ
جس طرح کل رات کو ہمارے آدمیوں نے تم کو بُلا کر توجہ دیا
تھا، اس طرح ان صاحبوں کو توجہ دو، پھر جب توجہ دے
کر وہ آپ کے پاس ان کو لائے، آپ نے ان سے فرمایا کہ جو کچھ تم
نے دیکھا ہو بیان کرو، ہر ایک نے اپنا اپنا کشف بیان کیا اور
بہت خوش ہوئے اور عرض کی کہ حضرت جو کچھ ہم جو کچھ
ہم لوگوں کی زبانی سُن سُن کر اپنے گمان فاسد میں آپ کے

حق میں سمجھے تھے وہ تمام محض غلط اور لغو تھا' یہاں تو ہم نے
کچھ اور ہی کارخانہ دیکھا' فی الحقیقت آپ طریق حق پر ہیں
اور وہ سب بہتانی اور مفتری باطل پر ہیں اور یہ عرض کی
کہ حضرت اگر آپ کی توجہات اور عنایات بیغایات سے ہم
لوگوں کو زیارت حضرت مرتضٰی علی اور حضرات حسنین علیہم
الرضوان کی نصیب ہو تو بہت خوب ہو اور پھر ہم بہت لوگوں
کو لاکر آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر کریں' آپ
نے فرمایا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے' میرے قابو کی
نہیں ہے' مگر جناب باری میں دعا کرونگا اُمید قوی ہے کہ
انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب حاصل ہو پھر وہ رخصت ہوکر
اپنے اپنے مکان کو گئے' پھر روز دس پندرہ آدمی فرقہ امامیہ
سے آتے تھے اور آپ کے ہاتھ پر توبہ کرکے سنی ہو جاتے تھے
اور توجہ میں کوئی کہتا تھا کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کو دیکھا اور کوئی کہتا تھا میں نے حضرات حسنین رضی اللہ
عنہما کو دیکھا' رفتہ رفتہ اس بات کی تمام شہر میں شہرت

ہوئی کہ تمام رافضی لوگ سنی ہوئے جاتے ہیں، اس عرصہ میں
ایک روز حاجی عبدالرحیم صاحب مسجد کے قریب کنواں تھا اس
میں پانی بھرتے تھے اور میں اور میاں عبدالحکیم اور میاں عبداللہ
مسجد اور کنوئیں کے درمیان میں کھڑے تھے، اس میں ایک دو
آدمی اجنبی سر بر دوہر اوڑھے ہوئے ایک طرف سے آئے ہم نے
خیال کیا کہ ایام گرمی کے ہیں اور اس وقت جاڑا بھی نہیں ہے یہ
دوہر کیوں اوڑھے ہیں، پھر ہم نے اپنے دل میں کہا کہ آدمی کی طبیعت
ہر طرح کی ہے یوہیں اوڑھے ہونگے، مگر یہ کھٹکا دل میں رہا
جب وہ نزدیک آئے ہم تینو آدمی مسجد میں گئے اس وقت
حضرت علیہ الرحمۃ رو بقبلہ بیٹھے تھے اور بیس پچیس آدمی اور
تھے، پھر میں تو آپ کے بائیں طرف کھڑا ہوا اور میاں عبداللہ
صاحب سامنے اور میاں عبدالحکیم صاحب داہنی طرف کھڑے
ہوئے اور وہ دونو دوہر پوش آکر دوزانو حضرت
علیہ الرحمۃ کے سامنے بیٹھے، آپ نے ان سے ساتھ اخلاق
کے فرمایا کہ بھائیو! اچھی طرح چہار زانو ہو کر بیٹھو پھر وہ

با فراغت چہار زانو ہو کر بیٹھے اور دوہر کے اندر سے اپنی
اپنی قرابین اور تلوار نکال کر حضرت علیہ الرحمۃ کے سامنے دھر
دی اور چہروں پر ان کے ایک بدحواسی معلوم ہوتی تھی آپ
نے فرمایا کہ کچھ فرمائیے، انہوں نے کہا کہ حضرت کیا کہیں کچھ
کہنے کی بات نہیں ہے، آپ نے تکرار اُن سے پوچھا کہ جو کچھ ہو
بے تکلف بیان کرو اُنہوں نے پھر بہت انکار کیا کہ یہ بات
قابل بیان کے نہیں اس کو آپ یونہیں رہنے دیں ہم آپ
کے ہاتھ پر توبہ کرینگے، آپ نے فرمایا کہ توبہ تو بہت خوب ہے
مگر پہلے اپنا مطلب تو بیان کرو پھر توبہ بھی کرنا، انہوں نے کہا
کہ حضرت سلامت سچ تو یہ ہے کہ ہم دونو آدمیوں کو تاج الدین
حسین خاں نے آپ کے مارنے کو بھیجا تھا اور ہم کو کاغذ لکھ کر
مہر کردی تھی کہ جو تم سید صاحب کو مار کر آؤ گے تو اس قدر
انعام دینگے اور جو تم مارے جاؤ گے تو تمہارے اہل وعیال
کا کھانا کپڑا عمر بھر ہماری سرکار سے ملا کریگا اور وہ کاغذ

مہری ہمارے یہاں رکھا ہے' اور جب ہم دونو یہاں آپ کے
پاس آئے تو کچھ اور ہی حال دیکھا اور خیالِ فاسد سے بہت
نادم ہوئے' آپ نے فرمایا کہ تم جس مطلب کو آئے کیوں نہیں
کرتے ہو ہم تو حاضر ہیں' اور تم نے یہاں آکر کیا حال دیکھا؟
یہی بیان کرو' کہا جب سے ہم آپ کے پاس آئے ہیں تب سے
اب تک دیکھتے ہیں کہ دو شخص ہیبت ننگی تلواریں الم کئے ہوئے آپ
کے داہنے اور بائیں کھڑے ہیں اگر ہم آپ کی طرف اک انگلی
بھی بدگمانی کے خیال سے اٹھا دیں تو اسی دم وہ ہم کو قتل کریں
آپ نے فرمایا کہ اس وقت ہمارے داہنے بائیں تو ننگی تلواریں
لئے ہوئے کوئی نظر نہیں آتا ہے آدمی دو ایک خالی ہاتھ
کھڑے ہیں اُنہوں نے کہا کہ ہاں ان کو تو سب دیکھتے ہیں ہم
ان کو نہیں کہتے وہ تو اور ہی ہیں' وہ ہم ہی کو نظر آتے ہیں
اور کوئی ان کو نہیں دیکھتا' یہ حال بیان کرکے پھر انہوں نے
آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اور کہا ہم آپ کی خدمت
میں رہینگے تاج الدین حسین خاں کے پاس نہ جاوینگے بلکہ اپنی

جورو لڑکے اس محلہ سے لاکر اور کہیں رکھ دیوس گے آپ
نے فرمایا کہ یہ بات ہرگز نہ کرنا، جیسے تم ان کے نوکر ہو اسی طرح
رہو تمہارا وہیں رہنا بہتر ہے، انہوں نے کئی مرتبہ انکار کیا اور
کئی مرتبہ آپ نے ان کو سمجھایا، پھر وہ سمجھ کر رضی ہوئے اور
دونوں نے اپنی قرابین اور تلوار آپ کی نذر کی، آپ نے فرمایا
ہم نے نذر تمہاری قبول کی، اب ہم اپنی طرف سے تم کو دیتے
ہیں، انہوں نے کسی طور نہ مانا، پھر وہ ہتیار لے کر اپنے ایک
آدمی کو سپرد کر گئے کہ ان کو رکھو یہ ان کی امانت ہیں ہم پھر
کسی وقت ان کو دیدیویں گے، پھر رخصت ہو کر وہ اپنے مکان
کو گئے، دوسرے روز پھر آئے، اور حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا
کہ ہم کل آپ سے رخصت ہو کر تاج الدین حسین خاں کے
پاس گئے اور یہاں جو کچھ ہم نے دیکھا تھا ان سے سب بیان
کیا، یہ حال سن کر ان کو تعجب ہوا پھر وہ ہم دونوں
کو سبحان علی خاں کے پاس لے گئے اور وہی حال ہم سے اُن کے

سامنے کہلایا وہ سُن کر دیر تک ایک سکوت کی حالت میں رہ
گئے، پھر کہا ہمارے گروہ کے صدہا آدمی سید صاحب کے
پاس گئے اور مرید ہوئے کچھ کرامت ان میں ہے تب ان
کے معتقد ہوئے اور نہیں تو کیا سب کے سب بیوقوف ہیں
پھر وہ ہم دونو کو لیکر مرزا نتھو کے پاس گئے اور یہی بیان
ان کے پاس کرایا، یہ حال سن کر مرزا صاحب نے ان کو بہت لعنت
ملامت کی کہ تم بڑے نادان ہو بہت ہی بیجا حرکت کی تم نے
یہ بات تمہاری شان سے بہت بعید تھی، خدا نے خیر کی، وہ سید
صاحب تو بڑے بزرگ حقانی عالی خاندان ہیں، ہم ان سے
اور ان کے آبا اجداد سے خوب واقف ہیں، اب بہتر اس میں ہے
کہ کسی روز چل کر یہ قصور اپنا معاف کراؤ، پھر وہ اپنے دل میں بہت
پشیمان ہوئے فقط، پھر دوسرے یا تیسرے دن شام کو انہوں نے
چوبدار حضرت کی خدمت میں بھیجا اس نے آکر کہا کہ خاں صاحب
تاج الدین خاں نے آپ کو سلام اور آداب عرض کیا ہے اور
کہا ہے کہ ہم آپ کی ملاقات کو صبح گھڑی دو گھڑی دن چڑھے حاضر

حاضر ہونگے، پھر دوسرے دن صبح کو آپ نے شاہ پیر محمد
صاحب کی مسجد کی چھت پر شطرنجی بچھوائی اور فرمایا کہ جب
وہ آدمی تو اسی پر بٹھانا، پھر کوئی دو بجے تاج الدین حسین خاں
اور سبحان علی خاں اور مرزا نتھو آئے، لوگوں نے وہیں چھت پر
ان کو بٹھایا، پھر حضرت علیہ الرحمۃ بھی وہیں تشریف لے گئے اور
کئی گھڑی تک وہاں ان سے باتیں کیا کئے، یہ مجھکو نہیں معلوم کہ وہ
باتیں کیا تھیں، پھر وہ تینوں حضرت علیہ الرحمۃ سے مرخص ہو
اپنے مکان کو گئے، یہ قصہ تمام ہوا، پھر جب روز جمعہ آیا تو اس
کثرت سے آدمی مسجد میں پیشتر نماز کے جمع ہوئے کہ نماز پڑھنے
کی جگہ ملنی مشکل ہوئی، بعض بعض صاحبوں نے عرض کی حضرت
علیہ الرحمۃ سے کی کہ آج نمازی اس قدر جمع ہوئے ہیں کہ مسجد
میں اُن کی گنجائش نظر نہیں آتی، اس کی کیا تدبیر کی جاوے
آپ نے فرمایا کہ وقت نماز کے دیکھا جاویگا، اُنہوں نے کہا
ہم کو معلوم ہے کہ اتنے لوگوں کی مسجد میں گنجائش نہیں ہے

جو کچھ تدبیر کرنا ہو رہی ہے آپ فرما دیویں، آپ نے کہا دو
چار صفیں قریب قریب کھڑی ہوں اس میں گنجائش ہو جاوے گی
اور پیچھے کے لوگ اپنے آگے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کریں، وقت
ضرورت کے یہ درست ہے، مگر مولانا عبدالحئی صاحب سے بھی
اس کو پوچھ لو، پھر انہوں نے مولانا ممدوح سے پوچھا آپ نے
کہا ہاں یہی مسئلہ ہے جیسا حضرت علیہ الرحمۃ نے ارشاد کیا
قبل خطبہ کے دو تین آدمی سب لوگوں سے پکار کر کہہ دیویں
کہ صفیں قریب قریب کھڑی ہوں اور اپنے آگے والوں کی
پیٹھوں پر سجدہ کریں، وقت تنگی مکان کے درست ہے، پھر
ایسا ہی ہوا کہ پچھلوں نے اگلوں کی پشتوں پر سجدہ کیا کئی صف
میں یہی حال تھا، بعد فراغ نماز کے مولانا عبدالحئی صاحب نے اس
رکوع کہ " ولقد اتینا ابراھیم رشدہ من قبل وکنا بہ
عالمین ہ اذ قال لابیہ وقومہ ماھذہ التماثیل التی
انتم لھا عاکفون ہ وعظ کہنا شروع کیا اور اس کے ضمن میں
کوئی دقیقہ تعزیہ داری اور عرس اور مخلل راگ اور باجے

اور گور پرستی اور پیر پرستی وغیرہ کا باقی نہ چھوڑا اور ہزاروں
سنی اور شیعہ بنتے تھے اور صدہا آدمی زار زار بیقرار روتے تھے
اور آپس میں کہتے تھے کہ سبحان اللہ آج اس بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ گویا آج قرآن مجید نازل ہوا ہے' افسوس کہ ہم لوگ آج
تک گمراہی میں گرفتار رہے' کسی عالم فاضل نے ہم کو اس سے آگاہ نہ کیا
اور بعد اس کے مولانا ممدوح نے اس آیت کا بیان فرمایا و لوطاً
اتیناہ حکما و علما و نجیناہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث
الخ۔ اور افعال خبیثہ قوم لوط علیہ السلام کے اظہار و قسم کے بیان
کئے اور اس وقت تمام علما فرنگی محل اور اکثر شاگرد مولوی دلدار علی
مجتہد لکھنو کے اور مفتی غلام حضرت صاحب کہ بڑے صاحب اخلاق
اور متقی اور پرہیزگار تھے سب اس مجلس وعظ میں حاضر تھے
اور وہ افعال خبیثہ لوطیوں کے یہ ہیں' داڑھی منڈوانی لبیں
بڑھانا' پٹے رکھنا' مسی لگانا' اعلام کرنا' کبوتر اڑانا' مرغ
لڑانا' سیٹی بجانا' مرد عورت کو کنکری مار کر منہ پھیر لینا' گالی
دے کر کسی کو پکارنا' ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا' تالی

بجانا' پتنگ اڑانا' محفل میں آوازے گوزمارنا' راہ میں
گندگی ڈالنا' رنگ زعفرانی یا کسومی لباس پہننا' اس میں سے
دو فعل مجکو یاد نہ رہے' پھر جب یہ سب گفتگو تمام حاضرین محفل نے
سنی سکتے کے عالم میں رہ گئے اور مولانا عبدالحئی صاحب نے سب کی
طرف مخاطب ہوکر کہا کہ صاحبو تم سب سے ایک عرض کرتا ہوں
اس کو متوجہ ہوکر سنو اور اسکا جواب دو وہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کی ڈاڑھی بڑی تھی کہ تمام سینہ چھپا تھا اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کی ڈاڑھی بھی ایسی تھی' اہل سنت والجماعت دعوی محبت
چار یار کہتے ہیں اور شیعہ لوگ حضرت مرتضی علیؓ کی محبت کا دعوی
رکھتے ہیں اور محبت کے معنی یہ ہیں میل اور رغبت کرنا اس چیز کی طرف
کہ جو موافق مرضی محبوب کے ہو نہ یہ کہ برخلاف رضا اپنے محبوب کے
چلے' سو بڑا تعجب ہے کہ یہ دونوں فریق ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں اور
دعوی دوستی صحابہ اور محبت اہل بیت کا منہ سے کئے جاتے ہیں' اس
بات کے سنتے ہی جن صاحبوں کی ڈاڑھیاں منڈی تھیں انہوں
نے منہ پر رومال باندھ لئے اور جن صاحبوں کے پائنچے ٹخنوں
سے نیچے تھے اسی دم پھاڑ ڈالے' اور کبوتر اڑانے والوں

اور مرغ لڑانے والوں اور پتنگ بازوں وغیرہ نے بھی توبہ کی اور اس
روز سے ہدایت ہوتی لوگوں کو شروع ہو گئی اور اس دن چہ یا سا ہندو
مہاجن لباس فاخرہ پہنے ہوئے وعظ سن رہے تھے اس عرصہ میں اذان
عصر کی ہو گئی، مولانا صاحب نے وعظ موقوف کیا اور ان ہندوؤں نے
مولانا صاحب سے کہا جو کچھ آپ نے فرمایا سب حق ہے اور دین آپ
کا سچا ہے، ہم لوگوں نے جانا کہ شاید یہ مسلمان ہونے کو آئے ہیں
پھر بعد نماز عصر کے وہ سید صاحب کے پاس آئے اس وقت آپ کے
گرد کئی ہزار آدمی سنی اور رافضی حاضر تھے اور بیعت کر رہے تھے۔
اور حضرت نے اپنا دوپٹا پھیلا دیا تھا اور فرمایا تھا کہ جو
اس کو پکڑے وہ ہمارا مرید ہے، پھر بعد نماز بیعت کی ان ہندوؤں
نے عرض کی کہ حضرت ہم بھی اُمید وار ہیں کہ کچھ دیکھیں جیسے آپ
کے لوگ توجہ میں دیکھتے ہیں، آپ نے فرمایا دکھانا خدا کے اختیار
میں ہے یہ بات ہمارے قابو کی نہیں ہے مگر ہم دعا کرینگے اُمید
ہے اللہ تعالیٰ تمہارا مطلب بر لاوے، اور آپ نے دو یا تین مرید اپنے

سے فرمایا کہ ان کو بھی توجہ دو پھر وہ توجہ دے کر
ان کو سید صاحب کے پاس لائے' آپ نے ان سے پوچھا
کہ جو کچھ دیکھا ہو بیان کرو' پھر ان میں سے کسی نے کہا میں
نے مہادیو کو دیکھا' کسی نے کہا میں نے ہنومان کو دیکھا اور
بہت راضی ہوئے اور انہیں سندوں میں ایک کو خدام تھا
تمام چہرے پر ورم آگیا تھا اُس نے کہا حضرت مجھکو یہ مرض
ہے سو میں آپ سے دعا کا اُمیدوار ہوں' آپ نے فرمایا کہ بہتر
ہم تمہارے واسطے دعا بھی کرینگے مگر تم ایک دوا بھی کرو' دوا یہ
ہے کہ دو یا ڈھائی سیر سیتر چھاؤ کی پتی اور آدھ سیر یا ڈھائی
پاؤ سروالی کی بالیاں' ان دونوں کو ایک کورے مٹکے میں ڈال
کر پانی بھر دو آٹھ پہر کے بعد جب پانی پینے کی حاجت ہو تو
وہی پانی پیا کرو مہینے تک' اور جب وہ پانی گندا ہو جایا کرے
تب اس کو دور کرنا نئی دوا اور نیا پانی ڈالنا خدا چاہیگا تو
اس میں تم کو آرام ہو جاویگا' اسی اثنا میں ایک مسلمان نے سوال
کیا میرے گھر میں ایک عورت کو دق کی بیماری ہے آپ اس

کے واسطے دعا کریں اور کوئی دوا معلوم ہو تو ارشاد کریں، آپ
نے فرمایا کہ ہم دعا بھی کرینگے اور یہی جھاؤ اور سردالی کی دوا تم
بھی کرو انشاء اللہ تعالیٰ آرام ہو جاویگا، پھر وہ سب خفیت
ہو کر اپنے اپنے مکان کو گئے مگر وہ جذامی ہندو ہر درس میں
آتا تھا ہم سب اس کو دیکھتے تھے کہ ہر روز اس کو آرام ہوتا
جاتا تھا یہاں تک کہ بالکل صحیح وسالم ہوگیا، پھر ایک روز
کچھ شیرینی بھی لے کر حضرت کے پاس آیا تھا اور وہ مسلمان بھی
اکثر آپ کے پاس آکر بیان کرتا تھا کہ اس عورت کو بھی آرام
ہوتا جاتا ہے، پھر ایک روز اتفاقاً کہیں اس محلہ میں جہاں وہ شخص
رہتا تھا حضرت تشریف لے گئے سو وہ شخص حضرت کو اپنے یہاں
لے گیا اور اس عورت کو حاضر کیا اور کہا کہ یہ وہی ہے جس کو
دق کا مرض تھا سو اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا اور دوا سے
شفائے کامل عنایت کی، پھر اس عورت نے آپ کے ہاتھ پر
بیعت بھی کی اور اس کے توجہ دینے کو اسی مرد سے فرمایا کہ جیسے
ہمارے لوگ توجہ دیتے ہیں اسی طور تم ان کو دیا کرو، پھر

وہاں سے آپ شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر تشریف لائے یہ تو بیان
تمام ہوا، دوسرا بیان یہ ہے کہ ایک بڑی بہاری دیگ من
بھر چاول پکنے کی شیخ امام بخش سوداگر نے حضرت کی نذر کی
آپ نے قبول نہ کی، جب وہ بہت اس بات کے درپے ہوئے
تب آپ نے بطور عاریت کے رکھ لی کہ جب مکان چلینگے تب
حوالہ کر دینگے سو جس روز کہیں ہم لوگوں کی دعوت ہیں ہوتی تو
وہی ایک دیگ چاول پکا لیتے اور دال دوسرے برتن میں اور
بطور پیمانہ کے ایک چوبیں گہرا پیالہ تھا اس کو کرئی کہتے ہیں اس
میں چاول بھر بھر کر ہم نکال لیتے تھے ہر آدمی کو دو کرئی چاول
بطور حصہ کے تقسیم کرتے تھے اور وہی ابالی دال ہی بے گھی اور بے
مصالح کی، مگر ان چاولوں اور اس دال کا مزہ ایسا ہوتا تھا
کہ امیروں کے کھانے میں ہرگز نہ تھا، اور یہ بات میں از روئے
مبالغہ نہیں کہتا ہوں، حقیقتہً یوں ہی تھا، اس وقت کے جو لوگ
اب یہاں موجود ہیں سب جانتے ہیں اور اسی ایک دیگ چاولوں
میں کوئی پونے دو سو آدمی ہمارے اور بیس پچیس آدمی شہر کے
کہ ہر روز اس قدر قریب دو سو آدمیوں کے کھاتے تھے

لوگوں نے جو زبانی لوگوں کے سنا کہ سید صاحب کے یہاں
دال چاول مزے کے پکتے ہیں کہ امیروں کے زردے،
سفیدے میں ایسا مزا نہیں ہوتا سو ایک روز سو سوا سو آدمی
ادہر ادھر سے وقت کھانے کے حاضر ہوئے ان کو دیکھ کر
حضرت علیہ الرحمۃ نے مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا کہ
ان بھائیوں کو بھی کھانے میں شریک کر لو، مولوی صاحب نے
ان کو بھی دو دو کڑبی چاول دئے اور اسی کے موافق دال اور
وہی ایک دیگ چاول تھے کہ کچھ اوپر تین سو آدمی کھا گئے اور
کوئی بھوکا نہ رہا ایک امیر ذی عزت حسن علی نام،
سبحان علی خاں کے مصاحبوں میں اور انہیں کے ہمسایہ تھے، سو چار
پانچ مہینہ سے ان کو جنون ہو گیا تھا اپنے کپڑے پھاڑتے
تھے، لوگوں کو اینٹ پتھر مارتے تھے، ان کے عزیزوں میں سے
ایک صاحب آئے اور حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سے
ان کا حال بیان کیا آپ نے فرمایا کہ ان کو ہمارے
پاس لاؤ، دوسرے روز وہ پیروں میں پکڑی اور

ہاتھوں میں ہتکڑیاں پڑ ہوئیں ایک چارپائی پر رسّی سے باندھ کر
چار آدمیوں کے کندھے پر دھرا کر لائے اور شاہ پیر محمد صاحب
کی مسجد کے دروازے پر رکھا' حضرت کو خبر ہوئی تشریف لائے
ان کا حال دیکھا فرمایا کہ یہ تو اچھے ہیں' ان کو کھول دو اور
بیکڑی بیڑ نکال ڈالو' انہوں نے کہا یہ لوگوں کو مارینگے اور'
بھاگ جاوینگے' آپ نے فرمایا کہ تم کسی بات کو مت ڈرو جو ہم
کہتے ہیں سو کرو' پھراہوں نے چارپائی سے کھولا اور بیڑیاں اور
ہتکڑیاں نکلوا ڈالیں' آپنے تھوڑا سا پانی منگوالیا اس پر کچھ پڑھا
اور ان کے منہ پر چھینٹا مارا وہ دفعتہً ہوش میں آگئے' آپ نے
پوچھا کیسی طبیعت ہے کہا الحمدللہ اچھا ہوں' آپ نے فرمایا اگر
اچھے ہو تو اٹھ کر بیٹھو' انہوں نے جو اپنے گرد ہجوم لوگوں کا
دیکھا کہا یہ کیا معاملہ ہے' میں یہاں کیونکر آیا' آپ نے وہ بیڑیاں
اور ہتکڑیاں اٹھا کر دکھائیں کہ تم یہ پہنے تھے اور اسی سے باندھ
کر چارپائی میں تم کو لائے تھے' ان کو یہ حال سُن کر تعجب ہوا
کہ آپ کیا فرماتے ہیں میں تو اچھا ہوں' آپ نے ان کے عزیزوں
سے فرمایا کہ ان کو اسی چارپائی پر لیجاؤ اور کل اسی پر پھر

ہمارے پاس پھیر لانا' بعد اس کے یہ اپنے پیروں آیا کرینگے
پھر وہ ان کو لے گئے' دوسرے دن پھر لائے اور دو آدمیوں
نے پکڑ کے مسجد میں حضرت کے پاس بٹھا دیا' آپ نے عافیت
مزاج کی پوچھی' کہا اب تو فضل الٰہی ہے' پھر اس دن سے ہر روز
اپنے پیروں آنے جانے لگے' پھر سات آٹھ روز کے بعد حضرت
کی دعوت کی' اس دعوت میں حضرت کے ہمراہ اپنے اور شہر کے
لوگ ملا کر قریب پانسو کے ہونگے' پھر دعوت کھلا کر حضرت
کو اپنے زنانے میں لے گئے' اور عورتوں کو مرید کرایا' پھر
وقت رخصت کے چار پانچ تھان سفید بنیس قیمت اونچاس
روپے نقد لا کر نذر کئے' آپ نے تھان اور روپے مولوی
محمد یوسف صاحب کو سپرد کر دئے' پھر صاحب دعوت
نے عرض کی کہ حضرت ایک روز اور آپ کو تشریف لانا
ہوگا' آپ نے فرمایا کہ جو مطلب تمہارا تھا وہ اللہ
تعالیٰ نے پورا کر دیا اب اور تکلیف کرنا کچھ ضرور نہیں
اُنہوں نے کہا یہ عین راحت ہے تکلیف کیونکر ہے

پھر دوسری دعوت کا اقرار کرکے آپ کو رخصت کیا اور
آپ بھی ہر روز آپ کی خدمت میں آیا کئے، اور ہم لوگوں
میں ہل مل گئے، پھر کئی دن کے بعد سو آدمیوں کی دعوت کر گئے
اور اس دعوت میں بہت مکلف کھانا طرح طرح کا پکوایا
پھر حضرت سو آدمیوں سے اُن کے یہاں تشریف لے گئے
اور دعوت کھائی، پھر انہوں نے بعد دعوت کھانے کے پانسو
روپے آپ کی نذر کئے اور رخصت کیا شہر لکھنؤ کے
کنارے دکھن اور پچھم کے کونے میں جو بودعلی کا تکیہ مشہور ہے
اسی کے قریب ایک محلہ کی ایک بڑی شاہ پیر محمد صاحب
کے ٹیلا پر حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے پاس آئی اور
کہا کہ کل میرے یہاں آپ کی سو آدمیوں سے دعوت ہے
اور فلانے محلہ میں میرا گھر ہے، آپ نے فرمایا تو غریب آدمی
ہے یہ تکلیف تو نہ کر بلکہ ہم کو چاہئے کہ ہم سے جو ہو سکے
تیری خدمت کریں اور اتنے دور جاتے میں ہمارے لوگوں
کو تکلیف ہوگی، اس نے کہا میرے محلہ میں پندرہ بیس گھر

آسودہ لوگوں کے ہیں اور وہ سب سنی ہیں مگر محض فاسق اور بدعتی
آپ کے طور وطریق پر اعتراضیں کیا کرتے ہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ
آپ وہاں تک قدم رنجہ فرماویں شاید کہ آپ کے طفیل سے اللہ
تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے کہ ان کو فائدہ ہو اور مجھ کو بھی آپ
نے فرمایا ہم نے تیری دعوت قبول کی تیری نیت بخیر ہے مگر چار
پانچ آدمی کا کھانا پکائیو زیادہ اس سے تکلیف نہ کریو اس نے
کہا یہ تو نہ ہوگا میں تو سو آدمیوں کی دعوت کا سامان جمع کر چکا
ہوں اور صبح کو میرا آدمی آپ کو لینے آویگا یہ کہہ کر چلے گئے پھر صبح
کو آدمی آیا اور آپ کو لوگوں سمیت لے گیا آپ بڈھے کے مکان میں
تشریف لے گئے بڈھی پھلکی پکا رہی تھی کسی نے کہا کہ یہ آپ کے
لئے پکاتی ہے اور اس کی سیر بھر کی سو پھلکی ہوتی ہیں پھر
حضرت نے اپنے لوگوں سے سو آدمی اندر بلائے اور باقی کوئی
سو سوا سو آدمی باہر رہے یہ خبر بڈھی کو ہوئی کہ حضرت
کے لوگ باہر اور بھی ہیں اپنے لوگوں سے کہا یہ تو بڑی شرم

کی بات ہے آدھے لوگ کھا دیں اور آدھے نہ کھادیں، روپے لیجاؤ
اور بازار سے روٹی اور سالن لے آؤ، حضرت نے اس کے آدمیوں
سے پوچھا کہ بڑی مائی کیا مشورہ تم سے کرتی ہیں، انہوں نے بیان
کیا کہ جو لوگ باہر ہیں ان کے لئے بازار سے کھانا منگوانے کو کہتی ہے
آپ نے فرمایا کہ مائی صاحب ہمارے لوگوں میں اس بات کا کچھ
عیب نہیں یہ آدمی ہر کہیں ساتھ رہتے ہیں جنکوں کی دعوت
ہوتی ہے اتنے کھاتے ہیں اور باقی بیٹھے رہتے ہیں، اس نے کہا کہ حضرت
مجھکو تو اس بات کا عیب معلوم ہوتا ہے میں تو سب کو کھلاؤنگی، آپ
نے فرمایا اگر تمہاری یہی خوشی ہے تو بہتر ہے، پھر آپ نے باہر والوں کو
بھی اندر بلا لیا اور بڑی سے کہا کہ مائی صاحب جو کچھ روٹیاں پک
چکی ہیں وہ تو ہم کو دو اور جو آٹا باقی ہے پکانے کو وہ رہنے دو اور
وقت پکا لینا اس نے کہا ابھی تو بہت آٹا باقی ہے، آپ نے
فرمایا کہ خیر جو کچھ پک چکا ہے بہت ہے اب تم کو نئے سالن
پکانے کو ہمارے حوالہ کرو ہمارے آدمی آپ پکا کر کھالیں گے
اور تم الگ بیٹھ کر تماشا دیکھو اور آپ نے پوچھا سالن

کیا ہے لوگوں نے کہا دال ہے اور گوشت، آپ نے دونوں کو ایک
ہی میں ملوا دیا اور فرمایا کہ اب کونڈوں میں نکال کر کھلانا شروع
اور روٹیاں سب کے آگے دھر دو، پھر سب لوگ کھانے لگے
کھاتے ہی میں آپ نے پوچھا کہ بڑی مائی تمہارے یہاں کتنے آدمی
ہیں کہا میرے یہاں تین آدمی ہیں ایک میں ہوں اور دو اور،
آپ نے فرمایا کہ یہ اور بھائی جو حاضر ہیں اُس نے کہا یہ میرے
محلہ کے ہیں آپ نے فرمایا یہ بھی تمہارے ہی آدمی ہیں اور یہ کتنے
صاحب ہونگے کہا کوئی بیس پچیس ہونگے، آپ نے مولوی محمد یوسف
سے فرمایا کہ اتنے آدمیوں کا کھانا جدا رکھ دو ہم کھالیویں پھر
یہ کھالیویں گے، پھر ان کے لئے کھانا جدا کر دیا باقی کھانے میں ہم
سب با خوبی آسودہ ہو گئے اور کئی آدمیوں کا کھانا بچ رہا،
پھر ہمارے بعد اُنہوں نے کھایا اور سب شکم سیر ہو گئے اور ایک دو
آدمیوں کا بچ رہا یہ معاملہ دیکھ کر وہ سب کے سب دل و جان
سے حضرت کے معتقد ہو گئے اور سب نے بیعت کی اور جو ان کے
عزیز و اقربا وہاں موجود تھے ان کو گھروں سے بلا کر مرید

کرایا اور وہ بیڈہی مرید ہوئی اور ایک عورت خدا معلوم
کہ اس کی بہو تھی یا بیٹی، پھر وہ لوگ حضرت کو اپنے گھروں
میں لے گئے اور عورتوں کو مرید کرایا اور ہر ایک نے
موافق مقدور کے دس دس یا پنج پانچ روپے نذر کئے، پھر
وقت رخصت کے آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ بیڈہی مائی تم سب
کی جمعدارنی ہے اسی کے طفیل سے تم سب مرید ہوئے اور تم سب
اس مائی کے وارث ہو اور کبھی کسی نوع کی ایذا نہ دینا یہ فرما کر
آپ وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے ۔ ایک روز
بعد نماز جمعہ کے شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلہ کی مسجد میں مولانا
عبدالحئی صاحب نے وعظ فرمایا اور عالم و عامی امیر و غریب
ہر قسم کے لوگ بیشمار حاضر تھے، بعد فراغ وعظ کے صدہا شخصوں
نے غربا میں سے حضرت علیہ الرحمۃ کے دست مبارک پر بیعت
کی، مگر علما اور امرا سے شاید کسی نے کی ہو مجکو یاد نہیں، پھر جب
رات کو بعد نماز عشا کے حضرت آرام کرنے لگے اور خاص
خاص لوگ موافق دستور بیٹھنے کے آکر آپ کے پاس بیٹھے اس وقت

مولانا عبدالحئی صاحب نے کہا کہ حضرت میں یہ چاہتا ہوں کہ
اس شہر کے کئی عالم جو نامی ہیں جیسے مولوی محمد اشرف صاحب مولوی
مخدوم صاحب وغیرہ اگر یہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں تو ان
کے سبب سے باقی علما اور بھی رجوع ہوں، پھر شہر والوں کو بڑی
ہدایت ہو اگر آپ مناسب جانیں تو دعا کریں، بہتر ہے آپ نے
فرمایا کہ مولانا صاحب تمہارا کام تو خدا اور رسول کا حکم صاف
صاف لوگوں کو سنا دیتا ہے تم اس میں کوتاہی حتی المقدور نہ کرو
اور ہدایت کرنا نہ کرنا خدا کا اختیار ہے، تم اس امر میں کیوں تشویش
کرتے ہو، مولانا صاحب یہ جواب با صواب سن کر چپ ہو رہے،
کچھ نہ بولے، آپ نے فرمایا مولانا صاحب آپ خاموش کیوں ہو
رہے عرض کی کہ حضرت بات حق تو یہی ہے جو آپ فرماتے ہیں مگر
کچھ ظاہر تدبیر بھی ہوتی تو بہتر تھا، آپ نے فرمایا اگر آپ کی
خوشی ہے تو ہم دعا کرینگے آگے قبول کرنا خدا کا اختیار ہے، پھر
یہ مجھکو نہیں معلوم کہ آپ نے کس وقت دعا کی مگر دوسرے روز
فرمایا کہ مولانا صاحب اب کی حجہ کو جناب الٰہی سے قوی امید

ہے کہ آپ کی آرزو حاصل ہو' پھر اگلے جمعہ کو ویسا ہی حال
ہوا جیسا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس روز مجلس وعظ میں مولوی
محمد اشرف صاحب اور مولوی مخدوم اور مولوی امام الدین
بنگالی اور مولوی امام الدین لکھنوی اور مولوی نصیر الدین کے بھائی
خاتم کے بازار والے' اور مولوی عبدالباسط شاگرد مولوی
اشرف کے اور مولوی ابوالحسن نصیرابادی خلیفہ مولوی انور کے
اور مولوی عبداللہ اور مولوی رحیم اللہ فرنگی محل کے اور مولوی
نجیب اللہ بنگالی اور شاہ یقین اللہ اور ان کے بیٹے مولوی عبدالوہاب
اور میر امید علی جو وہاں صاحب خدمت مشہور تھے اور باقی
اور صاحبوں کے نام یاد نہیں ہیں یہ سب حاضر تھے اور بعد وعظ
کے سب شرف بیعت سے مشرف ہوئے اکثروں نے تو وہیں مسجد
میں بیعت کی اور بعضوں نے جیسے مولوی محمد اشرف اور مولوی
مخدوم اور مولوی ابوالحسن وغیرہ تھے' انہوں نے اسی روز حضرت
کو اپنے مکان پر لیجا کر بیعت کی دو بھائی جوہری
سندیلہ لکھنو کے رہنے والے ایک سولہ سترہ برس کا اور دوسرا

بتیس چوبیس برس کا تھا سو وہ دونوں ہر جمعہ کو درس میں آتے
تھے اور وعظ سن کر سب مسلمانوں کے ساتھ چلے جاتے تھے، کسی
جمعہ کو شیخ صلاح الدین پیلی سے ان کی ملاقات ہوگئی اور ان کا
ارادہ مسلمان ہونے کا تھا، سو یہ حال انہوں نے شیخ صلاح الدین
سے پوشیدہ کہا کہ ہماری نیت یوں ہے اور کئی بار کسی وقت شیخ
صاحب ان کے مکان پر بھی گئے، پھر ایک روز شیخ صاحب نے
یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم
ان کو جانتے ہیں کہ وہ درس میں آیا کرتے ہیں تم ان کو ہمارے
پاس لاؤ ہم ان کو اپنا بھائی بنا دیں یعنی مسلمان کریں، پھر شیخ صاحب
ان کے یہاں گئے اور کہا چلو حضرت تم کو بلاتے ہیں اُنہوں نے کہا
آج ہی چلیں یا جمعہ کو جو مناسب ہو بتاؤ، شیخ صاحب نے آکر کہا،
آپ نے فرمایا کہ جمعہ پر موقوف نہیں، جب ایمان لاویں تب ہی
بہتر، تم ان کو لاؤ، پھر شیخ صاحب دوسرے دن رات کو حضرت
کے پاس ان کو لائے، آپ نے دیر تک نظر ہدایت اثر سے اُن کی
طرف کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا ارادہ ہے اُنہوں نے کہا کہ آپ اپنے

دین حق میں داخل کریں' آپ نے فرمایا کہ تم کو اپنے گھر کچھ
اور کام ہو اس سے بھی فراغت کر آؤ جس میں پھر وہاں سے کچھ
غرض نہ رہے اُنہوں نے کہا ہم وہاں سے فارغ البال ہو کر
آئے ہیں اب ہم کو وہاں جانے کی کچھ حاجت نہیں' آپ نے اپنے
لوگوں سے فرمایا کہ ہمارے یہاں سے دو جوڑے کپڑے لیجاؤ
اور ان کو گومتی سے نہلا کر کپڑے پہنا کر ہمارے پاس لاؤ
دریائے گومتی تو وہیں شاہ پیر محمد کے ٹیلے کے نیچے ہی ہے'
اسی وقت ان کو نہلا کر پوشاک پہنا کر لائے' آپ نے ان
کو مسلمان کیا' بعد اس کے اُنہوں نے کہا کہ حضرت ہم مسلمان
اپنی رضا و رغبت سے ہوئے ہیں نہ کسی کے جبر و کراہت سے
مگر تو بھی چاہیئے کہ ہمارے عزیزوں کو اطلاع ہو تو بہتر ہے
کہ مبادا کچھ شر و فساد برپا کریں چند روز آپ ہم کو پوشیدہ رکھیں
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ تم ہمارے لوگوں میں رہو کہیں ادھر ادھر
چند روز نہ جاؤ اور انشاء اللہ تعالیٰ کچھ شر و فساد اس امر میں نہ
ہوگا' اور بڑے کا نام عبدالہادی اور چھوٹے کا عبدالرحمن اور یہ

یہی آپ نے فرمایا کہ یہ دو صاحب تو آگئے ابھی تین اور
باقی ہیں جب وہ بھی آلیویں تب یکبارگی سب کا ختنہ کرادیوں
پھر کئی روز کے ان میں سے ایک آیا اور حضرت سے کہا کہ
میں مسلمان ہونگا آپ نے فرمایا کہ بہتر اور اس کو غسل دلواکر
اور پوشاک بدلواکر کلمہ طیب پڑھایا مسلمان کیا اور نام
اس کا احمداللہ رکھا' پھر کئی روز کے بعد دوسرا آیا اور
مسلمان ہوا' پھر ایک روز تیسرا آیا وہ بھی مسلمان ہوا
آپ نے فرمایا کہ ختنہ کرادینا ان کا ضروری ہے مگر اب
آٹھ دس دن میں ہمارا بریلی کا ارادہ ہے وہیں ان کا ختنہ
کرادیا جاویگا اور یہ ہم لوگوں سے فرمایا کہ ان تینوں شخصوں
کی امانت داری میں تجکو شک ہے اسباب ان سے بچائے
رہنا' اب باقی حال ان کا حضرت جب تکیہ میں پہونچینگے تب
بیان ہوگا ایک روز حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
شاہ پیر محمد کے ٹیلہ سے قندھاریوں کی چھاؤنی میں سلطانی
خاں کے یہاں چند لوگوں سے تشریف لے گئے ان میں ایک

میں یہی تھا خان ممدوح نے کہا کہ حضرت آج ہمارے یہاں ولایتی یخنی پکتی ہے آپ کو کھلا دیں گے ہم لوگ بہت خوش ہوئے کہ دیکھا چاہئے کیا مزہ ہے آپ تھوڑی دیر وہاں ٹھہرے چند آدمیوں نے بیعت کی پھر آپ محمود خاں کے مکان پر گئے کچھ دیر وہاں ٹھہرے وہاں بھی لوگوں نے بیعت کی پھر آپ وہاں سے آصف زماں خاں اور محمد زماں خاں جوگنی کے رہنے والے امجد خاں کے ماموں تھے ان کی ملاقات ہوگئی اور وہ دونوں رسالہ دار تھے وہاں بھی چند لوگوں نے بیعت کی وہاں سے آپ عبدالباقی خاں کے مکان پر آئے اس وقت وہ ولایتی یخنی پک کر تیار ہوگئی جبتک وہ یخنی رکابیوں پیالوں میں خاں صاحب کے لوگ نکالنے لگے تب تک آپ نے وہاں نماز عصر پڑھی، پھر اس یخنی کے برتن حضرت کے آگے اور ہم لوگوں کے آگے دھرے گئے ان میں ایک ایک دو دو بڑے بڑے بچے گوشت کے تھے اور تھوڑا تھوڑا شوربا مگر فقط نمک ہی اس میں تھا اور لہسن پیاز مرچ وغیرہ کچھ مصالح نہ تھا پھر وہ کھا کر حضرت محمد حسن خاں قندھاری کے مکان

پر گئے وہاں خاں صاحب موصوف نے بیعت کی اور کئی اشرفیاں
اور کئی تھان سفید بیش قیمت اور ایک تلوار ولایتی اور بھر لائے
اور یہ سب آپ کی نذر کیا اور یہ کہا کہ حضرت جب آپ اُس بار
آئے تھے میں نے اپنے خچر کے لئے عرض کیا تھا اور آپ نے ارشاد
کیا تھا کہ جب ہم پھر کسی روز آویں ہم کو یاد دلانا سو آج
آپ دعا کریں آپ نے فرمایا کہ ہاں تم نے خوب موقع پر یاد دلایا
چلو دیکھیں تو وہ خچر کہاں ہے پھر وہ آپ کو اصطبل میں لے گئے
وہ خچر بہت بلند تھا جیسے دور کا یہ گھوڑا' آپ نے اس کے سر سے
دم تک اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا کہ خان بھائی یہ خچر
آپ کا بہت خوب اور بڑا اصیل ہے اور اس میں تو کچھ عیب نہیں ہے'
آپ نے اپنے چابک سوار سے کہئے کہ کل اس کو خالص پور یلیح آباد تک
پھیر لاوے اور ہم کو اطلاع کرے کہ اس میں کیا عیب ہے'
اُنہوں نے چابک سوار سے کہا کہ اس کو کل یلیح آباد تک
لیجانا اور جب ادہر سے پھرنا تو آپ سے اس کا حال کہتے ہوئے

یہاں لانا، پھر حضرت وہاں سے ٹیلہ پر تشریف لائے، صبح کو وہ
چابک سوار اس کو بلیح ایاد تک کہ سات کوس ہے پھیر کر حضرت کے
پاس لائے اور کہا کہ حضرت اب تو اس میں کچھ عیب و نقصان
نہیں ہے جو اگلی اس میں شرارت تھی اب اس کا اس میں
اثر بھی نہیں، آپ نے فرمایا لیجاؤ اور اپنے خاں صاحب کو ہمارا
سلام پہنچانا، چابک سوار خچر لے گیا، دوسرے دن محمد حسن خاں
اس پر سوار ہوئے اور اپنی چھاؤنی میں ادھر ادھر اس کو پھیرا
اور موافق اپنی طبیعت کے اس کو پایا اور بہت راضی ہوئے اور
اپنے آدمی کو زبانی کہ حضرت آپ کی دعا کی برکت سے جیسا
میں چاہتا تھا ویسا ہی خچر ہو گیا حمایت اللہ خاں لکھنوی
نے ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کے آدمیوں سے دعوت کی
آپ کے ہمراہ اپنے اور شہر کے بلا کر قریب ڈھائی سو آدمیوں
کے گئے اور میں جا کر ان کے دروازے پر کھڑا ہوا اور سو آدمی
گن کر مکان کے اندر بٹھا دئے اور باقی باہر دروازے کے

کھڑے رہے، حمایت اللہ خاں اپنے دل میں بہت متردد ہوئے
اور اپنے لوگوں سے مشورہ کیا یعنی سو آدمیوں کا کھانا ہے اور
آدمی اندر باہر ملا کر ڈھائی سو ہونگے اور یہ بھی شرم کی بات
ہے کہ آدھے کھا دیں آدھے تماشا دیکھیں، ابھی کھلانے میں کچھ
دیر توقف کرنا چاہیئے یا گھر ہی میں کھانے کی دو ایک دیگ پکائی جاوے
کسی نے یہ حال حضرت سے کہا آپ نے حمایت اللہ خاں سے پوچھا
کہ تم نے آپس میں کیا مشورہ کیا اُنہوں نے عرض کی کہ میں نے
سو آدمیوں دعوت کا کھانا پکایا تھا اور آپ کے ساتھ لوگ
بہت آئے سو یہ مشورہ ٹھہرا کر ایک یا دو دیگ چاول اور پکا لئے
جاویں یا پکا پکایا کھانا بازار سے لاویں حضرت نے فرمایا کہ
تم کو اور آدمیوں سے کیا غرض تم سو کو کھلا دو، باقی باہر بیٹھے
رہیں گے اور کھانا پکوانا یا بازار سے منگوانا کیا ضرور اور تم تو
ہمارے ساتھ بھی معاملہ اکثر جگہ دیکھتے ہو کہ جتنوں کی دعوت
ہوتی ہے اتنے ہی کھاتے ہیں اور باقی بیٹھے رہتے ہیں اُنہوں نے

کہا آپ حق فرماتے ہیں مگر سب لوگ کھا دیں تو اور بھی اچھا ہے
آپ نے کہا کہ تم نے ہمارے لوگوں کے واسطے کتنا کھانا پکوایا
کہا دو دیگ پلاؤ ہے اس میں سوا دیگ آپ کی دعوت کے لئے
اور پون دیگ اپنی طرف والوں کے لئے، آپ نے فرمایا کہ ہمارے
لوگوں کا حصہ ہم کو حوالہ کر دو ہم سب مل کر کھا لیویں گے اور
اپنے لوگوں کا حصہ آپ تم لے لو اور جو لوگ باہر تھے ان کو بھی
اندر آپ نے بلا لئے، حمایت اللہ خاں نے کہا کہ حضرت مجھکو یہ
نہیں منظور کہ تھوڑا سب کھاویں اور سب بھوکے رہیں
آپ نے فرمایا کہ بعد کھانے کے ہر ایک سے دریافت کر لینا خدا
چاہے گا کوئی نہ بھوکا رہیگا اور اپنے لوگوں کو دیگوں کے پاس
سے بلا لو، ہمارے لوگ آپ دیگوں سے نکال کر کھلا دیویں گے اور
اپنی رکابیاں رہنے دو کونڈے اور لگنس لاؤ، پھر مجھکو فرمایا کہ
دین محمد دیگ سے پلاؤ تم کونڈوں میں نکالو اس طرح کہ دیگ
کا منہ کپڑے ڈھکا رہے اور رکابی لے کر ایک کنارے سے
نکالنا اور دیگ کے اندر نہ دیکھنا اور جب تک نکالنا تب تک

تب تک سورہ فاتحہ مع بسم اللہ پڑھتے رہنا، پھر کونڈوں
میں رکابی سے چاول نکالنے لگا، میرے پاس آپ تشریف لائے
اور فرمایا کہ دیکھیں تو کیسے چاول ہیں، میں نے رکابی آپ کے آگے
کی اس میں سے تھوڑے چاول اٹھائے اور اس میں سے کھائے اور
باقی دیگ میں ڈالدئے اور تعریف کرنے لگے کہ حمایت اللہ خاں بھائی
تم نے خوب ہی عمدہ چاول خریدے اور بڑے مزے کے پکے ہیں پھر
کونڈے اور طاش کھانے کے سب کے آگے دھرے گئے یہاں تک
کہ سب لوگ باخوبی آسودہ ہوگئے اور تھوڑا سا تبرکوں
میں بچ رہا آپ نے مجھ سے پوچھا کہ دیگ میں اور بھی کچھ کھانا
باقی ہے میں نے کہا آپ نے دیکھنے کو منع فرمایا تھا اس سبب سے
میں نے نہیں دیکھا مگر رکابی سے معلوم ہوا کہ انشاء اللہ تعالیٰ
چوتھائی دیگ تو ہوگا آپ نے فرمایا کہ جس رکابی سے تم نے
کھانا نکالا ہے اس میں اپنا حصہ بھی نکال لو اور یہاں بیٹھ کر کھالو
پھر اس رکابی میں کھانا نکال کر میں نے کھایا پھر آپ نے

فرمایا بھائی حمایت اللہ خاں سوا دیگ کھانا جو تم نے ہم کو دیا تھا
وہ ہم نے تمہارے لئے چھوڑ دیا اور جو پون دیگ تم نے اپنے لوگوں
کے واسطے کہا تھا وہ ہم سب نے کھایا اور اب ہمارے لوگوں سے
پوچھ دیکھو کہ کوئی شخص بھوکا تو نہیں رہا' ان کی طرف کے جتنے
لوگ تھے سب ایک تعجب میں ہو گئے کہ یہ تو عجب کرامت حضرت
کی دیکھنے میں آئی' پھر آپ نے چلنے کا ارادہ کیا' حمایت اللہ خاں
نے ہٹایا کہ آپ کچھ دیر توقف فرماویں' آپ کے سامنے ہمارے
لوگ بھی کھا لیویں' پھر آپ ہٹ گئے جب وہ لوگ فارغ ہوئے تب
وہاں سے آپ ٹیلہ پر تشریف لائے رحیم بخش خیاط
مرحوم کے بہنوئی کلو غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کی سرکار میں
خیاط خانے کے داروغہ تھے اور رحیم بخش سے بڑی دوستی تھی اور ہر
درس میں مولانا عبدالحئی صاحب علیہ الرحمۃ کے حاضر ہوتے تھے' ایک
روز دونوں صاحب نے آپس میں مشورہ کیا کہ قرآن و حدیث
میں جو کچھ اللہ و رسول کا حکم ہے اس کے موافق عمل کرنا اس
سرکاری نوکری میں تو بہت دشوار ہے کہ ہم سنی اور حاکم

شیعہ' اور جب تک موافق خدا و رسول کے فرمانے کے برتاؤ نہ
ہوگا تب تک مسلمانی دور ہے' اور ایک روز مرنا اور دنیا سے
سفر کرنا ضرور ہے سو خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اس نوکری کو چھوڑ
دیویں اور چل کر سید صاحب کے دست مبارک پر بیعت کریں
اللہ تعالیٰ رزاق ہے جہاں سب کو روزی دیتا ہے وہاں ہم کو
بھی دیویگا پس یہ ارادہ کرکے دونوں صاحب نوکری سے دست
بردار ہوئے اور حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت فیضدرجت میں آئے
اور شرف بیعت سے مشرف ہوئے' بعد اس کے اس والی لکھنو نے
کئی بار ان دونوں کو یاد کیا اور لالچ دیا کہ اپنی اپنی نوکری پر حاضر
رہیں اور ہماری سرکار سے ان کا مشاہرہ بھی زیادہ ہو جاویگا
اور یہ سب کلو دار وغہ کی زبانی کہلا بھیجا بلکہ کلو نے اس امر میں
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ آپ ان کو فہمائش کریں کہ
لگی ہوئی نوکری کیوں چھوڑتے ہو اگر یہی تمہاری نیت ہے
رفتہ رفتہ برس چھ مہینے میں چھوڑ دینا مگر اب حضور خاطرداری
کرتے ہیں بلاتے ہیں اس وقت چھوڑنا مناسب نہیں' میاں کلو

کی خاطر سے حضرت نے ان سے فرمایا اور سمجھایا کہ ابھی نوکری کئے
جاؤ پھر آگے چاہنا چھوڑ دینا' انہوں نے کہا کہ حضرت اب تو ہم
اپنے اللہ سے عہد کر چکے کہ اس حاکم کی نوکری نہ کرینگے اور کہیں
محنت مزدوری کر کے لڑکے بالے پالیں گے اللہ تعالیٰ رزاق ہے
جب کسی طور انہوں نے نہ مانا تب آپ نے ایک روپیہ رحیم بخش
کو دیا اور ایک احسان علی کو اور کہا اس کو خرچ نہ کرنا اس کی
برکت سے بافراغت تمہارا کام چلا جاویگا اللہ تعالیٰ تم کو محتاج
نہ کریگا' پھر ایک روز کلو داروغہ نے حضرت کی دعوت کی' رحیم بخش
حضرت کو کچھ آدمیوں سے ان کے مکان پر لے گئے پھر دعوت کھلائی
کے بعد کلو نے اور اُن کے گھر والوں نے بیعت کی اور رحیم بخش کے
باپ نے اور بی بی نے بھی بیعت کی' پھر ایک روز احسان علی نے
دس پندرہ آدمیوں سے اپنے مکان پر بلوا کر دعوت کھلائی
احسان علی کے پڑوس محمد خاں ایک شخص تھا اس کی ماں نے
ایک روز احسان علی سے کہا کہ تمہارے یہاں سید صاحب
تشریف لائے تھے اور تم مرید ہوئے میری بھی نیت تھی کہ میں
بھی حضرت کی مرید ہوں اور اپنے بیٹے محمد خاں کو بھی مرید

کراؤں اور میرا بھائی امام بخش بھی کہتا ہے کہ میں بھی مرید ہونگا
سو یہ بتاؤ کہ میں مرید ہونے میں کیا کیا سامان درکار ہے، میں
مفلس محتاج ہوں اگر دو تین روپے خرچ ہونگے تو میں کسی کے
یہاں سے قرض و دام لا سکتا ہوں زیادہ مجھ میں گنجائش نہیں
ہے، احسان علی نے کہا بڑی بی صاحب مرید ہونے میں تو ہمارے
سید صاحب کے یہاں کچھ بھی سامان درکار نہیں ہے اور نہ کوئی
پیسہ ٹکا خرچ کرنا پڑتا فقط بری باتوں کا منہ سے توبہ کرا
دیتے ہیں اسی کا نام مریدی ہے، ہمارے حضرت اور مکار پیروں
کی طرح نہیں ہیں کہ دعوت بھی کراتے ہیں اور نذرانہ بھی مانگتے ہیں
ہمارے حضرت بلکہ محتاجوں کی آپ خدمت کرتے ہیں اگر مرید
بیکار ہوتا ہے تو سعی سفارش کر کے نوکر بھی رکھا دیتے ہیں، یہ
بات سن کر وہ بڑی بی بہت خوش ہوئیں اور کہا اگر یہی بات
ہے تو ضرور مجھکو مرید کرا دو، احسان علی نے کہا اس بات کا
ذمہ میرا ہے تم بے فکر رہو، پھر یہ ذکر جا کر حضرت سے کہا،

آپ نے فرمایا کہ جب ہم تمہارے یہاں دعوت کھانے گئے
تھے اسی دن تم نے کیوں نہ کہا' خیر اب ہم جس دن قندھاریوں
کی چھاؤنی کو جاویں ہم کو ضرور یاد دلانا ہم ان کے یہاں جائینگے
پھر ایک روز آپ چھاؤنی کو تشریف لے گئے' جب ادھر سے پھرے
تب احسان علی نے یاد دلایا' آپ نے فرمایا کہ بہت خوب چلو
پھر ان کے مکان پر تشریف لے گئے' پھر ممن خاں اور اُن کے
ماموں اور کئی اس محلہ کے آدمیوں نے بیعت کی' پھر ممن خاں
کی والدہ نے حضرت کے روبرو اپنی محتاجی اور مفلسی کا شکوہ
کیا' آپ نے فرمایا کہ مطلب تمہارا کیا ہے وہ کہو بڑی بی
نے کہا میں چاہتی ہوں کہ آپ میرے واسطے دعا کریں اللہ تعالیٰ
ممن خاں کو کہیں روزی سے لگا دیوے کھانے کپڑے کی
فراغت ہو آپ نے فرمایا بہت خوب ہم دعا کرینگے' پھر آپ
وہاں سے فقیر محمد خاں کے مکان پر ہوتے ہوئے اپنے مقام
پر تشریف لائے یہ نہیں معلوم کس وقت آپ نے دعا کی
مگر احسان علی جب آپ کے پاس گئے اور ان بڑی بی

کی طرف سے واسطے دعا کے عرض کی، آپ نے فرمایا کہ میں نے
واسطے دعا کی اور جناب باری میں مستجاب ہوئی اب اللہ تعالیٰ
ان پر روزی کی فراغت کرے گا اور با خوبی فراغت ہوگی
اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے ان سے کہہ دینا کہ جبتک خدا و رسول
کے طریق پر سیدھے سیدھے چلے جاوینگے روز بروز ترقی رہیگی
اور جو بے راہی اختیار کرینگے تو وہ جانیں جیسا ہوگا آپ دیکھ
لیویں گے پھر حضرت علیہ الرحمۃ چند روز میں لکھنؤ سے بریلی
میں آئے اور کچھ دنوں میں حج کو گئے اور یہاں ممن خاں یا دشاہ
غازی الدین حیدر کی سرکار میں خدمتگاروں کے داروغہ ہوئے
روز بروز دولت واقبال کی ترقی ہونے لگی سو سوا سو آدمی
ان کے دسترخوان پر کھانے لگے، بہت عمدہ مکان بنوایا، کوٹھی
بنوائی، مسجد بنوائی، جب حضرت حج سے تشریف لائے اور لکھنؤ
کو آئے ممن خاں کو بڑے عروج پر دیکھا بڑی دھوم سے حضرت
کی دعوت کی دعوت کی نذر دی پھر بریلی کو آئے وہاں سے

ہجرت کر کے واسطے جہاد کے ولایت میں تشریف لے گئے وہاں
سے مجھکو ہندوستان میں کچھ کام کو بھیجا وہاں سے میں لکھنؤ
میں آیا' ممن خاں بڑی محبت اخلاق سے پیش آئے اور حافظ
قطب الدین صاحب بھی اُنہیں کے مکان پر اترے تھے' نسگل جمعہ
کو ان کی مسجد میں وعظ کہتے تھے اور شیخ فرزند علی کے پوتے
شیخ محب علی بھی ممن خاں کے رفقا میں نوکر تھے' ایک روز میں
ممن خاں کے کوٹھے کے پچھواڑے پائخانہ کو گیا وہاں ایک مکان
جدا خلوتخانہ سا تھا' اس میں تمام عورتیں بھری تھیں اور
آپس میں بول رہی تھیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ ممن خاں
کا زنانہ اور جگہ ہے یہ عورتیں کون ہیں پھر میں اسی وقت
پلٹ کر حافظ قطب الدین صاحب کے پاس گیا اور پوچھا
کہ اس کوٹھے کے پچھواڑے اس فلانے مکان میں عورتیں کیسی
ہیں' انہوں نے صاف حال کچھ نہ بتایا بہانہ کر گئے' مجکو زیادہ
خلجان پیدا ہوا پھر میں نے جاکر شیخ محب علی سے ذکر کیا
وہ کہنے لگے بھائی دین محمد اس بات کو کیا پوچھتے ہو امیروں

امیروں کا کارخانہ ہے، یہ شہر کی خانگیاں ہیں جب بادشاہ
غازی الدین حیدر یاد کرتا ہے ان میں سے دس پندرہ
ممن خاں وہاں لیجاتے ہیں وہ جس کو پسند کرتا ہے وہاں
رکھتا ہے اور باقی رخصت کر دیتا ہے، یہ بات سن کر حافظ
قطب الدین کے پاس آیا اور کہا کہ یہ تو کارخانہ تمہارے
داروغہ کے یہاں بہت بُرا ہے وہ ہنسنے لگے میں نے کہا ہنستے
کیا ہو یہ تو رونے کا مقام ہے کہا کیونکر، میں نے کہا کہ جب
ممن خاں اور ان کی والدہ اور ان کی ماموں نے سید صاحب
کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور ممن خاں کی والدہ نے کشائش
روزی کی حضرت سے دعا کرائی تھی پیر حضرت نے فرمایا تھا
کہ جب تک خدا اور رسول کی راہ پر سیدھے چلے جاؤ گے
تب تک تمہارے لئے ہر طرح کی فلاح اور ترقی روزی
کی رہیگی اور جو اس راہ کے خلاف چلو گے پھر تم جانو تمہارا
کام جانے سو اب ان کے اقبال کے زوال کا وقت آپہنچا

اور یہ بات تم میری طرف سے ممن خاں سے ضرور کہہ دینا
اس عرصہ میں کھانے کا وقت ہوا ممن خاں اور اُن کے
ماموں امام بخش بھی وہیں آئے اور مجھ سے پوچھا کیا
باتیں کرتے ہو میں نے کہا جو ہمارے سید صاحب نے فرمایا
تھا وہ باتیں کرتا ہوں پوچھا کہ کیا سید صاحب نے فرمایا
تھا میں نے کہا حافظ صاحب داروغہ صاحب سے بیان
کرو وہ ٹالنے لگے کہ ہاں کسی وقت کہہ دینگے میں نے کہا
اسی وقت کیوں نہیں کہتے ہو حافظ صاحب سے تو نہ کہا گیا
پھر میں نے کہا داروغہ صاحب یاد ہے جب آپ کی والدہ نے
حضرت سے واسطے فراخی روزی کے دعا کرائی تھی اور
حضرت نے احسان علی کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ دعا ہم نے
تمہارے لئے کی اور جناب باری میں قبول ہوئی مگر اسکے
ساتھ یہ بھی ہے کہ جبتک خدا اور رسول کے طریق پر بیدھے
چلے جاؤ گے تب تک اسی طرح کی تمہارے لئے خیر وفلاح
ہو گی اور جو تم اس کے خلاف چلو گے پھر تم جانو اور

تمہارا کام جانے، سو اب وہی وقت موجود ہے کہ تم جانو
تمہارا کام جانے' انہوں نے کہا کہ بھائی صاحب کیا آپ
نے خلاف دیکھا' میں نے ان عورتوں کا حال پوچھا کہ یہ
کیا معاملہ ہے' یہ سن کر انہوں نے گردن جھکا لی کچھ نہ
بولے' میں نے کہا داروغہ صاحب میری بات یاد رکھنا اب یہ
کارخانہ تمہارا تمام ہو چکا اور میں نے کہا کہ میرا بھی آپ کو
سلام ہے اب میں کبھی آپ کے یہاں نہ آؤنگا' وہ ہنس کر رہے
میں وہاں سے قندھاریوں کی چھاؤنی میں محمد زمان خاں رسالدار
کے مکان پر اترا' خدا کی قدرت پندرہ روز نہ گذرے میں وہیں
تھا کہ ممن خاں داروغہ قید ہو گئے اور ڈیوڑھی پر پہرے بیٹھ
گئے سب اثاث البیت بادشاہ کے یہاں ضبط ہو گیا حافظ قطب الدین
بھاگ کر فقیر محمد خاں کے مکان پر پہنچے' خاں صاحب ممدوح
نے اسی وقت پیش میں بٹھا کر لکھنؤ کے عمل سے باہر کانپور میں کہ
انگریزی عمل تھا بھجوا دیا اور یہ حال سن کر میں جلد اپنے ٹوڈ پر

سوار ہو کر رائے بریلی کو روانہ ہوا ایک روز
عبدالستار حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ کو اپنے یہاں لے گئے
آپ تو مرید تھے ہی اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کو بھی
مرید کرایا اور حضرت سے ذکر کیا کہ میرے والد کو گھر سے نکلے
پندرہ بیس برس ہوئے ہیں کچھ خبر نہیں ہے نہ معلوم جیتے
ہیں یا مر گئے تو دل کو تسلی ہو آپ نے پوچھا کہ ان کا نام کیا
ہے کہا قادر بخش، آپ نے کچھ دیر تک سکوت کیا پھر فرمایا
تمہارا باپ زندہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملاقات
ہوگی، لوگوں نے از راہ تعجب کے عرض کی کہ یہ بات آپ
کہاں سے فرماتے ہیں اور اگر زندہ ہیں تو کہاں ہیں اور کب
ملاقات ہوگی، آپ نے کہا میں الہام سے کہتا ہوں مگر
یہ نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہیں اور کب ملینگے یہ سن کر سب کو
تسلی ہوئی کہ الحمدللہ زندہ تو ہیں اور جب خدا چاہیگا ملا
ہی دیویگا، پھر کئی شخصوں نے کو ان میں سے ایک ایک روپیہ

غنایت کیا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا
اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرے گا' ان میں ایک کا نام امیر علی
تھا وہ اسمٰعیل گنج میں عطاری کی دوکان کرتے تھے اور دوسرے
نام معلوم نہیں' اور باقی اور لوگوں سے فرمایا کہ ہم روپے کے عوض
تمہارے لئے دعا کرینگے اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں برکت کریگا
پھر آپ وہاں سے شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر تشریف لائے اور میں اکثر
کہیں چاول خریدنے کو کہیں گھوڑے کے مصالح لینے کو اسمٰعیل گنج
جایا کرتا تھا اور امیر علی کی دوکان پر گھڑی دو گھڑی بیٹھتا تھا
ایک روز امیر علی نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت کو کس کھانے سے بڑا
شوق ہے' میں نے کہا بہت شوق تو آپ کو ماش کی ابالی
ہوئی کھچڑی یا مولی یا لک کے ساگ ڈالی ہوئی دال اور جو
گیہوں کی روٹی سے البتہ شوق ہے یا سرد پانی سے یا اور ترید
کے اقسام سے زیادہ رغبت ہے' اور شیرنی مٹھائی تو آپ
بہت کم کھاتے ہیں' اور سوا اس کے جو کچھ حاضر ہوتا ہے تناول

فرماتے ہیں، یہ سُن کر امیر علی کئی بار تربید بنا کر بہت بکلف
کیورڑہ گلاب ڈال کر آپ کے واسطے لائے، اور آپ نے خوش
ہو کر نوش فرمائی، اسی طور ایک دن اور تربید بنا لائے
اور آپ پیتے تھے اور تعریف کرتے تھے کہ واہ امیر علی بھائی خوب
تربید بنائی ہے، اس وقت میں نے امیر علی کو کہا کہ اب تم حضرت
سے کچھ سوال کرو، انہوں نے عرض کی کہ حضرت میرے حق میں
دعا کریں، آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو ایک روپیہ تو دیا ہے
اور کیا چاہتے ہو، عرض کی کہ ہاں روپیہ آپ نے عنایت کیا
ہے مگر میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو اور دنیا
میں سوا خدا کے کسی کا محتاج نہ رہوں، آپ نے پوچھا کہ تم
دوکان کرتے ہو، کہا ہاں عطاری کی دوکان کرتا ہوں فرمایا
کیا دوکان میں چاہتے ہو وہ کچھ نہ بولے، آپ نے مولوی محمد
یوسف سے کہا، کہ یوسف جی ان کے واسطے جمعرات کو بیس
یا دو لانا، اور فرمایا بھائی امیر علی اللہ تعالیٰ کی رضامندی
کے کام کئے جاؤ وہ آپ تم سے راضی رہیگا، مگر یہ نہیں معلوم

کہ آپ نے کس وقت دعا کی، مگر جب آپ بریلی کو تشریف
لے گئے اور عبدالستار بھی آپ کے ہمراہ رکاب گئے اور وہاں چند روز
آپ کی صحبت فیض درجت میں رہے اس عرصہ میں عنایت الٰہی سے
امیر علی کی دو دکانیں ہو گئیں اور خوب چلنے لگیں، انہوں نے
عبدالستار کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی دعا سے یہاں
روزی کی گنجائش کی ہے اور دو دکانیں عطاری کی چلنے لگیں
تم چند روز یہاں آؤ، اور حضرت کو بھی آداب و تسلیمات لکھا تھا
عبدالستار نے وہ خط حضرت کو دکھایا، آپ نے ان کو رخصت
فرمایا، پھر چند روز میں امیر علی اور عبدالستار دونوں آئے، امیر علی
تو اپنی طرف سے کئی شیشی گلاب اور کیوڑے کی اور کئی شیشیاں
عطر کی اور کئی جوڑے جوتے کے اور کئی ٹوپیاں اور ازار بند
حضرت کو لائے، اور عبدالستار اسی طور کا کچھ اسباب جن کے واسطے
آپ نے دعا کی تھی ان کی جانب سے لائے، پھر یہ اسباب نذر کر
کے کئی روز کے بعد امیر علی تو لکھنو کو گئے اور عبدالستار ہیں

رہے' پھر جب تیاری حج کی آپ کرنے لگے تب عبدالستار کو رخصت
کیا' آپ نے کہ اپنی ماں اور عزیز و اقربا سے ملاقات کر آؤ
پھر جب ملاقات کر کے عبدالستار آپ کے پاس آئے اور آپ
قافلہ لے کر حج کو روانہ ہوئے اور مع الخیر شہر کلکتہ میں داخل
ہوئے' آپ کے قدوم ہدایت لزوم کی وہاں شہرت ہوئی ہزاروں
آدمی واسطے ملاقات کے آنے لگے' اسی شہر میں عبدالستار کے باپ
بھی دلالی کرتے تھے سنا کہ ایک سید صاحب رائے بریلی سے آئے ہیں
اور حج کو جاتے ہیں' وہ بھی ایک دن ملنے کو آئے اور آپ سے
مصافحہ اور معانقہ کیا' آپ نے ان کی گفتگو ہندوستانی سنی پوچھا
تمہارا وطن کہاں ہے اور نام کیا ہے' انہوں نے کہا میں لکھنؤ کا
رہنے والا ہوں نام میرا قادر بخش ہے' آپ نے ان کو ٹھہرایا اور
اپنے لوگوں سے فرمایا کہ عبدالستار کو بلا لو' قادر بخش نے پوچھا'
عبدالستار کون صاحب ہیں' فرمایا کہ وہ آویں تو ہم بتا دیں
اس میں عبدالستار آکر حاضر ہوئے' آپ نے کہا کہ تمہارے والد

قادربخش ہیں ان سے ملو، دونوں صاحبوں کو کمال خوشی ہوئی اور گلے لگ کر بہت ملے، انہوں نے بیٹے کا حال پوچھا بیٹے نے باپ کا پوچھا، پھر قادربخش آپ کے ساتھ حج کو گئے، وہاں سے آکر بی بی اپنی سے ملے، پھر حضرت کے ساتھ ہجرت کرکے جہاد کو گئے اور بعد لڑائی موضع سیدو کے یہی میں نے ان کو دیکھا، اب نہیں معلوم کہ جیتے ہیں یا مرگئے واللہ اعلم بالصواب

ایک روز بعد نماز جمعہ کے حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ مولوی محمد اشرف صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی روز مولوی صاحب نے آپ کے دست مبارک پر بیعت بھی کی تھی اور ان کے مردانے مکان میں ایک کواں تھا، حضرت سے عرض کی کہ اس کویں کا پانی نہایت سرد ہے مگر شور ہے اگر شیریں ہوتا تو تمام محلہ داروں کو فائدہ عام ہوتا آپ اس کے واسطے جناب الٰہی میں دعا کریں، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے چاہے شور کو شیریں کردے یا شیریں کو شور، اس وقت

آپ نے یہی فرمایا، پھر وہاں سے مکان پر تشریف لائے
کئی دن کے بعد آپ پھر تشریف لے گئے، پھر مولوی صاحب نے
وہی دعا کا سوال کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم آپ کی بات بھول
گئے، مگر اب انشاء اللہ تعالیٰ دعا کرینگے، مگر مجکو یہ نہیں معلوم
کہ آپ نے کب دعا کی، مگر کئی روز کے بعد مولوی محمد اشرف صاحب
نے ایک صراحی پانی اُسی کوئیں کا بڑے تکلف سے اپنے خدمتگار
کے ہاتھ واسطے حضرت کے بھیجا کہ آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ
نے پانی میٹھا کر دیا، آپ نے پیا اور تھوڑا بہت لوگوں
کو پلایا اور خدمت گار سے فرمایا کہ ہماری طرف سے مولوی صاحب
کو مبارکی دینا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا کواں میٹھا کر دیا اور شاہ
پیر محمد کی مسجد کا کواں ہے، اس کا پانی بھی کھاری ہے اور
ایک دوسرا کواں وہیں ٹیلہ پر ہے اس کا پانی بھی سرد ہے
اور شور تھا، مولوی محمد اشرف صاحب کے کوئیں کا حال سُن
کر اور پانی پی کر حضرت سے عرض کی کہ اس مسجد کا کواں
کھاری ہے اور بہت لوگ محلہ کے اس کا پانی لیجاتے

ہیں مگر اور خرچ میں صرف ہوتا ہے پینے کے کام میں نہیں آتا
اگر آپ کی دعا کی برکت سے یہ بھی شیریں ہو جاوے تو
لوگوں کو بہت فائدہ ہو، آپ نے سن کر کچھ جواب نہ دیا
پھر انہوں نے اسی طرح دوسرے کوین کے واسطے کہا، آپ
نے فرمایا اچھا ہم دعا کرینگے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس کا
پانی شیریں کر دیوے، پھر آپ نے کسی وقت دعا کی ہوگی مگر
مجکو نہیں معلوم، لیکن جب دوسرے جمعہ کو مولوی محمد اشرف صاحب
ٹیلہ پر آپ کی ملاقات کو آئے، تب آپ نے اس کوین کا پانی
منگا کے مولوی صاحب کو پلایا، مولوی صاحب نے کہا سبحان
اللہ یہ بھی ہمارے ہی کوین کا سا سرد میٹھا پانی ہے اور شیریں
بھی، اس میں اور اُس میں کسی چیز کا کچھ فرق نہیں
حمایت اللہ خاں نے ایک بار اول سو آدمیوں سے آپ کی
دعوت کی جس کا مذکور آگے ہو چکا ہے اور دوسری بار
بھی سو آدمیوں سے آپ کی دعوت کر گئے اس بار

حضرت کے ساتھ قریب دوسو آدمیوں کے گئے سو آدمیوں
کو تو حضرت نے اندر بٹھایا اور باقی لوگ دروازے کے
باہر رہے، خان صاحب موصوف نے اول دعوت کی طرح
پر اپنے لوگوں سے مشورہ کیا کہ باہر کے لوگوں کے کھانے کی کیا،
تدبیر کریں باہر والوں کو خبر ہوئی کہ یہاں یہ مشورہ ہے، ،
حمایت اللہ خاں سے بلا کر کہا کہ تم ہمارے کھانے کا کیوں فکر
کرتے ہو جن کی دعوت ہے انہیں کو کھلاؤ ہم تمہارے یہاں
کھانے کو نہیں آئے ہیں اور تم تو خود جانتے ہو کہ حضرت کے ساتھ
جانے کو سب جاتے ہیں مگر کھانا وہی لوگ کھاتے ہیں جن کی
دعوت ہوتی ہے، انہوں نے کہا یہ بات تو سچ کہتے ہو مگر دنیا
داری میں اس بات کا ضرور خیال ہوتا ہے، انہوں نے کہا
دنیا داری کا معاملہ دنیا داروں سے کیا چاہئے ہم دنیداروں
سے کرنا کیا ضرور، یہ خبر حضرت کو پہنچی، آپ نے حمایت اللہ خاں
سے بلا کر کہا کہ تم کیوں اس بات کا اندیشہ کرتے ہو ہمارے

حصے کا کھانا جو مکیوایا ہو وہ ہم کو حوالہ کردو اور اپنے لوگوں کا آپ
جدا رکھ لو ہم اپنا کھانا چاہئے سب مل کر کھاویں گے وہ حضرت
کا مطلب سمجھ گئے، عرض کی جدا کرنا کیا ضرور آپ کے لوگ کھالیویں
جو بچے گا ہمارے آدمی کھالیوں گے، پھر آپ نے باہر والوں کو
بھی اندر بلا کر بٹھایا مگر پچیس تیس آدمی نہ آئے اور کہا ہم کھانا
نہ کھاویں گے اور حمایت اللہ خاں کی طرف والوں کو اپنے
لوگوں کے ساتھ بٹھایا اور مجھ سے فرمایا کہ تم تین بار سورہ مزمل
پڑھ کر کونڈوں میں چاول نکالنا شروع کردو دو دیگ پلاؤ
تھا میں نے ویسا ہی کیا فقط ایک ہی دیگ میں سب چاول تمام سیر ہو گئے
اور ایک دیگ چاول بچ رہے مگر تھوڑے سے چاول میں نے اس
میں سے نکالے کہ اس میں بھی برکت ہو جاوے بعد فراغ تناول
طعام کے آپ نے فرمایا کہ بھائی حمایت اللہ خاں ایک دیگ
چاول بچ رہے باقی ہیں ان کو تم جو چاہو سو کرو تم کو اختیار
ہے پھر وہاں سے اپنے مکان پر تشریف لائے حکایت

میر اُمید علی حیدرآبادی لکھنؤ میں مشہور شخص تھے لوگ کہتے تھے کہ اس شہر کے صاحب خدمت ہیں مگر حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ وہ صاحب خدمت اور قطب تو نہیں ولیکن بہت صالح اور بے نظیر آدمی ہیں، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس حاضر تھے اور ان کے خدام کا لوگ ذکر کرنے لگے، حضرت نے فرمایا کہ بیماری اور تندرستی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہ اپنے بندہ کے واسطے برا نہیں چاہتا ہے کوئی کام اس کا حکمت سے خالی نہیں ہوتا مگر ہر ایک کی فہم ناقص میں نہیں آتا ہے اگر خدا اپنے بندہ سے راضی ہو تو اس کے لئے وہاں جنت میں ہمیشہ عیش و آرام ہے اس راحت کے آگے چند روز کا یہ رنج کچھ حقیقت نہیں اور فرمایا کہ میر بھائی تم کیا چاہتے ہو کہا مجکو اس کی رضامندی منظور ہے بھی آپ میرے حق میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو یہ مرض رہے یا جاوے اس سے میرا کچھ نہیں مطلب فرمایا بہت خوب ہم دعا کرینگے، پھر انہوں نے عرض کی کہ میرے گھر میں آپ کی لونڈی پر جن کا اثر ہے سو وہ دو تین سے

روز سر پر آیا ہے اور اس بیچاری کو ستاتا ہے' آپ نے فرمایا
کہ اب کی بار جب آوے تو ہمارا سلام اس سے کہہ دینا پھر وہ
جو کچھ کہے تم ہم کو خبر کرنا' پھر وہ حضرت کے پاس سے اپنے گھر گئے
ایک روز وہی جن ان کی بی بی پر آیا' انہوں نے کہا کہ تم کو سید صاحب
نے سلام کہا ہے وہ کچھ خبر نہ ہوا' انہوں نے دوسرا کر کہا کہ تم کو
ہمارے سید احمد صاحب نے سلام کہا ہے' اس نے سلام کا
جواب دیا اور کہا اب ہم ان پر کبھی نہ آوینگے اور جاتا رہا انہوں
نے یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ سے جا کر بیان کیا' آپ نے فرمایا
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب کبھی نہ آوے گا اور یہ کہا کہ سید بھائی
میں نے آپ کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور
راضی ہوا اب تم عیش و آرام سے پیر پھیلا کے سوؤ چین کرو

مینڈو خاں رسالدار کے سواروں کی وردی یا تانی ٹولی
اور بانا تی ہی کرتے اور پائجامہ تھا اور وہ لولو کے سوار کہلاتے
تھے اور اس لقب سے ان کو کمال عار معلوم ہوتی تھی مگر
زبان خلق کی کون بند کرے اور مولوی نور محمد جو ولایت

میں حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات کے روزمرہ کے کاتب تھے
ان روزوں رسالدار ممدوح کے پاس نوکر تھے سو وہاں رسالے
کے اکثر سواروں نے یہ مشورہ کیا کہ اگر کسی روز حضرت سید صاحب
ہماری لین میں تشریف لاتے تو بہت لوگوں کو ہدایت ہوتی اور
وہاں شاہ پیر محمد کے ٹیلے پر سب لوگ جا نہیں سکتے اور کئی افسروں
نے کہا کہ بات تو بہت خوب ہے اگر یہاں آویں تو ہم ان کی دعوت
بھی کریں مگر کسی کو بھیجا چاہئے جو آپ کو لاوے، پھر مولوی نور محمد
کو اور ایک شیخ دفعہ دار تھے ان کو بھیجا، ان دونوں صاحبوں نے
تمام کیفیت آکر حضرت سے عرض کی، آپ نے فرمایا کہ بہت خوب
ہم ضرور چلیں گے مگر جس دن بلانا منظور ہو تو کوئی آدمی پہلے بھیجدینا
اور کھانا بے اطلاع ہمارے نہ پکوانا اُنہوں نے قبول کیا وہاں سوائے
پیشتر کے بعضے بعضے صاحب اور بھی کسی مطلب کے آپ سے عرض کرنے لگے
آپ نے فرمایا کیا مضائقہ، پھر دونوں صاحب رخصت ہوکر
اپنی لین میں آئے، بعد دو یا تین دن کے وہی دونوں صاحب

کئی آدمیوں سے آپ کو لینے کو آئے، کوئی دو سو آدمی سے آپ
وہاں تشریف لے گئے بڑی تعظیم و تکریم سے آپ کو فرش پر بٹھایا
اور تین چار سواروں نے بیعت کی، اس عرصہ میں منیڈو خاں کے
بھائی عبداللہ خاں آپ کی ملاقات کو آئے اور عرض کی آپ
یہاں سے فارغ ہو کر میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرماویں
آپ نے فرمایا کہ بہتر ہم آوینگے، پھر عبداللہ خاں اپنے مکان کو
گئے، مولوی نور محمد نے حضرت سے کہا کہ میں نے جو ٹیلہ پر عرض
کی تھی کہ سوائے بیعت کے کچھ اور بھی عرض کی جاویگی، سو وہاں
رسالدار صاحب کے مکان پر آپ کے آنے سے یہی مطلب ہے
اور ان میں ایک عرض ان کی یہ ہے کہ تمام شہر میں ہم لوگوں
کا لقب لوٹے سوار کے ہے، اس لقب سے رسالدار صاحب بہت
عار اور ندامت معلوم ہوتی ہے، اس لقب کے چھوٹنے کے
لئے آپ سے دعا کرادینگے اور دوسری عرض یہ کرینگے کہ جیسے
بادشاہی اور رسالداروں کی حضور سے بڑی بڑی لاکھوں روپوں
کے یہاں علاقہ دلوہیں اور ہم جس دن سے اس سرکار

میں نوکر ہوئے ہیں، سو اس نوکری کی ہمارے واسطے آج تک
ترقی کی صورت نہیں ہوئی، اس کے لئے بھی آپ سے دعا کرائینگے
اور تیسری عرض ہم لوگوں کی طرف سے جناب عالی میں یہ ہے
کہ اکثر اوقات مہمان و مسافر ہماری ایس لین میں اترتے ہیں اور
ہم لوگوں میں اس قدر وسعت نہیں کہ کھانا کھلانے سے ان کی
خبر لیں، سو وہ بیچارے بھوکے فاقہ کرکے سو رہتے ہیں اور رسالدار
صاحب خبر نہیں ہوتے کہ مہمان مسافر یہاں کے کچھ کھاتے ہیں
یا نہیں سو اگر آپ اس امر کا انتظام ان کی طرف سے لگادیویں
تو یہ بڑا کار ثواب ہے، آپ نے فرمایا کہ واہ مولوی صاحب
تم نے یہ بات بڑے ہی کام کی کہی انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تدبیر
ہم ضرور کرینگے، پھر آپ مینڈو خاں کے مکان پر گئے وہاں
مینڈو خاں اور عبد اللہ خاں نے بیعت کی اور یہی دونوں
باتوں کی جس کی اطلاع آپ سے مولوی نور محمد صاحب نے
پہلے کی تھی آپ نے فرمایا ہم اس امر میں دعا کرینگے اور اللہ تعالیٰ سے

اُمید ہے کہ تمہاری دونوں حاجتیں روا فرما دے مگر اس کے ساتھ
اللہ فی اللہ ایک اور بھی کام ہے کہ جس قدر اس کا التزام اپنے اوپر
مضبوط رکھوگے اسی قدر تمہاری ترقی اللہ تعالیٰ روز بروز زیادہ
کرنگا اور جتنا اس میں قصور کروگے اتنا ہی اس میں فتور واقع ہوگا
عرض کی کہ وہ کیا بات ہے' آپ نے فرمایا کہ ہم نے سنا ہے جو تمہارے لین
میں مہمان و مسافر اترا کرتے ہیں فاقہ سے سو رہتے ہیں ان کا خبر گیراں
کوئی نہیں ہوتا' یہ ایک صورت تنزول غضب الٰہی کی ہے' تم کو اللہ تعالیٰ
نے رئیس نامدار بنایا ہے تم ان کے موافق مقدور اپنے کے خبر لینا
اور جتنک اس کا التزام اپنے ذمہ نہ رکھوگے اللہ تعالیٰ سے اُمید
ہے کہ تمہارے اقبال و دولت اور جاہ و ثروت کی ترقی رہیگی
اور جس قدر اس میں بقصور واقع ہوگا اسی قدر اس میں فتور پڑیگا
اُنہوں نے کہا کہ جو کچھ میسر ہوگا اور میں کھاؤنگا وہ ان کو بھی
کھلاؤنگا۔ یہاں تک کہ اگر میں پلاؤ کھاؤنگا وہ ان کو کھلاؤنگا
اور جو میں چنے چابونگا تو ان کو بھی چبواؤنگا' آپ نے فرمایا

واہ میاں بھائی اگر یہ نیت تمہاری ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ سب
مطلب تمہارا باخوبی پورا ہوگا اور ہم تمہارے واسطے ضرور دعا
کرینگے، پھر حضرت وہاں سے ٹیلہ پر تشریف لائے اور چند روز میں
بریلی کو روانہ ہوئے اور وہاں عبداللہ خاں نے اپنے رسالہ کے
افسروں کو حکم سنا دیا کہ جو مہمان و مسافر مسکین و محتاج ہماری
لین میں اترا کرے ہم کو اطلاع کیا کرو، اور مولوی نور محمد کو اس کا
داروغہ کیا کہ جو مہمان و مسافر یہاں اترے اس کو نقد پیسے یا جنس
ہماری طرف سے دلوا دیا کرو، پھر بعد دو ڈھائی مہینے کے منڈو
خاں نے اپنی ترقی و بہبودی کا حال لکھ کر حضرت کو بھیجا کہ جب آپ
لکھنؤ سے بریلی کو فرما ہوئے، یہاں ایک روز حضرت ظل سبحانی
یعنی بادشاہ غازی الدین حیدر نے ہمارے رسالہ کا جائزہ
لیا اور نواب فتح علی خاں کپتان حاضر تھے، جناب عالی نے اپنے
پستول کی جوڑی دکھائی کہ ایسے ایک ہزار جوڑے پستول کے
ہوتے تو ان سواروں کو دیتے، کپتان نے عرض کی کہ،

جناب عالی کے سلاح خانہ میں اس قسم کی کئی ہزار جوڑیاں
ہیں فرمایا حاضر کرو، دوسرے روز کپتان موصوف نے ہزار جوڑی
پستول اسی قسم کے حاضر کئے، جناب عالی نے ہمارے رسالہ کے
سواروں کو عنایت فرمائے اور وردی بھی بدلوا دی اور وہ لولو کا
لقب ہی موقوف کرا دیا اور خیرآباد کا علاقہ بھی ہم کو ہوا اور بہرائچ
کے علاقہ ہونے کی اُمید ہے فقط، پھر کچھ دنوں میں جب ان کو
بہرائچ کا علاقہ بھی ہوا تب تو مسکینوں مسافروں کی اطلاع
کو صبح اور شام ترم بجوانا شروع کیا کہ جو مسکین و مسافر لین
میں اترا ہو آوے اور ہمارے دسترخوان پر ہمارے ساتھ کھاوے
اور اکثر وقت تناول طعام کے سرِ مجلس کہتے کہ بھائیو یہ جناب
سید صاحب کی دعا کا سبب ہے اور یہی حال مسافر پروری کا
برسوں رہا، جبتک منیڈ و خاں۔ جیسے بحر بعد انتقال ان کے
چند روز بیٹوں نے بھی وہی کارخانہ جاری رکھا، بحراس
کا الزام نہ ہو سکا بلکہ عبدالمدخاں نے بارہا تاکیداً

اپنے بھتیجوں سے کہا کہ دستر خوان مسافروں کا موقوف نہ
ہونے پاوے، یہ جاہ وجلال تمہارے والد کا سید احمد صاحب کی
دعا سے ساتھ اسی شرط کے تھا کہ جس قدر محتاج پروری میں
کوشش کروگے اسی قدر اللہ تعالیٰ دولت واقبال میں ترقی رکھے
گا اور جو اس میں قصور کروگے تو اس میں فتور واقع ہوگا مگر
منظور الٰہی نہ تھا انہوں نے کچھ نصیحت پر خیال نہ کیا چند سال
میں وہ کارخانہ جاتا رہا جب حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلہ پر اترے، آپ کے
قدوم ہدایت لزوم کی شہر میں جابجا شہرت ہوئی اور بیشمار لوگوں
نے بیعت کی، میر اسید علی خدائی اور شاہ یقین اللہ اکثر آپ
کی خدمت بابرکت میں آتے تھے اور منشی چیتکا کے مکان پر ہی
جاتے تھے، ایک بار دونوں صاحب نے حضرت کے اوصاف
حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ منشی صاحب کے سامنے بیان
کئے، منشی صاحب کو حضرت کی ملاقات کا اشتیاق ہوا، انہیں

دونوں صاحبوں نے کہا کہ سید صاحب کو یہاں بلایا چاہیئے
اور ان کی ضیافت یہی کرنی چاہیئے، اور انہیں کو بھیجا کہ تمہیں
جاؤ اور دعوت کر آؤ، پھر وہ حضرت کے پاس آئے اور منشی
صاحب کی طرف سے پیغام دعوت دیا، آپ نے قبول کیا، پھر
ایک روز ان کے مکان پر تشریف لے گئے، بڑی دھوم سے
منشی صاحب نے دعوت کی اور بعد کھلانے دعوت کے آپ کے
دست مبارک پر بیعت کی، اور منشی صاحب کا چھ سات برس
کا ایک بیٹا تھا بازو اور گلے میں بہت تعویذ پہنے ہوئے منشی صاحب
کی والدہ نے ایک ٹوکری میں بٹھرتی اور اس لڑکے کو ہمراہ
کیا اور میر اُسید علی سے کہا کہ اس لڑکے کی طرف سے یہ حضرت
کو نذرانہ لیجاؤ وہ حضرت کے پاس لائے، آپ نے اس لڑکے
کو اپنی گود میں بٹھایا پیار کیا اور سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے
واسطے دعا کی اور منشی جینگا سے کہو کہ اس لڑکے کو واسطے پڑھانے کے
شاہ یقین اللہ صاحب کے سپرد کرو اور اس کے بازو اور گلے
اور اس کے بازو اور گلے کے تعویذ نکال ڈالے اور فرمایا اب

تعویذ اس کو نہ بھیجنا اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دو، اور یہ بتیا ہمارا
ہے، اللہ تعالیٰ اس کو نیک بخت اور سعادتمند کریگا، پھر خود
منشی صاحب نے کہا کہ آپ میرے حق میں دعا کریں، اول تو یہ
کہ اللہ تعالیٰ میرا خاتمہ بخیر کرے اور مجھ سے راضی ہو اور دوسرے
یہ کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سوا اپنے کسی کا محتاج نہ کرے اور
اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے مجھکو روٹی بہت دی ہے کچھ کمی
نہیں بادشاہ کے یہاں ان دنوں میرمنشی گری کا ایک عہدہ
میرے لئے تجویز ہوا تھا مگر حاسدوں نے کوشش کرکے ایک ہندو
کو دلوادیا اگر پہلے سے میرا نام نہ ہوتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا اب
اس میں بیچینوں کے سامنے ندامت سی معلوم ہوتی ہے، آپ نے
ان کے واسطے دعا کی اور فرمایا کہ جناب باری سے اُمید ہے
کہ تمہارا مقصود پورا ہوگا، پھر جب لکھنؤ سے رائے بریلی کو آپ
تشریف لائے، منشی صاحب نے اطلاعاً حضرت کو لکھا کہ آپ
کی دعا سے میرے معاملہ کی درستی ہونے لگی ہے، اللہ تعالیٰ سے
اُمید ہے کہ گوہر مقصود ہاتھ آویگا اور منیڈ رخاں کا

حال بھی لکھا کہ جو آپ نے ان کے لئے دعا کی تھی سو خیاب الٰہی میں
مقبول ہوئی، بادشاہ کے یہاں سے فلاں فلاں علاقہ ان کو ہوا
پھر کئی روز میں دوسرا خط اس مضمون اس کا یہ تھا کہ اس عہدہ پر آنے کی
دعا سے اللہ تعالیٰ نے مجکو سرفراز فرمایا اک شخص ٹاٹیانی جو تو
کی سوداگری کرتی تھی، اک روز وہ میر امید علی کے ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس آئے اور بیعت کی، پھر آپ نے کسی سے فرمایا اس نے توجہ دیا توجہ میں
ان کو حالات عجیب وغریب معلوم ہوئے، پھر جب اپنے گھر گئے اپنی
برادری والوں سے ذکر کیا ان میں سے دس بارہ آدمیوں کو اشتیاق
ہوا کہ ہم بھی دیکھیں کیا معاملہ ہے، پھر جب جمعہ کے دن شاہ پیر محمد کی
مسجد میں گئے پھر بڑی وعظ سنا اور حضرت امیر المومنین سے عرض کی
کہ کسی روز آپ ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوں وہاں ہم بھی
اور ہماری برادری والے اور بھی مرید ہونگے اور دعوت بھی آپ کی
سو آدمیوں سے کرینگے، آپ نے فرمایا کہ ہم تمہارے یہاں چلینگے مگر
دعوت کا تکلف نہ کرو کہ تم غریب لوگ ہو، عرض کی کہ آپ کی دعوت
تو ہم ضرور کرینگے، بے اس کے ہم کو تسلی کیونکر ہو، پھر ایک روز

مقرر کر گئے اس دن سو آدمیوں سے حضرت کو لے گئے اور دعوت
کی اور آپ بھی مرید ہوئے اور اپنی عورتوں کو بھی مرید کرایا' اور جو
میر اُمید علی کے ساتھ اول روز مرید ہو آئے تھے ان کا گھر وہاں
سے کچھ دور اور محلہ میں تھا' عرض کی کہ میرے یہاں بھی تشریف لے
چلئے میرے اہل وعیال بھی بیعت کرینگے پھر وہاں سے فراغت کرکے آپ
ان کے مکان پر گئے عورتوں نے بیعت کی' پھر اس صاحب خانہ نے اپنی
محتاجی اور ناداری کا شکوہ کیا' آپ نے اپنے لوگوں سے پوچھا کسی
کے پاس کوئی روپیہ ہے ایک نے حاضر کیا آپ نے لیکر ان کو دیا
اور فرمایا کہ اس کو کبھی نہ خرچ کرنا اسی کی برکت سے جو اور
پانا اٹھانا اللہ تعالیٰ تم کو روزی کی فراغت دیوینگا' ان کے
بھائی لوگ جو اس دن مرید ہوئے تھے وہ بھی سائل ہوئے کہ
ہم کو بھی تبرک عنایت ہو' آپ نے فرمایا ہم تمہارے لئے دعا
کرینگے' انہوں نے عرض کی کہ آپ دعا بھی کریں اور تبرک بھی
دیویں' فرمایا بہتر ہے کسی وقت ہمارے مکان پر آنا تم کو بھی
روپیہ دیونگے' پھر دوسرے دن میر امید علی کے ساتھ پانچ آدمی

آئے، حضرت نے اپنے لوگوں سے فرمایا کہ ان کو توجہ دو اور اللہ
کا نام تعلیم کرو، پھر توجہ دے کر ان کو حضرت کے پاس لائے
جو کچھ جس نے مراقبہ میں دیکھا تھا آپ کے سامنے بیان کیا پھر
اُمید علی نے عرض کی کہ یہ لوگ ترک کے امید وار ہیں حضرت
نے اپنے لوگوں سے کہا کوئی روپیہ کسی بھائی کے پاس ہو تو لاؤ
دو روپے حاضر کئے فرمایا اور بھی ہوں تو لاؤ تین روپے اور
آئے، آپ نے پانچوں روپے اپنے ہاتھ میں لئے اور کچھ دیر الٹ
پلیٹ کئے، پھر پانچوں کو دئے اور کہا ان کو خرچ نہ کرنا ان
کی برکت سے جو اور روپے اللہ تعالیٰ تم کو دے وہ صرف
کرنا اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ اپنے گھر کی عورتوں کو
ہمیشہ تاکید کرتے رہنا کہ کسی طور کا شرک نہ کریں اور جو
اللہ تعالیٰ تم کو روزی کی فراغت دیوے تو نیت خالص جہاد
فی سبیل اللہ کی رکھنا خواہ جان سے خواہ مال سے اور جو نیت
خالص نہ ہوگی تو تمہارے حق میں نقصان ہوگا اس بات کو
خوب سمجھ لو، انہوں نے عذر کیا کہ نیت کی جہاد کی اگر اپنے

جانے سے کریں اور جاویں تو یہاں اہل وعیال کی ہمارے
کون خبر لیوے اور کون کھانا کپڑا دیوے اور حیثیت جہاد کی
کی کریں تو ہمارے پاس کہاں ہے، فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تم کو
مال و دولت دیوے تب تم پر حکم ہے بغیر اس کے نہیں، حضرت نے
اس کا عہد کیا انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرینگے اور آپ نے میر اسید علی
کو تاکید مزید فرمائی کہ تم ان کی عورتوں کو نماز روزہ کے مسائل
تعلیم کیا کرنا اور رخصت کیا وہ اپنے اپنے گھر گئے چند روز میں حضرت
تو لکھنؤ سے بریلی کو تشریف لائے یہاں ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے
خوشحال اور صاحب مال کر دیا ... ایک شخص خدا بخش نام گومتی
کا جو راج گھاٹ ہے وہاں لکڑی کی دوکان کرتے تھے میں اکثر انہیں
کی دوکان سے لکڑی لاتا تھا، ایک روز وہ مجھ سے پوچھنے لگے کہ تم
کہاں رہتے ہو اور کس کے واسطے لکڑیاں لیتے جاتے ہو، میں نے کہا
کہ شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر ہمارے سید صاحب بریلی کے اترے ہیں
اور اس قدر ان کے ہمراہ آدمی ہیں وہاں سے میں آتا ہوں اور
تمام حضرت کی پیری اور مریدی کا میں نے بیان کیا ان کو

حضرت کی ملاقات کا اشتیاق ہوا، مجھ سے کہا کہ میں بھی چاہتا ہوں
کہ حضرت سے چل کر ملوں اور مرید ہوں، میں نے کہا بہتر ہے جب چاہو
چلو اختیار ہے کہا اچھا، دوسرے یا تیسرے دن میں اس کا جواب دونگا
جمعرات کو لکڑیاں خریدنے میں ان کی دکان پر گیا اور وہ جواب
ان سے طلب کیا، انہوں نے کہا حضرت کی دعوت کے واسطے اس قدر
دال چاول میں نے جمع کئے ہیں، سو تم اپنے یہاں پکا لینا، مجھ سے
اس کا انتظام نہ ہوگا، غرض وہ سب سامان لیکر جو میں نے اس دن
ایک روپیہ کی لکڑیاں لی تھیں وہ بھی اپنی دعوت میں لگالیں اور
مجھ کو بھی ہمراہ لیا اور میرے ساتھ گئے، میں ان کو حضرت کے پاس
لے گیا اور ان کا حال عرض کیا فرمایا کہ بہتر دعوت ان کی رکھو اور
میاں خدا بخش کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا آپ کا کیا ارادہ
ہے عرض کی کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرونگا، آپ نے وہیں
ان سے بیعت لی اور حاجی پیر محمد کو سپرد کیا کہ ان کو توجہ دو پھر
انہوں نے ان کو توجہ دیا، اس میں ان کا کچھ اور ہی طور ہو گیا کہ
صدہا لوگ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا کیا حال ہو گیا، پھر

حضرت نے فرمایا کہ ان کو بوڑھے حاجی کو سپرد کر دو وہ ان
کو اس طور سے تعلیم کریں کہ بالکل یہ اپنے کاروبار سے معطل نہ ہو جائیں
اور خدا کا طریق بھی یاد ہیں، اور میاں خدا بخش سے کہہ دیا کہ کل جمعہ
کو تمہاری دعوت ہمارے یہاں ہے گی، تم بھی آنا، پھر ان کو رخصت
کیا کچھ دیر میں وہ آپہونچے اور کہا کہ میں جس وقت اس پھاٹک
سے باہر گیا معلوم ہوا کہ گویا میں آگ میں جاتا ہوں اور جب وہاں
سے ادھر چلا تو دل کو ایک آرام اور راحت ملی گویا بہشت میں
جاتا ہوں، پھر حضرت نے ایک اپنا آدمی ساتھ کر دیا کہ تھوڑی دور
ان کو پہنچا آؤ، پھر اس دن تو وہ نہ آئے دوسرے دن جمعہ کو چار
پانچ گھڑی دن چڑھے آئے حاجی بڈھے نے ان کو توجہ دیا پھر
کچھ دیر میں کھانا تیار ہوا کم و بیش دو سو آدمیوں نے اور ساٹھ ستر
شہر والوں نے شکم سیر ہو کر خدا بخش کے روبرو کھایا اور فقط
وہی معمولی ایک دیگ کھانا تھا یہ حال دیکھ کر خدا بخش کو اور
بھی تعجب نظر آیا زیادہ حضرت کے معتقد ہوئے پھر وہیں

کو کچھ دیر حضرت سو رہے، جب وقت نماز جمعہ کا رہا آپ
اٹھے استنجی کو گئے وہاں سے آکر وضو کیا کپڑے بدلے کنگھی کی اس
وقت کسی سے پانی پینے کو مانگا اس نے آبخورے میں دیا کچھ آپ
نے پیا اور باقی خدا بخش کو دیا لوگوں نے اشارہ کیا کہ اسے پی لو
اُنہوں نے پی لیا، پھر مل کر نماز کو گئے، بعد نماز جمعہ کے مولانا عبدالحی
صاحب نے وعظ فرمایا لوگوں نے سنا اور حضرت علیہ الرحمۃ کا
یہ دستور تھا کہ جب مولانا عبدالحی یا مولانا اسمٰعیل وعظ فرماتے
تو آپ وہاں سے ٹل جاتے یا دور فاصلہ سے بیٹھتے، اس لئے کہ آپ
کے روبرو دونوں صاحبوں کی جرات نہ تھی کہ کچھ تقریر کر سکتے
سو اس وقت حضرت مسجد کے اس طرف در میں بیٹھے تھے جب
وعظ ہو چکا میاں خدا بخش آپ کے پاس آئے اور شکایت کی
کہ جو کچھ کل مجھ پر ایک نشہ کی سی حالت سپاری وطاری تھی وہ
اب نہیں معلوم ہوتی ہے اس کا کیا سبب، اور وہی حالت مجکو
پسند ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ حالت اس سے بہتر ہے، اس میں

تم اپنے کاروبار سے جاتے رہتے اور اس میں تمہارے دونوں
کام جاری رہیں گے، پھر انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ
کے شرف بیعت سے میرے اہل وعیال بھی مشرف ہوں اس
کی کیا تدبیر کروں، آپ نے فرمایا کہ کسی روز قندھاریوں کی
چھاؤنی میں جب جاؤ گے تب تمہارے یہاں بھی ہوتے چلیں گے
یہ بات سن کر وہ چپ ہو رہے مگر صبر نہ ہوا، دوسرے روز
گاڑی میں اپنی عورت کو اور لڑکی لڑکوں کو سوار کر کے ٹیلہ پر
مسجد کے دروازہ پر لے آئے اور مسجد میں جا کر آپ کو خبر کی،
آپ نے فرمایا کہ تم نے کیا حرکت کی ہم نے تو تم سے کہہ دیا تھا کہ
پھر الگ مسجد کے حجرہ میں ان کو اتروا دیا اور بعد نماز عصر کے وہاں
آپ تشریف لے گئے اور ان سے بیعت لی اور ان کو رخصت کر دیا
اور میاں خدا بخش کی دکان کے گرد و پیش بانس والوں کی
کئی دکانیں تھیں، انہوں نے جو میاں خدا بخش کا حال دیکھا
سنا کہ یہ تو بڑے عابد و زاہد صالح و متقی ہو گئے ان سے کہا

کہ ہم کو بھی حضرت کی خدمت بابرکت میں لیچلو ہم بھی مرید ہونگے
کہا بہت خوب، پھر آئندہ جمعہ کو سات آٹھ شخصوں کو حضرت
کے پاس لے گئے اور ان کا حال بیان کیا کہ یہ بھی بیعت کرینگے آپ
نے فرمایا کہ بہتر، مگر بعد نماز جمعہ کے، پھر انہوں نے وہیں جمعہ پڑھا
مولانا عبدالحئی صاحب کا وعظ سنا، پھر سب نے بیعت کی اور توجہ لی
پھر اپنے مکان کو گئے، صبح ہفتہ کے روز آٹھ دس اور اپنے بھائی
بند لیکر آئے، انہوں نے بھی بیعت کی اور توجہ لی اور حضرت سے
عرض کی کہ ہمارے لوگوں کے کوئی بیس چالیس گھر ہونگے اور سب
کو اشتیاق ہے کہ بیعت کریں اگر کسی روز آپ ادھر قدم رنجہ فرماویں
تو عین سرفرازی ہو، آپ نے قبول کیا، پھر ایک دن معین کرکے
حضرت کی دو سو آدمیوں نے دعوت کر گئے، آپ نے کتنا ہی عذر کیا
کہ تم غریب لوگ ہو دعوت کی تکلیف نہ کرو، انہوں نے کہا کہ
ایک دن اس قدر آپ کی دعوت کرنی ہم پر ہرگز گراں نہیں ہوگی
پھر اس روز حضرت ان کے یہاں گئے اور بعد دعوت کھانے
کے سب نے بیعت کی اور بقدر مقدور اکثروں نے نذر دی

پھر اپنے اپنے گھر لے گئے عورتوں اور لڑکوں بالوں کو مرید کرایا'
ایک صاحب کے یہاں طاق میں کئی کھلونے مٹی کے دھرے تھے'
آپ کی نظر پڑ گئی فرمایا یہ بت ہیں ان کو مشرک لوگ رکھتے ہیں
ان کو توڑ ڈالو گھر سے دور کرو پھر کبھی خبر دار نہ لینا اور دیر تک
طرح طرح سے برائی شرک کی اور خوبی توحید کی بیان فرمائی
صاحب خانہ نے اسی وقت وہ کھلونے توڑ کر گھر سے باہر پھینک
دیئے ان کا یہ حال دیکھ کر جس کے جس کے یہاں تھے سب نے توڑ کر
پھینکے صدہا کھلونے ٹوٹے ہوئے دروازوں پر اس وقت پڑے
تھے' پھر دو شخصوں کو ان میں سے اپنا خلیفہ کیا اور ایک ٹوپی اور کرتہ
ان کو دیا' آپ کے ہمراہی لوگوں میں سے کسی نے کہا کہ ان کا خلیفہ
کسی پڑھے قابل کو کیا ہوتا جو ان کو وعظ و نصیحت کرتا رہتا
مادر یہ بیچارے آپ ہی کچھ نہیں جانتے اور کو کیا تعلیم کرینگے
آپ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی اچھا کہتے ہو مگر یہ ان کی برادری
کے جید و ہری ہیں جو کچھ ان کا کہنا ان پر اثر کریگا اگر چہ انی ہیں

ایسا دوسرے کا کارگر نہ ہوگا اگر ان کا کہنا کوئی نہ مانے تو
یہ اس کو اپنی برادری سے باہر نکال سکتے ہیں دوسری غیر برادری کے
عالم سے یہ بات نہ ہوگی اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بعد چند روز کے
دیکھنا کہ خدا کی عنایت سے کس طرح کے ہونگے اور ان کو تعلیم کردیا
کہ بیاہ برات شادی غمی میں خلاف خدا اور رسولؐ کے شرک و بدعت
کی کوئی نہ کرنے پاوے ہر امر میں طریق رسولؐ مقبول کا نگاہ رکھنا
اس میں چاہے کوئی خوش ہو یا ناخوش' اللہ تعالیٰ تمہارے یہاں برکت
کریگا اور خوش و محظوظ رکھیگا' پھر آپ ٹیلہ پر تشریف لائے وہاں سے
چند روز میں بریلی کو گئے' پھر مجکو گئے' وہاں سے آکر پھر لکھنؤ گئے
ان لوگوں نے آپ سے ملاقات کی مگر اس مرتبہ حضرت کے ہمراہ
رکاب میں لکھنؤ میں نہ گیا تھا جو اپنی آنکھوں سے ان کا حال دیکھتا
مگر جب حضرت علیہ الرحمۃ جہاد کو گئے اور وہاں سے مجکو ہندوستان
بھیجا تب میں لکھنؤ میں گیا اور ان لوگوں سے ملاقات کی ان کی دینداری
اور پرہیزگاری کا حال معلوم ہوا' اور کاروبار تجارت ان کے کا
بہ نسبت اول کے چہار چند بلکہ بعضوں کا زیادہ دیکھنے میں آیا

اور وہ کہتے تھے کہ حضرت علیہ الرحمۃ کی دعا سے ہمارا یہ حال
ہے کہ جس مال تجارت میں ہم ہاتھ لگاتے ہیں اگر وہ مال سُتی ہو
تو سونا ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ شادی بیاہ میں اپنے یہاں
ہم نے یہ دستور رکھا ہے کہ سوا دھوبی ہوئے کپڑے کے نیا
کپڑا دولھا دولہن کے لئے نہیں بناتے ہیں اگرچہ بنانا نادرست
نہیں ہے اور سوا طعام ولیمہ یا عقیقہ کے نہ کھاتے ہیں۔ اور نہ کھلاتے
ہیں اور جو خرافات اور رسوم بدعات لوگ اپنے یہاں شادی
بیاہ میں کرتے ہیں، جیسے سہرا کنگنا باندھنا رتجگا کرنا گیت گوانا
کسی نچوانا یا مانند اس کے ہم کچھ نہیں کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں
ان کے شادی بیاہ میں ہم نہیں شریک ہوتے ہیں اور پہلے
ہم لوگ جب لڑکوں کے چیچک نکلتی تو کیا کیا خرافات شرک
و بدعات کی کرتے تھے اور کسی کو اس کے پاس نہ جانے دیتے
اور اکثر لڑکے مر جاتے تھے اور اب ہم خدا پر لڑکے کو چھوڑ
دیتے ہیں کسی بات کا پرہیز نہیں کرتے اور نہ سوا خدا کے کسی

کسی کی نذر و نیاز مانتے ہیں، بہ نسبت اول کے اب لڑکے کم
مرتے ہیں، پھر میں جب ہندوستان سے ولایت کو گیا تمام حال
دینداری اور پرہیزگاری ان کی کا حضرت علیہ الرحمۃ سے کہا،
میں نے، آپ نے خوش ہو کر ان کے واسطے دعا کی،

امان اللہ خاں اور ان کے بھائی سبحان اللہ خاں اور کئی شخص اور
کہ نام ان کے یاد نہیں چوری اور حرامکاری میں طاق اور مشہور
آفاق تھے، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ کی ملاقات کو شاہ پیر محمد کے
ٹیلہ پر آئے، لوگوں نے آتے دیکھ کر حضرت سے اطلاعاً کہا کہ یہ لوگ
بڑے بدمعاش چور حرامکار ہیں، آپ نے فرمایا کہ خبردار اس بات کا
کچھ مذکور ان کے سامنے نہ کرنا، اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ بدکام چھوڑ
ان کو نیک کاموں کی توفیق دے اور موت بھی ان کی اچھی ہو، پھر
آپ سے مصافحہ اور معانقہ کیا، آپ نے ان کو بڑے اخلاق و احترام کے
ساتھ بٹھایا اور دیر تک متوجہ ہو کر نظر ہدایت اثر سے ان کی طرف
دیکھا، بعد کچھ دیر کے اُنہوں نے رخصت چاہی فرمایا کہ بہتر مگر
کسی وقت ہمارے پاس پھر آنا دوسرے دن پھر آئے اور

سوال مرید ہونے کا کیا آپ نے فرمایا کہ بہتر مگر تم کیا پیشہ کرتے ہو
اُنہوں نے بہت سا عذر کیا کہ آپ اس بات کو نہ پوچھیں اسی طرح رہنے
دیویں ان کے واقف کاروں سے کسی نے کہا تبادو کیا مضائقہ ہے
بلکہ تمہارے لئے بہتر ہے اور حضرت نے بھی فرمایا کہ بیان کرو پھر
انہوں نے تمام حال چوری اور حرامکاری اپنی کا صاف صاف بیان کیا
کہ اب تک یہ ہمارا پیشہ تھا مگر اب آپ کے دست مبارک پر توبہ کرتے ہیں
اور جب کل ہم آپ پاس آئے تھے اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا فقط
واسطے سیر و تماشہ کے آئے تھے مرید ہونے کا اصلا ارادہ نہ تھا مگر جب ہم
آپ کے پاس بیٹھے اور آپ کا اخلاق دیکھا تو عجب ایک حال ہمارے دل کا
ہو گیا کہ کیفیت اس کی بیان نہیں کر سکتے ہیں یکایک یہی دل میں سما گیا کہ
سب گھر بار جورو لڑکے ترک کر کے آپ ہی کے پاس رہیں سو اس واسطے
آج ہم آئے ہیں، آپ نے فرمایا کہ آج تو موقوف رکھو جمعہ کو انشاء اللہ
تعالیٰ تم کو مرید کرینگے یہ جواب باصواب سن کر وہ چلے گئے، جمعہ کو کچھ
ان چیزوں سے آکر موجود ہوئے، آپ نے فرمایا کہ بعد نماز جمعہ کے بیعت کرنا

پھر بعد نماز کے وہ مرید ہوئے اور کچھ زر نقد آپ کی نذر کیا' آپ نے لے کر پھر ان کو حوالہ کیا اور فرمایا کہ ہماری طرف سے اپنے لڑکوں بالوں کو دینا' پھر انہوں نے کہا کہ اہل وعیال کو کیونکر آپ سے بیعت کراویں فرمایا کسی روز اس طرف جانا ہوگا تو مرید کر لیویں گے' پھر ایک روز آپ گولہ گنج کی چڑھائی پر جاتے تھے امان اللہ خاں نے عرض کی کہ میرا غریب خانہ قریب ہے اگر حضرت وہاں قدم رنجہ فرماویں عین عنایت ہو' پھر ہم لوگ وہیں کھڑے رہے آپ اُن کے یہاں تشریف لے گئے اور ان کے گھر والوں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی' پھر وہاں سے جب آپ تشریف لائے تب ہم لوگ آپ کے ہمراہ جہاں جانا تھا وہاں گئے ایک روز ایک مرد صالح ایک بچڑے کو لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور عرض کی کہ میری اور ان کی دوستی للہ فی اللہ کمال ہے سو میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کریں ہدایت نصیب ہو' آپ نے فرمایا کہ واہ بہت خوب بات ہے اور اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے' اس نے عرض کی کہ ارادہ میرا یہی ہے جو یہ کہتے ہیں مگر میرے یہاں دس بارہ آدمی ہیں ان میں سے کئی آدمی ہیں کہ ان سے اطلاع کرنی ضرور ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ

مجکو بھی ہدایت نصیب کرے اور ان کو بھی، آپ نے فرمایا
کہ تم اس امر میں کوشش کرو اور ہم بھی دعا کرینگے خدا چاہیگا
تو وہ تمہارے ساتھ آوینگے، پھر وہ اپنے گھر گیا تیسرے روز
تین بجڑے اور چوتھے آپ اور پانچویں ان صاحب کو جن کے ساتھ
اول روز آپ آیا تھا لایا اور ان تینوں میں ایک ان کا سردار
تھا، آپنے دیر تک ان کی طرف نگاہ توجہ سے دیکھا اور پوچھا کہ
تمہاری کیا نیت ہے، انہوں نے کہا نیت تو یہی ہے کہ آپ کے ہاتھ
پر توبہ کریں، مگر اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہمارے باقی لوگ کچھ
فساد برپا نہ کریں اور ہم کو پکڑ لیجاویں، آپنے فرمایا کہ تم خالص
دل سے توبہ کرو، اللہ تعالیٰ اپنا فضل کریگا کوئی تمہارا مزاحم نہ ہوگا
انہوں نے کہا کہ ہم حاضر ہیں، پھر آپ نے فرمایا لوگ ان کو گومتی سے
نہلا لائے اور کسی نے ہم لوگوں میں سے چادر دی، کسی نے پائجامہ
کسی نے انگا کسی نے ٹوپی، سب کو مرد انہ کپڑے پہنائے، پھر آپ
نے ان سے بیعت لی اور دعا کی اور فرمایا کہ جو ان میں سردار

ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اس حال میں بھی سردار رکھا ہے یعنی
ان تینوں سے خدا کے نزدیک مرتبے میں زیادہ ہے، پھر ان کو
توجہ دلایا، پھر مولوی محمد یوسف کو فرمایا کہ ان کو اپنے پاس رکھو
کسی بات کی تکلیف نہ پاویں اور اپنے ساتھ نماز کو لیجایا کرو اور اپنے
ہی ساتھ لایا کرو اور مسائل روزہ نماز کے ان کو سکھاؤ پھر دو تین روز
میں ان کے باقی لوگوں کو خبر ہوئی کہ چار شخص ہم میں سے جا کر
سید صاحب کے مرید ہوئے، لوگوں سے اس کا مشورہ کیا کہ
ان کو وہاں سے کیونکر لاویں، انہوں نے کہا وہاں کا تو یہ حال ہے
کہ جو کوئی ان کے پاس جاتا ہے خدا جانے کیا ان کے پاس سحر ہے
کہ انہیں میں مل جاتا ہے اور انہیں کا طریقہ اختیار کرتا ہے اگر تم
جاؤ گے تمہارا بھی عجب نہیں کہ یہی حال ہو اس سے بہتر یہی ہے کہ
ان سے صبر کرو اور باز آؤ مگر یہ بات ہے کہ جب یہ سید اپنے
مکان بریلی کو جاویں تب تم اس بات کی خبر وہاں جو تمہارے
لوگوں میں دیدار بخش ہے کر دو اگر قابو ملے تو ان کو سمجھا کر
بلا لیوے، یہ مشورہ ان کا اس کی زبانی معلوم ہوا جو شخص

حضرت کے پاس ان کو لایا تھا' پھر حضرت علیہ الرحمۃ جب
لکھنؤ سے بریلی کو چلنے لگے تب ان چاروں کو ایک شخص نجو نام
رامپوری فقیر محمد خاں رسالدار کے رفیقوں میں تھے ان کے ہمراہ
رسالدار ممدوح کے پاس بھیجا کہ ہمارے طرف سے کہنا کہ چاروں
نے اپنے پیشہ سے توبہ کی ہے سو تم ان کو کھانے کپڑے سے خبر
لیا کرو اللہ تعالیٰ اس کا خیر دے خیر تم کو عنایت کریگا اور مفصل
حال ان کا بروقت ملاقات کے ہم آپ سے بیان کرینگے
امان اللہ خاں اور سبحان اللہ خاں اور مرزا ہمایوں بیگ تو حضرت
کے دست مبارک پر بیعت کر چکے تھے اور ان کے زمرہ کے غلام رسول
خاں اور غلام حیدر خاں اور صدر خاں بھی تھے مگر ان کو یہ حال
معلوم نہ تھا' ایک روز یہ تینوں صاحب امان اللہ خاں کے
پاس آئے اور کہا کہ ان روزوں خرچ کی تنگی ہے کچھ اس کی تدبیر
کرنی چاہیے یعنی کہیں چل کر چوری کریں' انہوں نے جواب دیا کہ ہم
سے اب کچھ نہ ہوگا' کہا کیا سبب آج کل نہ چلوگے یا کبھی نہیں' اس کا

حال مفصل بیان کرو، مرزا ہمایوں بیگ نے جواب دیا کہ بات یوں
ہے کہ ہم اور یہ اس بات سے توبہ کر چکے ہیں اب انشاء اللہ تعالیٰ
ہم سے یہ کام نہ ہوگا۔ اُنہوں نے پوچھا تو کب تم نے کی کہا کہ شاہ پیر محمد
کے ٹیلہ پر جو بریلی کے سید صاحب اترے ہیں ان کے ہم اور یہ مرید ہوئے
ہیں اور کچھ حضرت کے فضائل وکمالات بیان کئے کہ ایک روز ہم پانچ
چار آدمی بطور سیر و تماشہ کے ان کے پاس گئے کہ دیکھیں تو کیا حال
ہے، ملاقات جو ہوئی تو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا اور ان کے ہاتھ
پر بیعت کی، انہوں نے ہم کو توجہ دلایا اس سے ہم کو بہت فائدہ
ہوا، یہ حقیقت سُن کر اُنہوں نے کہا اگر یہی حال ہمارا بھی ہو تو ہم بھی
چل کر بیعت کریں، انہوں نے کہا کہ اس سے کیا بہتر، مگر پہلے ہم ان سے
یہ حال بیان کریں جو وہ فرما دیں تو پھر ہم تم سے کہیں، پھر انہوں نے
حضرت سے یہ حال آکر عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ تمہارے گروہ کے
جو لوگ ہیں ان سب کو ہمارے پاس لاؤ انشاء اللہ تعالیٰ ان کو
تم سے زیادہ فائدہ ہوگا، دوسرے روز غلام رسول خاں اور

غلام حیدر خاں اور صدر خاں کو وہ لیکر آپ کے پاس
آئے، حضرت نے ان کو بڑے اخلاق اور بہت خاطر سے بٹھایا
اور عافیت مزاج کی پوچھی، پھر بعد نماز عصر کے ان کو مرید کیا اور
امان اللہ خاں سے کہا کہ تم ان کو توجہ دو وہ عذر کرنے لگے کہ
مجکو اس کا کیا سلیقہ، آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے تم جاکر ان کو
توجہ دو اب کی جو کوئی مرید ہوگا تو ہم اسی طرح ان سے توجہ دلادینگے
پھر امان اللہ خاں نے ان کو توجہ دیا اس میں غلام رسول خاں تو بیہوش
ہوکر گرنے لگے اور غلام حیدر خاں اور صدر خاں کا ایک سکتہ کا سا حال
ہوگیا کہ لوگ مونڈھا پکڑ کر لاتے تھے وہ خبر نہیں ہوتے تھے، پھر
جب کچھ دیر میں قدرے افاقہ ہوا حضرت کے پاس لائے، آپ
نے حال پوچھا حواس بجا نہ تھے ان سے کلام نہ کیا گیا آپ
نے امان اللہ خاں سے کہا کہ ان کو گھر لیجاؤ کل پھر لانا، امان اللہ
خاں نے کہا کہ حضرت میں نے ان کو توجہ دیا ان کا یہ حال
اور مجکو آپ کے لوگوں نے دیا میرا یہ حال نہ ہوا اس کا کیا سبب

آپ نے فرمایا کہ تم کو اس سے زیادہ فائدہ ہوگا اور ہم
تمہارے لئے دعا کرینگے کہ اللہ تعالیٰ تمہارا خاتمہ بخیر کرے اور
تم سے اللہ تعالیٰ اپنے بہت کام لیگا' انہوں نے کہا کہ بس میں یہی
چاہتا تھا پھر ان کو مکان پر لے گئے' دوسرے دن باخوبی جب
ان کو ہوش آیا تب امان اللہ خاں ان کو پھر لائے اس دن سے
وہ آپ ہی حضرت کے پاس آنے جانے لگے' پھر جب حضرت بریلی
کے عازم ہوئے تب امان اللہ خاں اور مرزا ہمایوں بیگ آپ
کے ہمراہ رکاب ہوئے اور غلام رسول خاں اور غلام حیدر خاں
اور صدر خاں بھی چلنے کو مستعد ہوئے' حضرت نے فرمایا کہ تم ابھی اپنے
مکان پر رہو' جب ہم ہجرت کرینگے تب تم کو ضرور ساتھ لیویں گے
غلام رسول خاں نے عرض کی کہ دل ہمارا تو آپ کے ساتھ چلنے
کو چاہتا ہے مگر آپ کا فرمانا ہم کو منظور ہے' لیکن ہم اپنے گھر میں
تو نہ رہینگے کہ ہمارے یہاں مال حرام ہے اگر رہیں گے تو کھانا پڑیگا
آپ نے فرمایا کہ بات تو تم نے بڑے کام کی کہی' فی الحقیقت یہی ہے
کہ جو تم کچھ مال حرام سے کھاؤ گے تو یہ حال تمہارا نہ رہیگا خیر تمہاری

تو یہ نیت ہے، بھائی غلام حیدر خاں تم اپنا حال کہو، انہوں نے
کہا کہ میرے گھر کا یہی یہی حال ہے مگر ایک باغ آم کا بھائیوں کی
شرکت میں ہے فی الحال تقسیم ہونا اس کا دشوار، پھر آپ نے صدر خاں
سے پوچھا کہ تم اپنا حال بیان کرو کہا میرا بھی بعینہ ایسا ہی حال ہے کہ گھر
میں اسی قسم کا مال ہے لیکن ایک باغ آم کا ہے سو سوا سو روپے سال
کی آمد کا ہے اس میں شرکت بھی نہیں ہے سو میرا گذر اس میں اللہ تعالیٰ
کے فضل سے بخوبی ہو گا پھر آپ نے حافظ نجو خاں سے فرمایا کہ غلام رسول
خاں اور غلام حیدر خاں کو اپنے ساتھ فقیر محمد خاں صاحب کے
پاس لیجاؤ اور ہماری طرف سے کہو کہ ان صاحبوں کے کھانے کپڑے
کے لئے کچھ للہ فی اللہ موافق گذر کے کچھ مشاہرہ مقرر کر دو اس
شرط سے کہ یہ چاہیں تمہارے پاس رہیں اور چاہیں اپنے گھر جا رہیں
حافظ موصوف ان کو فقیر محمد خاں صاحب کے پاس لے گئے اور جو کچھ
حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا تھا عرض کیا خان صاحب موصوف
نے پوچھا (اورنگ) واسطے حضرت نے زبان فیض ترجمان زبان فیض
ترجمان سے کچھ مشاہرہ فرمایا ہے کہا ہے تو مجھ سے کچھ نہیں کہا

خاں صاحب نے حافظ موصوف کو پھر آب کے پاس واسطے اطلاع
کے بھیجا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ یا تو دس روپے ماہواری
نقد لیں یا پانچ روپے اور دونوں وقت کھانا' آپ نے کہلا بھیجا
کہ آپ دس روپے ہر ایک کو دینا' چاہیں وہ اپنے گھر میں رہیں
چاہیں آپ کی سرکار میں حاضر رہیں' پھر ایسا ہی اُنہوں نے کیا
اب باقی قصہ ان کے حال کا سفر ہجرت میں بیان ہوگا
شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر مولانا عبدالحئی صاحب کے ہر درس میں دو چار
رافضی ضرور توبہ کر کے سنی ہوتے تھے' یہ خبر تاج الدین حسین خاں
اور سبحان علی خاں کمیوہ کو ہوئی اور وہ دونوں فرقہ امامیہ کے
سرگروہ تھے یہ امر طبیعت کو ناگوار گذرا' آخر الامر جا کر نواب عمدالدولہ
سے اس کی شکایت کی' نواب موصوف نے حضرت علیہ الرحمۃ کے
پاس اپنا چوبدار بھیجا اس نے آ کر کہا کہ ہمارے نواب صاحب
نے فرمایا ہے کہ جو آپ لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے ہیں بہت
خوب کرتے ہیں' مگر ہمارے امامیہ مذہب والوں کو سنی نہ کیا

کرد، حاکم یہاں کا امامیہ مذہب ہے مبادا کچھ صورت فساد کی
ہو، آپ نے فرمایا کہ جس طرح اپنے نواب کا حکم تم نے ہم کو پہنچایا
اسی طرح ہمارا پیام بھی اپنے نواب کو پہنچا سکتے ہو، چوبدار نے
کہا کیوں نہیں پہنچا سکتے، آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے
کہنا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کلمۂ حق بیان کرتے ہیں اس میں جو کوئی آوے
اور سخت کرایہاں لاویگا ہم اس کو ہرگز نہ روکیں گے اور یہ ہمکو تمہارا منع
کرنا بہت بیجا ہے ہم ہرگز نہ مانیں گے، اسی طرح چوبدار نے نواب معتمد الدولہ
سے جاکر عرض کیا، بار دگر پھر نواب ممدوح نے چوبدار بھیجا اس نے آکر
حضرت علیہ الرحمۃ سے عرض کی کہ نواب صاحب فرماتے ہیں کوتوالی شہر
شیعہ ہے اور مخلوق شہر میں ہر طرح کی ہے ان کو وعظ و نصیحت کرو
امامیہ مذہب والے کو نہ چھیڑو والا حاکم شہر کی طرف سے کچھ صدمہ
آپ کو پہنچے ہم بری الذمہ ہیں، آپ نے پھر اس کے جواب میں کہلا
بھیجا کہ ہم لوگوں کو خدا کا نام سکھاتے ہیں اگر تم اس میں فساد
کرتے ہو تم جانو اور سوا خدا کے ہم کو کوئی صدمہ نہیں پہنچا سکتا

اس بات سے ہم بیفکر ہیں' یہ مضمون چوبدار نے پھر جاکر عرض
کیا' پھر نواب موصوف نے فقیر محمد خاں رسالدار سے کہا کہ سید صاحب
تمہارے پیر و مرشد بھی ہیں اور آشنا بھی' ہماری طرف سے تم جاکر
سمجھاؤ کہ حاکم وقت سے مقابلہ نہ چاہئے' اگر شاہ پیر محمد کے ٹیلہ کے گرد
دو چار توپیں لگا کر اڑوا دے تو پھر کچھ آپ سے نہ بنیگا' اس سے
تو آپ موافق مرضی حاکم کے کام کرو' رسالدار موصوف نے یہ تمام
تقریر مذکور کر حضرت سے بیان کی' آپ نے فرمایا کہ فقیر محمد خاں
تم مدت سے میرے آشنا ہو اور میرے حال سے باخبر ہو' یہ مجھ
سے ہرگز نہ ہوگا کہ کلمۃ الخیر کہنے سے باز رہوں' اور معتمد الدولہ دو
چار توپوں سے کیا ڈراتا ہے اگر سو توپ لگا دیگا تو کیا سروا خدا
میرا مددگار ہے اس کے نقصان پہنچانے سے کچھ نہ ہوگا' اور انشاء اللہ
تعالیٰ تمہارے نواب اور اس کے نیب کا جس پر وہ مغرور ہے
مارے جوتوں کے بھیجا گرا دونگا' انہیں لفظوں کے ساتھ اس وقت
آپ نے فرمایا اگرچہ ایسے الفاظ منہ سے نکالنا آپ کی عادت شریف

نہ ہتی اور یہ گفتگو بواسطہ فقیر محمد خاں صاحب حضرت علیہ الرحمۃ
اور معتمد الدولہ کے درمیان کئی روز رہی یہاں تک کہ والی لکھنؤ
کے لشکر میں جو حضرت کے مرید تھے انہوں نے سنا اور خفیہ سب نے
کہلا بھیجا کہ حضرت ہم لوگ تیار ہیں جو ارشاد ہو بجا لاویں آپ
کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ تم خاطر جمع رکھو
اللہ تعالیٰ کافی ہے کچھ فتنہ و فساد نہ ہوگا آخر الامر فقیر محمد خاں
صاحب نے یہ پہلا پیام معتمد الدولہ کو پہنچایا اور یہ کہا کہ سید صاحب
نے یہ فرمایا ہے کہ منع کرنے کا طریق اور تھا اگر کہتا کہ تم میری رعیت
ہو میرے شہر سے چلے جاؤ اس میں تجکو کچھ عذر و حیلہ نہ تھا اور
یہ کیا بات کہ کلمۃ الحق لوگوں کو تعلیم نہ کرو یہ بات اہل اسلام کے خلاف
ہے طالب خدا کا سنی ہو یا شیعہ جو میرے یہاں آویگا میں اس کو
سکھاؤنگا اور یہ بھی فرمایا کہ تم معتمد الدولہ کے نوکر ہو اور میرے مرید
تم کو میری طرف سے اجازت ہے کہ بروقت دنگے و فساد کے تم
میرے ساتھ نہ ہونا انہیں کی طرف ہونا یا کسی طرف نہ ہونا الگ

رہتا' یہ تمام گفتگو زبانی خان ممدوح کے سن کر کہا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ تمہارے سید صاحب اور ان کے ساتھ کے علما بڑے
حقانی اور خاندانی ہیں' تب خان موصوف نے حضرت کے آبا اور
اجداد کے فضائل اور کمالات بیان کئے' اور مولانا عبدالحئی اور مولانا
محمد اسمٰعیل کے بزرگواروں کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ
ذکر کئے کہ ایسے تھے' یہ سن کر نواب معتمد الدولہ اپنے دل میں نادم
ہوا اور کہا کہ ان کی دعوت کرنی چاہیے اگر وہ قبول کریں' پھر'
فقیر محمد خاں کو بھیجا کہ ہماری طرف سے ان کی دعوت کر آؤ'
بشرطیکہ کوئی ان کے لوگ ہمارے یہاں ہتھیار باندھ کر نہ آویں
خان ممدوح نے کہا کیا مضائقہ ہے کوئی ہتھیار لے کر نہ آویں گے
اور اگر لاوینگے تو باہر ڈیوڑھی پر رکھوا دینگے' پھر خان صاحب موصوف
حضرت علیہ الرحمۃ کے پاس آئے اور پیام دعوت لائے' آپ سن کر
تبسم کرنے لگے اور فرمایا کہ دعوت کا تکلف کرنا کیا ضرور' انہوں
نے کہا' اب تو آپ قبول کریں' فرمایا بہتر چلیں گے' پھر دوسرے روز

شام کو نواب صاحب ممدوح نے سواریاں بھیجیں، ہاتھی ہی گھوڑے اور پینسیں بھی، حضرت اپنے لوگ لیکر گئے اور ان کی ڈیوڑھی پر پہرے والوں کے ہتھیار سپرد کر دئے، اور اندر ایک چبوترے پر فرش بچھا تھا جاکر سب بیٹھ گئے اور وہیں نواب معتمد الدولہ کے پاس تاج الدین حسین خاں اور سبحان علی خاں کمیوہ اور فقیر محمد خاں رسالدار اور منڈو خاں رسالدار وغیرہم حاضر تھے، اور حضرت کی مہمانداری اور خدمتگزاری میں مصروف، اس وقت سبحان علی خاں کمیوہ نے مولانا عبدالحئی صاحب سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں کچھ سوال کیا، مولانا صاحب سُن کر دیر تک سکوت میں رہے، اکثر حاضرین کے لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید جواب مولانا صاحب کو نہ آیا بعد اس کے سر اُٹھا کر فرمایا کہ سبحان علی خاں صاحب کیا پوچھتے ہو، انہوں نے پھر وہی سوال کیا مگر وہ علمی گفتگو تھی مجکو یاد نہیں ولیکن اس طرح کی تقریر کی کہ سبحان علی خاں لاجواب ہو گئے اور سوائے آمنا وسلمنا کچھ کہتے نہ بن پڑا

پھر معتمد الدولہ نے کہا کہ اب گفتگو موقوف کرو ہاتھ دھلاؤ
کھانا کھلاؤ' پھر ہاتھ دھلا کے کھانا دھرا گیا اور ہر قسم کا
کھانا نہایت نفیس اور مکلف تھا اور ہر کسی کے آگے تین چار آدمی
کا کھانا تھا اور یہ اجازت دی کہ ہر کوئی اپنے حصہ کا کھا ہے
چاہے کھائے چاہے لیجائے' مگر سب نے وہیں جو کچھ کھایا سو کھایا
باقی چھوڑ دیا' نواب نے پوچھا کہ اپنا اپنا حصہ تم نے کیوں نہ لیا' لوگوں
نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں کہ کھا کر باقی یا بندھ لیویں جس خدا نے اب
کھلایا ہے وہی کل بھی کھلاویگا' نواب نے فقیر محمد خاں سے کہا کہ یہ تو
کوئی عجب قسم کے لوگ ہیں' ہم نے اس قسم کے لوگوں کی مجلس آج
مجلس دیکھی' پھر وقت رخصت کے پانچ ہزار روپے حضرت کے نذر
کئے' آپ نے کتنا ہی انکار کیا کہ نہ لیں مگر نواب نے نہ مانا آخر کو
قبول کئے' پھر نواب ممدوح نے کہا میں آپ سے خلوت میں دو چار
باتیں کرتا' فرمایا کہ اس وقت رات زیادہ گئی ہے ہمارے لوگوں
کو تکلیف ہوگی ہم دو چار دن میں بریلی کو جاوینگے اس طرف آپ سے
ملاقات کرتے جاوینگے' تب باتیں کر لینا عرض کیا بہت خوب' پھر آپ وہاں

وہاں سے ٹیکلہ پر تشریف لائے حافظ نجو خاں حضرت
علیہ الرحمۃ کے پرانے یار تھے یعنی نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر ظفر
پیکر میں جب تھے تب سے آشنائی تھی اور فقیر محمد خاں صاحب بھی وہیں
تھے سو جب والی لکھنؤ کی سرکار میں فقیر محمد خاں بہادر کا زیادہ
عروج ہوا تب حافظ نجو خاں کو صاحب ممدوح نے آشنا قدیم اپنا
سمجھ کر نوکر رکھ لیا اور پندرہ روپے شاہرہ کیا اور اپنے اصطبل
اور کبوتر خانہ کے جو داروغہ تھے ان پر ان کو داروغہ کیا اور حافظ
نجو خاں کے ایک بھانجے محب اللہ خاں سترہ اٹھارہ برس کے تھے ان کو
سات روپے شاہرہ کر کے اپنی اردلی میں رکھ لیا' حافظ صاحب ایک
روز محب اللہ خاں کو حضرت کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ لڑکا آپ کو دیتا
ہوں اور اپنا حال بیان کیا کہ جب میں نواب امیر الدولہ بہادر کے لشکر سے نوکری
چھوڑ کر رامپور میں اپنے گھر آیا تو محب اللہ خاں اور اس کی ماں اور خالہ
کو زندہ پایا اور سب مر گئے تھے' یہ سن کر حضرت نے محب اللہ خان
کو بہت پیار کیا اور فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں تب تک تم ہمارے پاس

کھانا کھایا کرو، سو وہ ہر روز فقیر محمد خان کی سواری دربار میں
پہنچا کر ٹیلہ پر حضرت کے پاس آتے اور وہیں رہتے اور کھانا کھاتے
اور سواری کے وقت پھر جاتے، ایک بار کئی شخص جوان کے ہم عمر
تھے پوچھنے لگے کہ محب اللہ خاں تم کو رامپور چھوڑے کتنی مدت
ہوئی اور یہاں فقیر محمد خاں بہادر کے کب سے نوکر ہو کہا آٹھ برس
سے رامپور جانے کا اتفاق نہیں ہوا اور نو برس کی عمر تھی جب
وہاں سے نکلے تھے اور کچھ زیادہ ایک سال سے یہاں نوکر ہیں، یہ
حال ہم لوگوں نے حضرت سے کہا، پھر ایک روز حضرت نے محب اللہ
خاں سے پوچھا کہ تم کتنی مدت سے اپنے گھر نہیں گئے، کہا آٹھ
برس سے، فرمایا کیوں نہیں جاتے ہو عرض کیا کہ نہ اتنا خرچ
میسر ہوتا ہے نہ ہم جاتے ہیں، فرمایا کس قدر خرچ ہو جو گھر جاؤ
کہا کم سے کم دو سو روپے تو ہوں، فرمایا کہ تمہارے ماموں حافظ
نجو خاں تمہی اس خرچ میں جاوینگے، کہا نہیں ان کے لئے جدے ہزار
روپے ہوں تب ان کا جانا ہو، فرمایا کہ جاؤ حافظ صاحب کو
ہماری طرف سے سلام پہنچاؤ اور پوچھو کہ تم اپنے گھر رامپور

جانا چاہیئے ہو یا دعا منظور ہے، محب الدخاں نے جاکر کہا کہ حضرت
یوں فرماتے ہیں، حافظ صاحب محب الدخاں کو ساتھ لئے ہوئے
ٹیکہ پر حضرت کے پاس آئے، آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب
آپ نے کیوں تکلیف کی، عرض کیا کہ محب الدخاں نے جاکر آپکی
طرف سے یوں کہا اس سبب سے خدمت شریف میں حاضر ہوا، فرمایا
کہ ہاں یہی بات ہے سو آپ کیا چاہتے ہیں گھر جانا یا دعا کرانا کہا
گھر جا کے کیا کروں، میں تو آپ کی دعا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دنیا
میں مجکو سوا اپنے کسی کا محتاج نہ کرے اور آخرت میں اپنے عذاب
سے بچا دے، آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب آپ ہمارے قدیمی آشنا
ہیں اور آپ نے ہم سے کسی بات کا سوال نہیں کیا سو ہم آپ کے
واسطے دعا کرینگے، اب آپ تشریف لیجائیے، پھر حافظ محب خاں
وہاں سے فقیر محمد خاں صاحب کی چھاونی کو گئے یہ نہیں معلوم
کہ حضرت نے کب ان کے لئے دعا کی مگر آٹھ دس روز کے بعد
ایک دن حافظ صاحب محب الدخاں کو ساتھ لئے اور

اور ایک گٹھری کپڑوں کی بغل میں دبائے ہوئے آئے اور
حضرت کے آگے دھری، آپ نے پوچھا اس میں کیا ہے، کہا آپ
کی دعا کی برکت سے پانسو سواروں کی رسالداری فقیر محمد خاں
صاحب نے محب اللہ خاں کو دی ہے اور دو روپے روز نوکری
کی ہے اور یہ محب اللہ خاں کو خلعت ملا ہے سو میں نے کہا کہ آپ
کی نذر کر دوں، حضرت یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ
خلعت ہم نے قبول کیا اور اپنی طرف سے محب اللہ خاں کو دیا
اور ابھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ امید ہے کہ محب اللہ خاں کی زیادہ
ترقی ہو، محب اللہ خاں نے کہا کہ حضرت میں تو آپ کے ساتھ
جہاد کو چلونگا مجھکو یہ نوکری نہیں پسند ہے، آپ نے فرمایا
کہ حافظ صاحب تمہارے ماموں بوڑھے ہیں تم ان کی خدمت
میں رہو اور نوکری کرو، جب ہم جہاد کو جاوینگے اور وہاں سے
اور لوگوں کو بلائیں گے تم بھی آنا، پھر جب لکھنؤ سے حضرت بریلی
کو گئے تب وہاں خبر آئی کہ محب اللہ خاں کے پتن سو روپے
روز ہوئے، پھر کچھ روز دن میں سفر حج کو گئے اور وہاں

سے مع الخیر آکر جہاد کو گئے اور وہاں سے مجکو ہندوستان میں بھیجا
میں لکھنؤ میں آیا محب الدخاں سے ملاقات ہوئی تب پانچ سو
روپے روز تھے، پھر جب میں ہندوستان سے ولایت کو گیا اور دوسری
بار پھر مجکو ہندوستان کو بھیجا اور میں لکھنؤ میں آیا حافظ نجو
خاں سے ملاقات ہوئی محب الدخاں کو پوچھا انہوں نے کہا
علاقہ خیرآباد میں فلاں گڑھی لڑتے تھے سو وہاں محب الدخاں
ہمارے شہید ہوئے جب حضرت علیہ الرحمۃ لکھنؤ سے
بریلی کو کوچ فرما ہوئے اکثر لوگوں کو آپ نے روانہ کر دیا کہ قنداریوں
کی چھاؤنی میں چل کر ٹھہریں اور آپ چند لوگوں سے نواب معتمد الدولہ
کی ملاقات کو گئے آپ نے لوگوں کو ڈیوڑھی پر کھڑا کر دیا اور آپ
فقیر محمد خاں رسالدار کے ساتھ اندر گئے، نواب ممدوح سے ملاقات
ہوئی کوئی دو گھڑی تک آپس میں گفتگو رہی، مگر مجکو نہیں معلوم
کہ وہ باتیں کیا تھیں مگر یہ بات البتہ میں نے سنی تھی کہ معتمد الدولہ
نے کہا کہ حضرت میں آپ کے سامنے برے کاموں سے توبہ
کرتا ہوں اور اپنے دل سے میں سنی ہوں مگر والیِ شہر شیعہ ہے،

اس سبب سے میں سفیت اپنی ظاہر نہیں کرسکتا ہوں آپ نے
فرمایا توبہ کرنا تو سب بُرے کاموں سے بہتر ہے، مگر اس کام سے
توبہ کرو جو بیچارے غریبوں محتاجوں کے زبردستی گھر کھدواتے
ہو یہ مردم آزاری سب سے بُرا کام ہے، انہوں نے اقرار کیا کہ انشاء اللہ
تعالیٰ اب کسی کا مکان بے راضی کئے ہوئے اور بے واجبی قیمت دئے
نہ کھدیگا بلکہ چند مکانوں کی پیمائش ہو چکی تھی ان کو بھی موقوف
رکھا، پھر جب حضرت رخصت ہوئے تو اپنی گھوڑی کہ بہت
بلند تھی جس پر اس دن سوار تھے مع بچہ نواب معتمد الدولہ کو دی
اُنہوں نے لینے اس کے میں عذر کیا اور کہا آپ کو میرے اصطبل سے
جو دو چار گھوڑے پسند ہوں تو آپ کی نذر ہیں، آپ کی گھوڑی
لینی مجھے کب مناسب ہے، آپ نے فرمایا کہ تمہارے گھوڑے لیے
تو مجکو منظور نہیں مگر اپنی گھوڑی تم کو دیونگے، پھر آپنے وہ
گھوڑی مع بچہ ان کو دے کر وہاں سے فقیر محمد خاں کے مکان
میں آئے وہاں کھانا اول سے تیار ہو رہا تھا اپنے ہمراہیوں
کے ساتھ تناول فرمایا اور فقیر محمد خاں صاحب سے فرمایا کہ

اب ہم رخصت ہوتے ہیں، انہوں نے عرض کیا کہ آج یہاں
تشریف رکھئے کل چھاؤنی کو جائیے فرمایا کہ وہاں بھی بہت لوگوں
سے ملنا اور رخصت ہونا ہے، اب رہنے کی نہ تکلیف دو، پھر خاں صاحب
ممدوح نے اپنے خریطہ سے نکال کر دو اشرفیاں نذر دیں، آپ نے
لے کر محکو دیں اور فرمایا کہ ان کو حیدار کھنا، پھر آپ نے ننگے سر ہو کر دعا
کی اور فرمایا فقیر محمد خاں بھائی تم میرے آشنا ہو اور قدیم سے میرے
حال کے واقف، اور میں تمہارا حال جانتا ہوں باوجود اس کے محکو لحاظ
آیا کہ اس وقت میں تم سے کچھ مانگوں سو تم نے آپ ہی بے مانگے جو دینا
تھا دیا اگر تم اس وقت چار دیتے اشرفیاں ہوتیں خواہ روپے خواہ
پیسے کوئی چار عدد ہوتے تو پھر تم اس کا حال دیکھتے مگر خیر یہی تقدیر
میں تھا اب انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی یا کل یا پرسوں دیکھنا تمہارے
لئے کیا ترقی اقبال کی ہوتی ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ارشاد ہو
تو دو اشرفی اور لاؤں فرمایا کہ اب کیا ہوتا ہے وہ وقت جاتا رہا
پھر وہاں سے رخصت ہو کر قندھاریوں کی چھاؤنی کو چلے راہ
میں ایک شخص پیر بخش نام غلام حسین داروغہ کے قریبوں میں

تھے ملے اور آپ کو ہر انے لگے کہ آپ کی آج دعوت ہے، آپ
نے عذر کیا کہ اب دعوت معاف رکھئے مجکو جانا ضرور ہے رہنا نہیں
ہو سکتا، پھر انہوں نے بیعت کی اور دو اشرفیاں نذر کیں اور کئی
آدمیوں اور نے بھی بیعت کی اور سب نے موافق مقدور کے نذر دی
پھر پیر بخش نے عرض کی کہ آپ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ،
مفسدوں کے شر سے محفوظ رکھے اور والی لکھنؤ کے رتبہ خانے کے
وہ داروغہ تھے اور داروغہ غلام حسین اور ان کے درمیان عداوت
تھی انہیں کے فساد کا ان کو خطرہ تھا آپنے ان کے لئے دعا کی اور
ایک روپیہ واسطے برکت کے دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو شرور
فساد حاسدوں کے سے مامون رکھے مگر تم اپنا نام بدل ڈالو یہ نام
برا ہے، پھر وہاں سے قندھاریوں کی چھاونی کو گئے وہاں سے
ملے، پھر آصف زماں خاں اور ان کے بھائی محمد زماں خاں جو امجد خاں
کے ماموں تھے آئے اور عرض کی کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ
تعالیٰ ہماری عاقبت بخیر کرے اور دنیا تو بہر صورت گذر جاویگی
اس کا اندیشہ ہم کو چنداں نہیں ہے اور آصف زماں کا خاں کا بیٹا

سد خاں تھا اس کو بھی آپ کے زیر دکیا کہ اس کے لئے بھی کریں پھر
آپنے تینوں کے لئے دعا کی' پھر رات کو آپ اسی چھاؤنی میں رہے پچھلی
رات سے کوچ کیا نماز صبح کی ہم سب نے راہ میں پڑی' لکھنؤ سے
سات کوس دولت گنج تھا وہاں جا کے اترے کھانے پکانے کی تدبیر
کرنے لگے قریب ڈھائی سو آدمیوں کے تھے اور سوا من کھچڑی پکانی
ایک دیگ میں بتیس سیر اور دوسری میں بتیس سیر کی تھی' پھر حضرت
سے پوچھا کہ حکم ہو تو دو دیگ کھچڑی اور پکالیں اور دو دیگ جو
تیار ہے تب تک لوگوں کو کھلانا شروع کریں' آپ نے فرمایا کہ
اور کھچڑی پکانا کیا ضرور ہے لوگوں کو کھلا دو اگر آٹھ دس آدمی
باقی رہ جاوینگے پھر دیکھ لینا عرض کیا کہ اگر آپ کی دعا سے اس
کھچڑی میں اتنے لوگ کھاویں تو عجب نہیں والا موافق قاعدہ کے تو
اگر دو دیگ اور پکے گی اس میں بھی پورا نہ پڑیگا فرمایا انشاء اللہ
تعالیٰ اسی کھچڑی میں سب شکم سیر ہو کر کھا دینگے اور جو آ دینگے وہ
کھا دینگے اور اس میں سے بھیا رے کو بھی دیدینگے پھر ہم لوگوں نے بعد
نماز ظہر کھلانا شروع کیا عصر تک سب کھا چکے آٹھ دس لوگ

باقی رہے، اس عرصہ میں آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی ٹاپ کی آواز
آئی ہے دیکھو تو کوئی سوار لکھنؤ سے تو نہیں آتا چار پانچ آدمی سرا کے
باہر دیکھنے لگے کہیں کوئی نظر نہ آیا، انہوں نے آکر آپ سے عرض کیا
کہ ہم کو تو کوئی سوار نظر نہیں آتا، آپ نے ایک لحظہ سکوت کر کے پھر
فرمایا کہ گھوڑے کی ٹاپ کی آواز آتی ہے جا کر دیکھو کوئی سوار ضرور آتا
ہے، پھر وہ لوگ جا کے دیکھنے لگے تب تو بہت دور سر راہ ایک غبار سا نظر
آیا مگر تمیز نہیں ہوتی تھی کہ کیا ہے، آکر یہ حال آپ سے عرض کیا
فرمایا کہ جاؤ دیکھو سوار ہی آتا ہے، پھر لوگ گئے اس عرصہ میں معلوم ہوا
کہ البتہ کوئی سوار آتا ہے پھر کچھ دیر وہاں توقف کیا یہاں تک کہ
وہ سوار نزدیک آیا تو معلوم ہوا کہ مولوی سید محمد صاحب میں سید
حمید الدین صاحب کے سالے، یہ خبر حضرت کو کی فرمایا ان کا گھوڑا جا کے
پکڑو وہ ہمارے پاس آویں پھر جا کے ایک شخص نے ان کا گھوڑا پکڑا
وہ آپ کے پاس آئے سلام علیک کیا اور خط فقیر محمد خاں رسالدار
کا دیا، آپ نے فرمایا کہ بھائی صاحب خط لانا کیا ضرور تھا تم تو
خود بجائے خط کے ہو پھر وہ خط پڑھا گیا اور زبانی حال انہوں

نے بیان کیا کہ کل کی رات جب آپ قندھاریوں کی حویلی میں
تھے تب معتمد الدولہ بہادر کے یہاں سے فقیر محمد خاں بہادر کو خلعت
ہوا دس ہزار روپے ملے اور ہاتھی پالکی شملہ سندیل دوشالہ سیر
تلوار سوا اس کے اور بہت اسباب ملا پہلے تین سو روپے کا مشاہرہ تھا
اب ہزار روپے گا اور پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے کا حکم دیا کہ
نوکر رکھ لو اور پرگنہ محمدی کا علاقہ ہوا' حضرت علیہ الرحمۃ یہ حال
سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابھی تو یہ شروع ہے انشاء اللہ
تعالیٰ آگے کو دیکھنا ان کے واسطے کیسی ترقی ہو گی' مولوی سید
محمد صاحب نے کہا کہ کچھ میرے واسطے بھی اپنی طرف سے بطور سفارش کے
خاں صاحب بہادر کو ایک خط لکھوا دیویں' آپ نے فرمایا بہت خوب
اور مولوی سید محمد صاحب خان ممدوح کے یہاں سواروں میں بیس روپے
کے نوکر تھے اور نوکری چاکری چوکی پہرہ معاف تھا' پھر آپ نے
خاں صاحب کو لکھا کہ یہ مولوی سید محمد صاحب ہمارے بھائی ہیں ان کو
اچھی طرح سے رکھنا فقط اور فرمایا بھائی صاحب کھچڑی تیار ہے
اب کھالو پھر شام کو ہمارے یہاں کھانا نہ پکے گا پھر وہی کھچڑی مولوی

صاحب اوران کے سیئس تے اور آٹھ دس ہمارے آدمیوں نے
کھائی اور جو بچی وہ بھیارے کو دی پھر مولوی صاحب رات بھر
وہیں حضرت کے پاس رہے صبح کو حضرت نے ان کو طرف لکھنؤ کے
رخصت کیا اور آپ بریلی کو روانہ ہوئے شام کو جاکے حسن گنج
میں رہے وہاں کے اٹھے ساتھ خیر وعافیت کے تکیہ میں داخل ہوئے
اور تمام عزیز واقربا اور یار وآشنا سے ملے تمام ہوا احوال مختصر سفر
لکھنؤ کا

ایک روز حضرت المومنین علیہ الرحمۃ اپنے تکیہ کی مسجد میں
مولانا عبدالحئی اور مولانا اسمٰعیل اور بہت صاحبوں کے سامنے فرمانے لگے
کہ ایک رات میں اپنے مکان میں بیٹھا تھا کہ الہام الٰہی سے مجھکو معلوم
ہوا کہ فلانے سمندر میں ایک جہاز بسبب کم پانی کے تباہ ہوتا ہے سو تو
جلد جاکر اس کو گہرے پانی میں کر دے اس کی نجات ہم نے تجھ پر رکھی
ہے میں نے عرض کی کہ الٰہی میں تن تنہا وہاں جاکے کیا تدبیر کروں حکم ہوا
کہ تدبیر تیری کچھ نہیں ہم کو خود اس کا نکالنا ضرور ہے تو فقط اپنی
پشت اس میں لگا کے زور سے ڈھکیل دے ہم اپنے حکم سے اس کو
بہا دینگے اس کے لوگ بلا کی سے نجات پا وینگے اور ہم تیرا درجہ

سر ہلا دینگے، پھر میں نے وہاں جا کر دیکھا کہ تمام لوگ اس جہاز کے
واویلا اور نالہ و فریاد مچا رہے ہیں کہ اب ہلاک ہوئے اب ہلاک
ہوئے اور سب اپنی اپنی تدبیر کر رہے ہیں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوتا
پھر میں نے بسم اللہ کر کے اپنی پشت لگا کے زور کیا وہ جہاز وہاں
سے گہرے پانی میں جا رہا تمام لوگ اس کے شناش ہو گئے اور خوشی کرنے
لگے، میں وہاں سے اپنے مکان کو آیا، پھر اس کے بعد آپ نے یہ فرمایا
کہ اسی طرح کا ذکر ہے کہ ایک روز سید محمد واضح سید عبد الباقی
کے دادا سے مسجد میں بیٹھے کئی طالب علموں کو پڑھا رہے تھے یکبارگی
ننگے پاؤں جلد دوڑ کے کپڑوں سمیت اس سیتی ندی میں کود پڑے
گلے تک پانی تھا اور بہت دیر تک غوطہ لگائے رہے پھر جب اس میں
سے نکلے مسجد میں آئے تمام کرتہ پارہ پارہ ہو گیا تھا شاگردوں
نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا معاملہ تھا آپ نے کئی بار ان کو ٹالا مجھ
حال نہ بتایا جب وہ اس بات کے ذریعے ہوئے تب فرمایا کہ ایک
جگہ سمندر میں اس وقت ایک جہاز تباہ ہو رہا تھا مجکو الہام الٰہی
ہوا کہ تو جلد اس ندی میں پھاند اور غوطہ لگا کر اس جہاز کو تباہی

سے بچا، پھر میں نے جاکر غوطہ لگایا اور آنکھ کھولی تو اس جہاز کے پاس آپ کو پایا پھر اپنی پشت سے اس کو ڈھکیلا وہ گہرے پانی میں چلا گیا میں ادھر آیا اور یہ کرتا وہیں زور کرنے میں پھٹ گیا یہ معاملہ تھا۔

ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ مع تمام رفقا اپنے مسجد میں قریب پھاٹک کے بیٹھے تھے کہ ایک قاصد نواب معتمد الدولہ کا آیا اور خط نواب ممدوح اور فقیر محمد خاں بہادر کا لایا اور آپ کو دیا دونوں خطوں کے لفافوں پر تاریخ اسی روز کی لکھی تھی، آپ نے دیکھ کر پوچھا کہ ان میں تاریخ تو آج ہی کی ہے اس نے کہا ہاں آج ہی کی ہے میں سو کوس دن بھر میں چلتا ہوں اگر آپ اس وقت اس کا جواب لکھ دیں تو آج ہی پہنچا دوں پھر وہ دونوں خط پڑھے گئے حاصل مطلب دونوں کا ایک ہی تھا یعنی جو حضرت علیہ الرحمۃ شہر لکھنؤ میں تشریف لے گئے اور کئی مہینے رہ کر چلے آئے بعد آپ کے آنے کے یہ خبر غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو ہوئی نواب معتمد الدولہ کو فرمایا کہ ہماری شہر رائے بریلی کے ایسے بزرگ صاحب کمالات اتنے روزوں رہے اور ہزاروں آدمی ان کے مرید ہوئے اور ان کی ذات سے مستفید ہوئے اور صدہا

کرامتیں ان کی لوگوں نے دیکھیں بڑے افسوس کی جائے ہے
کہ تم نے ہم کو اطلاع نہ کی اب جس صورت سے بنے ان کو جلد بلاؤ
اور ہم سے ملاؤ' سو آپ کے بلانے کو وہ خط لکھے تھے' آپ نے
اپنے لوگوں سے فرمایا کہ اس امر میں کیا صلاح دیتے ہو' اُنہوں نے
عرض کی جو آپ کے خیال شریف میں آوے وہی ہماری صلاح ہے
آپ نے فرمایا کہ میں تو بالفعل کسی صورت سے جانے کا نہیں اس لئے کہ
وہاں جانے میں کچھ فائدہ نظر نہیں آتا میری صلاح تو یہ ہے کہ
اب آگے تم جانو جو کچھ تم بہتر جانو وہ کہو' انہوں نے کہا کہ اگر آپ
نہ جائیے تو مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کو بھیجئے کہ
وہ حاکم وقت ہے ان کے جانے سے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت نصیب
کرے والا چند روز رہ کر چلے آویں گے آپ نے فرمایا کہ خیر یوں ہی
سہی مگر وہاں کچھ ہونا نہیں ہے' آخرالامر یہی جواب لکھا گیا کہ
بالفعل ہمارا آنا تو کسی طور نہیں ہوتا مگر انشاء اللہ تعالیٰ دس پندرہ روز
میں مولانا عبدالحئی اور مولانا اسمٰعیل صاحب پہنچیں گے پھر وہ قاصد
جواب لے کر روانہ ہوا ادھر کئی روز کے بعد مولانا عبدالحئی اور

مولانا اسمٰعیل صاحب کے بھیجنے کی تیاری ہوئی، پھر پچیس آدمیوں سے لکھنؤ کو روانہ کیا جب وہ وہاں پہنچے نواب معتمد الدولہ کو خبر ہوئی ایک مکان میں اتارا، پھر غازی الدین حیدر والی لکھنؤ کو اطلاع کی کہ جہاں پناہ نے جو بریلی کے سید صاحب کو یاد فرمایا تھا سو وہ تو کچھ عذر سے نہیں حاضر ہوئے مگر مولانا عبدالحئی اور مولانا محمد اسمٰعیل کو اپنی طرف سے بھیجا ہے سو شہر میں اترے ہیں، انہوں نے پچیس روپیہ روز کا کھانا مقرر کیا سو پکا ہوا کھانا دونوں وقت خوانوں میں آنے لگا، اس میں بعضے شخصوں نے مولانا عبدالحئی صاحب سے کہا کہ اس کھانے سے تو نقدی آپ کرلیں تو بہتر ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم کو اس بات سے کچھ غرض نہیں چاہیں وہ کھانا بھیجیں چاہیں نقدی، یہ وہاں پندرہ سولہ روز رہے مگر والی لکھنؤ سے ملاقات نہ ہوئی نصیر محمد خاں رسالدار اور منڈو خاں رسالدار درفشی جھنگا ایک روز پوشیدہ کہنے لگے کہ سبحان علی خاں اور تاج الدین حسین خاں وغیرہ نے اس امر میں بہت روپے رشوت نواب معتمد الدولہ کو دئے ہیں کہ جہاں پناہ سے ان کی ملاقات نہ ہونے پاوے والا ایک ہی ملاقات میں جہاں پناہ کو بہ سنی کر ڈالینگے پھر تمام شہر کے

اہل تشیعہ اہل تسنن ہو جاوینگے سو نواب معتمد الدولہ نے جہاں پناہ
کے خدمتگار سے جو شراب اور بھنگ پلاتا ہے تاکید کہہ دیا ہے کہ جبتک
سید صاحب کے دونوں مولوی شہر میں رہیں تب تک جہاں پناہ
کسی وقت ہوش میں نہ آنے پاویں، سو یہاں کا تو حال یہ ہے
اب آپ کو اختیار ہے چاہیں رہیں اور چاہیں جائیں، آپنے کہا اب
رہنا ہمارا بے فائدہ ہے اور صبح کو نواب معتمد الدولہ سے لے ملے اور
بے خبر کئے بریلی کو چلدئے اور آگے سب حال حضرت علیہ الرحمۃ نے
بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم اول ہی کہتے تھے کہ وہاں جانے سے
کچھ فائدہ نہ ہوگا آخر کو وہی ہوا تکیہ کے اتر طرف
جو چھوٹی باغ مشہور ہے جس میں سید محمد اسحٰق صاحب کی قبر ہے اس
کے کنارے جو پختہ کواں ہے اسی کوئیں کا پانی حضرت امیر المومنین علیہ السلام
کے واسطے میں بعد نماز عشا کے لایا کرتا تھا، ایک بار میں پانی بھر نے
چلا برسات کا موسم اور نہایت اندھیرا تھا اور قطرہ افشانی
بھی ہو رہی تھی، جب میں کوئیں پر پہنچا وہاں سے تھوڑی دیر ادھر کا
ایک کھیت تھا، اس میں کچھ گھڑ بھڑاہٹ معلوم ہوا جیسے اندر کوئی

ہے، مجکو وہم ہوا کہ اس میں گیدڑ ہیں یا چور ہیں یا جن ہیں کیونکہ جنات
یہی اکثر وہاں رہتے تھے، میں نے دل میں کہا کہ جو میں اس میں گھڑا ڈالوں
ایسا نہ ہو تب تک کوئی دیو بھوت آ پہونچے اور کچھ ایذا پہنچا دے
اس وقت شور کرنا بھی مناسب نہیں لوگ کہینگے ڈر گئے کچھ دیر تک
یہی پس وپیش میں کیا کیا پھر خدا پر توکل کرکے میں نے گھڑا
کوئیں میں ڈالا اور پہر نکالنے کا ارادہ کیا اس میں دو تین شخص آ
پہنچے اور مجھ پر حملہ کرنے لگے میں نے رسی کا سرا گھمایا کہ خبردار نزدیک
آؤگے تو مارونگا وہ ہنستے بھی تھے اور مجکو دھمکاتے بھی تھے پھر وہاں
سے اسی کھیت میں چلے گئے، میں نے جلد گھڑا نکال کر کوئیں پر رکھدیا
اور کھیت کی طرف میں گیا کہ دیکھوں تو کون لوگ ہیں مگر سوائے کھڑکھڑاہٹ
کے اور کچھ معلوم نہ ہوا، پھر میں گھڑا لے کر تکیہ تمیں آیا شیخ رحم علی سے
میں نے کہا کہ یہ گھڑا عبدالقیوم یا اور کسی کے ہاتھ حضرت کے پاس
بھیجا دو اور امان اللہ خاں سے میں نے اپنا تمنچہ اور تلوار مانگی انہوں
نے کہا اس وقت کیا کروگے میں نے کہا میں کہیں جاؤنگا وہ مجھ سے
پوچھنے لگے کہ کچھ سبب تو بتاؤ، شیخ لطافت مسجد میں تھے یہ گفتگو

سُن کر وہاں آئے اور کہا کچھ حال تو بتاؤ کہاں جاؤ گے میں نے
وہ تمام قصہ ان سے بیان کیا انہوں نے کہا میں بھی چلوں گا میں نے
کتنا ہی منع کیا نہ مانا تلوار بندوق لیکر میرے ساتھ ہو لئے جاتے
جاتے وہیں پہنچے وہ ہمارے جانے سے اس ارہر کے کھیت کے باہر
نکل گئے ہم نے ان کا پیچھا کیا پھر کئی مشعلیں سامنے نظر آئیں اور ان
کی روشنی میں بڑے بڑے قد آور لوگ معلوم ہونے لگے، میں نے شیخ لطافت
سے کہا بندوق مارو جیسے انہوں نے بندوق سامنے کی وہ لوگ مشعلوں
سمیت غائب ہو گئے، پھر ہم وہاں سے پھرے داہنی طرف پندرہ بیس
مشعلیں لئے لوگ معلوم ہوئے اور کچھ شور و غل سنائی دینے لگا مگر
سمجھ میں کوئی کلام نہ آتا تھا، پھر لطافت نے بندوق سامنے
کی پھر وہ سب غائب ہو گئے، میں نے شیخ لطافت سے کہا یہ معاملہ
اپنے قابو کا نہیں اب یہاں سے چلو، پھر ہم دو تو یکہ پر آئے اور
سو رہے، صبح کو لوگوں نے ہمارے جانے کا حال حضرت سے عرض کیا
آپ نے اکیلے ہو کر مجھ سے پوچھا کہ رات تم کہاں گئے تھے کیا
معاملہ تھا، میں نے اول سے آخر تک سب حال جو تھا عرض

کیا، آپ نے فرمایا اگر تم ان سے یہ کہتے کہ میں سید صاحب
کے لئے پانی لینے آیا ہوں تو کوئی تم کو نہ چھیڑتا، میں نے کہا کہ
ان کو کیا نہیں معلوم تھا کہ آپ کے واسطے پانی لینے آتے ہیں
فرمایا کہ بے کہے ان کو کیا خبر کہ کس کے لئے پانی لینے آئے ہیں خیر
اب تم وہاں پانی لینے نہ جایا کرو لوہانی پور کے پاس جو بندھا
کا پرانا کواں ہے اس میں سے لایا کرو، میں نے پوچھا کہ وہ کواں کس
جگہ ہے، فرمایا اس روز آم کا باغ خریدنے کو گئے تھے اور اسی
کوئیں پر ہم کھڑے تھے، میں نے کہا وہ کواں تو خشک معلوم ہوتا
ہے، میاں عبداللہ نے کہا کہ ایک طرف کچھ تھوڑا سا پانی ہے، کبوتر
اڑانے کو جو ڈیلے ہم نے ڈالے تھے سو ایک طرف کچھ پانی کی آواز
معلوم ہوتی تھی، پھر میں نے میاں عبداللہ کے ساتھ ڈولچی لیکر
وہاں گیا اور دیکھا تو پانی بھرا تھا، پھر ڈولچی بھر کر نکالی تو صبح
ڈولچی تین ہاتھ رسی تر ہوتی تھی، پھر وہ پانی ہم دونوں حضرت
کے پاس لائے اور کہا کہ اس کوئیں میں تین ہاتھ پانی ہے، آپ نے
فرمایا کہ ڈولچی نیچے تک پہونچی ہوگی اس میں پانی اس سے زیادہ

ہے، اب کی یار جانا تو ڈولچی میں کوئی اسٹیٹ یا بھاری کنکر رکھو
کر ڈالنا تب اندازہ پانی کا معلوم ہوگا، پھر میں رات کو بعد
نماز عشا کے گیا اور ڈولچی میں اسٹیٹ رکھ کر ڈالا تو ہاتھ بھر پانی
تھا، میں نے آکر حضرت سے عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ اس وقت
تو تین ہاتھ پانی نہ تھا اور اب نو ہاتھ ہے اور دو چار روز
پہلے اس میں کچھ پانی نہ تھا شاید کچھ ایک طرف پانی تھا یا نہ تھا
آپ نے فرمایا کہ اس بات کا چھپانا کسی سے نہ کرنا اللہ تعالیٰ میں سب
قدرت ہے چاہے بھرے کوئیں کو خشک کر دے اور چاہے خشک
کو بھر دے جب پہلی بار حضرت امیرالمومنین علیہ الرحمۃ
تکیہ سے کانپور کو تشریف لے گئے تھے تب جاتے وقت سورامئو
میں اترے تھے، آپ کو سن کر شمشیر خاں اور اللہ بخش خاں اور شیخ
رمضان اور مہربان خاں واسطے ملاقات کے آئے اور وہ چاروں
شخص بڑے بڑے لمبے جوان تھے، آپ ان کو دیکھ کر بہت خوش
ہوئے اور کہا کہ ایسے جوان ہمارے کام کے ہیں پیرزادے
لوگ ہمارے کام کے نہیں ہیں اور بہت تعریف کی وہ آپ کا

اخلاق دیکھکر خوش ہوئے کہ ہم غریب آدمی ہیں چار روپے
کے سپاہی آپ ہماری اس طرح تعریف کرتے ہیں، پھر حضرت نے
فرمایا کہ اب تو ہم کانپور کو جاوینگے ادہر سے آتے وقت دیکھا جائیگا
ادہر اتفاق پڑے نہ پڑے مگر جب تم ہماری خبر پاؤ کہ تکیہ پر
آئے ہیں تب وہاں تم ہمارے پاس آنا، انہوں نے اقرار کیا کہ ہم
ضرور آوینگے، پھر وہاں سے آپ کانپور کو تشریف لے گئے پھر جب
وہاں سے معاودت تکیہ پر تشریف آئے آپ کی خبر پاکر وہ چاروں
صاحب آپ کی خدمت فیض رحمت میں جاکر حاضر ہوئے اور چند
روز وہاں رہے، ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کی چھت پر بیٹھے
تھے وہیں ان چاروں صاحبوں کو بلایا وہ جاکر حاضر ہوئے فرمایا
کہ آج ہم تم کو مرید کرینگے اور مولوی محمد یوسف صاحب سے کہا
کہ وہ جو ہماری پگڑیاں دھری ہیں لاؤ انہوں نے حاضر کیں پھر
آپ نے ان چاروں صاحبوں سے بیعت لی بعد اس کے ایک ایک
پگڑی ہر ایک کو سر پر بندھوائی سوا اس کے کچھ مہین کپڑا اور کچھ موٹا
ہر ایک کو اور بھی عنایت کیا اور مولوی ممدوح سے روپے منگوا کر

چاروں کو دس دس روپے دئے بعد اس کے ایک ایک زر سرخ
واسطے برکت کے اور دیا اور فرمایا ساتھ اس لفظ کے کہ اس کو خرچ نہ
کرنا اس سے اور بہت روپے پیدا ہونگے، پھر ان کے واسطے دعا کی اور چاروں
کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جہاد میں اپنا کام تم سے بہت لیگا، پھر مہربان خاں
نے کہا کہ تم سے اللہ اور کام لیگا اور ان تینوں سے اور کام لیگا اور وہ
دونوں کام خدا ہی کی خوشنودی کے ہونگے، پھر وہ چاروں آپ سے رخصت ہو کر
اپنے مکانوں کو گئے اور چند روز میں اللہ تعالیٰ نے ان کو کھانے پینے سے
آسودہ حال اور فکر معاش سے فارغ البال کر دیا اور کچھ روزوں
اپنے یہاں رہ کر پھر تکیہ پر آئے اور آپ کے ساتھ سفر حج کو گئے اور
وہاں سے آکر جہاد کو گئے، مہربان خاں حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے
متعلقوں کی خدمت کے واسطے ستدہ میں رہے، پھر وہاں سے ان کے
ساتھ شہر لوٹک میں آئے اور اب تک کہ سن بارہ سو چوتھتر ہجری
ہیں خوش و خرم کھاتے پیتے چین کرتے ہیں اور وہ تینوں صاحب
اول جہاد میں اکوڑی کے شہید ہوئے
حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ کے ہزار روپے لکھنؤ میں فقیر محمد جان

بہادر کے پاس لیٹو امانت کے دھرے تھے' آپ نے مجھ سے فرمایا کہ وہاں
سے روپے لے آؤ' میرے پاس ایک بڑا تیز گام یابو تھا اُسی پر سوار
ہوکر میں بریلی سے لکھنؤ خان صاحب ممدوح کے پاس گیا اور حال کہا
اور وہ روپے لئے اور تین روز وہاں رہا جس روز میں چلنے لگا تو وہ
روپے میں نے یابو کے آدہے ایک طرف رکھے اور آدھے دوسری طرف
اور دوسو روپے ان روپوں کے سوا اور کسی کے تھے وہ میں نے کمر میں باندھے
اور اس وقت کوئی ڈیڑھ پہر دن چڑھا ہوگا' خان صاحب بہادر نے
مجھ سے کہا کہ دن بہت آیا ہے اور منزل دور ہے آج رہ جاؤ کل سویرے
چلے جانا' میں نے کہا کہ رہونگا تو نہیں آج ہی جاؤنگا' انہوں نے
کہا خیر اگر جاتے ہو تو آج بجنور میں رہنا اور ہمارا خط لیتے جاؤ
اور ہمارا فلانا عامل ہے اس کو دینا اور وہ سید صاحب کا مرید بھی
ہے تم کو آرام سے رکھیگا' پھر خان صاحب بہادر کا خط لیکر میں
روانہ ہوا قبل وقت عصر کے میں بجنور میں اس عامل کے پاس پہنچا
اور وہ خط دیا' انہوں نے بہت خاطر داری کی اور کچھ کھانا کھلایا
اور کہا کہ رستہ خطرہ کا ہے اور دن تھوڑا ہے آج یہاں آرام

سے میرے پاس رہو کل چلے جانا، میں نے کہا ابھی دن زیادہ ہے
چلا جاؤنگا، پھر میں وہاں سے چلا دو ڈھائی کوس ایک بستی تھی
وہاں پہنچا اسی دن وہاں کی بازار بھی تھی اور ایک چبوترے پر اترا
اور کہرے وہ روپے کھولے ان میں سے واسطے خرچ کے میں نے ایک
روپیہ نکال کر خرچ کیا اور کچھ پیسوں کا گھوڑے کے واسطے مصالح
لیا اور باقی پیسے آگے کے خرچ کو رہنے دئے، پھر میں اپنے دل میں
ڈرا کہ لوگوں نے میری کمر کے روپے دیکھے ہیں خدا خیر کرے، اس وقت
مجھ سے یہ حرکت بہت بیجا ہوئی میری کمر میں دو تین تھے وہیں
میں نے دونوں کو خالی کر کے پھیر بھرا اس واسطے کہ دیکھنے والوں کو
خوف ہو کہ یہ بھی ہتھیار اس کے پاس ہے، پھر میں سوار ہوا وہاں سے
چلا ڈھاک کا جنگل کئی کوس کا ملا اور میرے دل میں وہی دغدغہ
تھا کہ بازار میں میرے روپے لوگوں نے دیکھے ہیں ایسا نہ ہو کسی نے
پیچھا کیا ہو یکایک داہنی طرف آگے چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک
آدمی سپر تلوار باندھے میری جانب چلا آتا ہے، میں نے اپنے دل
میں جانا کہ یہ بھی کوئی مسافر ہوگا پھر آتے آتے نزدیک آیا

اور میرے ساتھ پیچھے پیچھے چلنے لگا اور مجھ سے کہا میاں جی کہاں سے آتے
ہو اور کس کے نوکر ہو' میں نے کہا فقیر محمد خاں بہادر کے مکان سے
آتا ہوں اور میرے یابو کا باناتی زین پوش تھا پھر کہا کہ میاں جی
تمہارا زین پوش بہت اچھا ہے یہ تم مجھے دے ڈالو' میں نے کہا تجکو
کیوں دوں' میں نے اپنے شوق کے واسطے بنایا ہے' میں نے جانا کہ یہ
مجھ سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے بیشک راہزن ہے اور عجب نہیں کہ دوسرا
کوئی اور بھی کہیں اس کے ساتھ کا ہو' میں نے اپنا تمنچہ کمر میں ہاتھ
ڈال کر چڑھایا اس کی آواز چٹ چیٹ سن کر وہ چونکا اور میری
طرف دیکھنے لگا مگر اس کو تمنچے کا حال نہ معلوم ہوا پھر مجھ سے زین پوش
مانگنے لگا اور میں وہی جواب دیتے ہوئے یابو کو ہانکے چلا جاتا تھا
اس میں ایک آدمی نے ایک ڈھاک کے درخت کے نیچے سے نکل کر
مجھ پر لٹھ چلایا وہ لٹھ میرے گھٹنے میں لگا قریب تھا کہ میں اس
کے زور سے گر پڑوں' مگر خدا نے بچا لیا میں نے جلد تمنچہ نکال کر اس
پر فیر کیا وہ اسی جگہ مردار ہو رہا وہ دوسرا میں نے اس کو للکارا
خبردار تیرا کیا ارادہ ہے وہ حواس باختہ ہو کر ہاتھ جوڑنے

لگا کہ میاں جی میں مسافر ہوں اس کے ساتھ کا نہیں ہوں
اُس نے جیسا کیا ویسا پایا اور میرا ساتھ چھوڑ کر وہیں رہا اور میں
آگے چلدیا جنگل سے نکل کر ایک جگہ تیمم کر کے نماز عصر پڑھی اور آفتاب
قریب غروب کے تھا پھر میں آگے چلا ایک جگہ جا کر مغرب پڑھا پھر
سوار ہوا جاتے جاتے وقت عشا کے ایک بستی میں پہنچا بھٹیارے سے
ملدی پسوا کر گرم کروا کے گھٹنے میں لگائی اس نے کہا اس وقت
کوئی کہتا تھا کہ فلانی جگہ رستے میں ایک آدمی مارا گیا ہے میں نے
کہا کیا عجب ہے مارا گیا ہوگا تو سرا کا پھاٹک بند کرلے کوئی کھلوائے
میری بے اطلاع کے مت کھولیو اس نے جانا شاید ان سے کہیں بچھڑا
ہوا ہے مگر وہ مجھ سے پوچھ نہ سکی، پھر میں نے روٹی پکوائی اور کھا
کر چارپائی پر لیٹ گیا دیر تک اسی خیال سے نیند نہ آئی شاید
کوئی چار گھڑی رات پھر میں سویا ہوں لگا پھر صبح کو کوئی چار کوس
حسن گنج تھا وہاں جا کر سرا میں اترا اور اپنے گھٹنے کو خوب سینکا
اور اس روز وہیں رہا، دوسرے دن قبل دوپہر کے تکیہ پر آیا، حضرت
علیہ الرحمۃ سے ملاقات ہوئی آپ نے پوچھا یہ گھٹنے میں کیا ہوا

میں نے کہا کہیں راہ میں چوٹ آگئی آپ چپ ہو رہے اور لوگوں سے
پوچھا کہ سنا ہے کہ رستے میں کوئی قزاق مارا گیا کہیں تم سے تو نہیں
واقعہ ہوا میں نے کہا تم کو کیونکر ثابت ہوا کہ مجھ سے یہ واقعہ ہوا اسی
طور بہم گفتگو کر کے میں چپ ہو رہا دوسرے دن حضرت علیہ الرحمۃ مسجد کی
چھت پر بیٹھے تھے وہیں مجھکو بلا کر پوچھا کہ اب بتاؤ یہ تمہارے گھٹنے میں
کیونکر چوٹ لگی، میں نے وہ تمام قصہ اول سے آخر تک عرض کیا آپ
نے میرا گھٹنا ٹٹولا اور اس پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اللہ تعالیٰ شفا دیگا
اور اس کی خبر تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی روز مجھکو معلوم ہو گئی
تھی کہ رستے میں تم پر کچھ صدمہ واقع ہوا اس بات سے مجھکو تردد
ہوا پھر جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ اس کو مسجد الخیر تیرے پاس پہنچا دینگے
پھر آپ چھت سے اتر کر مسجد میں اپنی جگہ معمولی پر بیٹھے، لوگ آکر
حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ وہ جو رستے میں آدمی مارا گیا ہے اس
کا حال ان سے پوچھو اس کو انہیں نے مارا ہے وہ قزاق تھا
لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں نے وہ تمام ماجرا اول سے آخر
تک بیان کیا حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ بامراد

سفر شاہجہانیا دے مع الخیر آئے اور سلیم شبان کو تکیہ پر تشریف
لائے صبح کو سب نے روزہ رکھا اس ماہ مبارک میں حضرت علیہ الرحمۃ
کی توجہ سے نمازیں اور مراقبہ میں طرح طرح کے انوار خیر و برکت کے
ہر کسی کو موافق استعداد کے حاصل ہوئے، بعد انقضائے شہر رمضان
رفتہ رفتہ ان انوار فیض آثار میں تنزل واقع ہونے لگا یہاں تک کہ
بہ نسبت کے اول کے بڑا تفاوت پڑ گیا سب کو تردد ہوا ایک دوسرے
سے اپنے حال کی شکایت کرنے لگے، اس میں قریب چار مہینے گذر گئے
آخر کو سب آپس میں مشورہ کر کے ایک روز حضرت علیہ الرحمۃ
کے پاس گئے اور یہ حال عرض کیا، آپ نے سن کر کچھ جواب نہ دیا
پھر بعد چودہ پندرہ روز کے سب نے مل کر عرض کیا پھر آپ چپ
رہے کچھ نہ بولے پھر کوئی پندرہ روز کے بعد ایک دن آپ
نے خود لوگوں سے پوچھا کہ بھائیو وہ جو دوبار تم نے ہم سے
سوال کیا تھا آج پھر بیان کرو اس وقت ایک دوسرے کا منہ
دیکھتا تھا اور کوئی جواب نہ دیتا تھا پھر بتکرار آپ نے پوچھا
مگر کوئی نہ بولا آپ نے مولوی یوسف صاحب سے فرمایا

کہ یوسف جی وہ حال جو دوبار بھائیوں نے ہم سے پوچھا تھا اور
جو حال کہ اب ان دنوں بھائیوں کا ہے دریافت کرکے ہم سے کہو
پھر مولوی صاحب موصوف نے چند لوگوں سے جدا ہی اور اکیلے میں
پوچھا اُنہوں نے کہا کہ آپ بھی تو ہم میں شریک ہیں کیا آپ
کو نہیں معلوم ہے کہ رمضان المبارک میں جو انوار خیر و برکت کے
نماز اور مراقبہ میں ہم لوگوں کو حاصل تھے چار مہینہ کے عرصہ میں
دسواں حصہ بھی باقی نہ رہا تھا مگر اب پندرہ سولہ روز یہ نسبت
رمضان المبارک کے دوسری صورت انوار کی خیر و برکت دو چند
بلکہ سہ چند ہر کسی کو ہو گئی یہ حال ہے اسی سبب سے کسی نے جواب نہ
دیا' پھر مولوی صاحب ممدوح نے جاکر یہ حال حضرت علیہ الرحمۃ
سے گزارش کیا' آپ نے فرمایا کہ یوسف جی جس بات کا بھائی
لوگوں نے دوبارہ ہم سے سوال کیا تھا سو ان دنوں دوسرا کام اس
سے افضل ہمارے درپیش ہے اب اس کی طرف ہمارا دل مشغول
وہ کام کون ہے یعنی کوشش جہاد فی سبیل اللہ کی اس کے سامنے
اس حال کی کچھ حقیقت نہیں ہے اس واسطے وہ کام یعنی تحصیل

علم سلوک اس کام کے تابع ہے' اگر کوئی تمام دن روزہ
رکھے اور تمام رات زہد و ریاضت گذارے اور نوافل پڑھتے پڑھتے
پیروں پر ورم آجائے' اور دوسرا شخص نیت جہاد سے ایک ساعت
رات یا دن کو رنجک اڑا دے کہ مقابلہ کفار میں آنکھ نہ جھپکے
تو وہ عابد اس مجاہد کے رتبہ کو ہرگز نہ پہنچے گا اور وہ کام اس
وقت کا ہے جب اس کام سے فارغ البال ہو اور اب جو پندرہ
سولہ روز سے دوسرے انوار کی ترقی نماز یا مراقبہ میں معلوم ہوتی
ہے وہ اسی کار و بار کے طفیل سے ہے کہ کوئی بھائی جہاد کی
نیت سے تیر اندازی کرتا ہے کوئی بندوق لگاتا ہے کوئی
چھری گدکا کھیلتا ہے کوئی ڈنڈ پیلتا ہے اگر ہم اس کام کی
اس وقت تعلیم کریں تو یہ ہمارے بھائی لوگ اس کام سے جاتے
رہیں اور یوسف جی تم خود اپنے ہی حال کو خیال کرو کہ گردن
ڈالے ہوئے ایک سکوت کے عالم میں رہتے ہو اسی طرح
اور لوگ بھی کوئی کمل اوڑھے مسجد کے کونے میں بیٹھا
ہے کوئی چادر لپیٹے حجرہ میں بیٹھا ہے کوئی جنگل میں

جاکر مراقبہ کرتا ہے کوئی ندی کے کنارے میں گڈھا کھود کر
بیٹھا رہتا ہے، ان صاحبوں سے تو جہاد کا کام ہونا دشوار
ہے، تم ہمارے بھائی لوگوں کو سمجھاؤ کہ اب اسی کاروبار میں
دل لگاؤ یہ تمہارے واسطے اس سے بہتر ہے، پھر مولوی محمد یوسف
صاحب نے بھی تقریر ان لوگوں سے جاکر کی کہ حضرت یوں ارشاد
کرتے ہیں سب نے کہا حضرت علیہ الرحمۃ کا فرمانا ہم کو منظور
ہے اب ہم اسی کام میں مشغول ہونگے مگر اب کی باری یہ بھی ہماری
طرف سے عرض کرو کہ وہ حالِ اول جس قدر ہم لوگوں میں
اب باقی ہے اگر اسی قدر رہے تو بھی غنیمت ہے اور آگے جو
حضرت کو منظور ہو وہ ہم کو منظور رہے، مولوی صاحب موصوف نے حضرت
سے یہ ہی عرض کیا کہ ہمارے بھائی لوگ یوں کہتے ہیں، آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ہر طرح کی اپنی نعمتیں انعام فرمائی
ہیں، بھائی لوگ جو یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ حال جس قدر ہے
اسی قدر ہم میں باقی رہے یہ تو فقط سو پچاس ہی آدمی
ہیں اگر ان کے علاوہ سکیڑوں بلکہ ہزاروں شخص ہوں

خیاب الٰہی سے مجکو قوی ہے کہ اگر میں فضل الٰہی سے کوشش کروں
تو ان سے بہتر حال ان سب کا ہو جاوے سو یوسف جی تم بھائیوں
سے کہو کہ اس بات کا مشورہ حاجی عبدالرحیم صاحب سے کرکے ہم کو
اطلاع کرو پھر جیسا ہوگا ویسا ہم کہیں گے، پھر مولوی صاحب نے
لوگوں سے کہا کہ آپ یوں فرماتے ہیں وہ سب مل کر حاجی صاحب
ممدوح کے پاس گئے اور اس اپنے سوال کی گفتگو کی اور کہا کہ آپ اس
امر میں کیا بات مناسب جانتے ہیں، حاجی صاحب وہ تقریر سن کر
اپنا حال بیان کرنے لگے کہ جب مجکو حضرت علیہ الرحمہ سے بیعت
نہ تھی اور اپنے مشائخ کے طور طریق پر تھا اور جلہ کشی کرتا تھا
اور جو کی روٹی کھاتا تھا اور موٹے کپڑے پہنتا تھا اور صدہا
مرید میرے تھے اور جو کوئی طالب درویشی کا میرے پاس آتا
اس کو تعلیم کرتا تھا اور کسی سے کچھ غرض نہیں رکھتا تھا اور جو
کوئی اپنے مطلب کے لئے دو چار کوس یا ایک دو منزل بلانے
کی درخواست کرتا تو للہ فی اللہ چلا جاتا تھا اور میری نسبت
کا یہ طور تھا اگر وہ کوس یا کوس بھر سے کسی پر توجہ کی نظر

ڈالتا تو اسی جگہ اس کو حال آتا اور بعضی بعضی باتیں مجھ میں اس سے
بھی بڑھ کر تھیں اور میں اپنے اس حال میں بہت خوش تھا اور میرے
مریدوں میں بھی بعضے بعضے صاحب تاثیر تھے باوجود ان سب باتوں کے
جب اللہ تعالیٰ نے ان سید صاحب کو سہارنپور میں پہنچایا اور مجھ
سے ملایا اور مجھکو توفیق دی کہ میں نے آپ کے دست مبارک پر بیعت
کی اور ان کا طریقہ دیکھا اس وقت اپنے نزدیک مجھکو یہ خیال
ہوا کہ اگر میں اس حالت میں مرجاتا تو میری موت بڑی ہوتی' پھر
میں نے اپنے سب مریدوں سے کہا کہ اگر تم اپنی عاقبت بخیر چاہتے
ہو تو اب دوسرا کے ان سید صاحب کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور جو
نہ کرے گا وہ جانے میں نے آگاہ کردیا ہے اس کا مواخذہ روز
قیامت کے مجھ سے نہیں' پھر سب نے دوسرا کے بیعت کی سو میں نے
تمام اس عیش و آرام اور ناموس و نام کو ترک کرکے سید صاحب
کے یہاں کی محنت و مشقت اور تنگی و کلفت اختیار کی' اینٹیں بھی
ڈھوتا ہوں دیوار بھی اٹھاتا ہوں گھاس بھی چھیلتا ہوں لکڑی
چیرتا ہوں اور ہر طرح کے کام کرتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ

نے اپنے فضل سے جو اس کاروبار کی بدولت مجکو نعمت دی اور خیر و
برکت عطا کی اس کے دسویں حصہ کے برابر اس اول معاملات کی تمام
خیر و برکت کو نہیں پاتا ہوں اگر ایسا نہ ہوتا تو اس راحت کو چھوڑ کر یہ
محنت کیوں اختیار کرتا سو میری تو صلاح اس بات میں یہ ہے کہ
تم سارا کاروبار حضرت پر چھوڑ دو وہی جو کچھ بہتر جان کر تم کو فرماویں
اسی کو مانو اور اس میں اپنی بہتری جانو اور اپنی رائے ناقص کو دخل نہ دو
پھر اس تقریر کو حاجی صاحب سے سن کر لوگ چپ رہے اور جو کچھ حاجی
صاحب نے فرمایا مان لیا اور پھر اپنے سوال کا مذکور نہ کیا اور کاروبار
جہاد میں مشغول ہوئے پھر ماری بھی کرتے تھے تیر اندازی بھی کرتے تھے
چوزنگ بھی لگاتے تھے جتنے فن سپہ گری کے ہیں سب کی مشق کرتے تھے اور
وہ کارخانہ توجہ اور مراقبہ کا بالکل ترک دیا

جب حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ سفر لکھنؤ سے تکیہ پر تشریف لائے
قصبہ رائے بریلی میں دیدار بخش نام ایک مخنث تھا ایک اور مخنث کو
اپنے ساتھ لے کر حضرت علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں آیا اور

عرض کی کہ ہمارے بھائی بندوں نے لکھنؤ سے ہم کو لکھا کہ رائے بریلی
کے سید صاحب ہمارے طائفہ کے چار آدمیوں کو یہاں سے ورغلا کر اپنے ساتھ
لے گئے ہیں سو تم جس طور سے بنے ان کو یہاں پہنچاؤ بغیر ان کے ہمارا
طائفہ بگڑ گیا ہے سو اس واسطے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں
کہ آپ ان چاروں شخصوں کو عنایت فرماویں اس واسطے کہ وہ ہمارے
ہی کام کے ہیں آپ کا ان سے کوئی کام نہیں نکلنے کا' آپ نے دیر تک
نظر ہدایت اثر سے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ ہم تو کسی کو کسی زور سے
اپنے پاس بلاتے نہیں اور جو کوئی آپ سے آتا ہے اس کو ہم روکتے بھی نہیں
مگر اس کو ہم حکم خدا اور رسول کا سنا دیتے ہیں آگے اس کو اختیار ہے
چاہے مانے چاہے نہ مانے اور وہ تو لکھنؤ میں فقیر محمد خاں رسالدار کے
یہاں ہیں اگر تمہارے سمجھائے سے مانیں تو ان کو وہاں سے لیجاؤ اور
ان کے بھائیوں میں پہنچاؤ ہم تم کو اس بات سے مانع نہیں ہیں پھر
وہ رخصت ہوا اور کہا کہ میں کسی وقت پھر حاضر ہونگا' آپ نے کہا
کہ تم ضرور کسی وقت ہمارے پاس آؤ' پھر جب وہ چلا گیا تب

آپ نے فرمایا کہ یہ شخص ہم کو سمجھانے کو آیا تھا سو اللہ تعالیٰ نے
خود اس کو سمجھا دیا' اب انشاء اللہ تعالیٰ یہ آپ آکر تائب ہو گا پھر کئی
روز کے بعد دیدار بخش آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس دن
آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اس دن آپ کے پاس ان کو لینے کے
لئے آیا تھا اور منظور الٰہی یوں تھا کہ مجکو اس نے توفیق توبہ کی عطا
فرمائی' آج میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنے آیا ہوں اور میرے دل میں
اس بات کا یقین ہوا کہ حقیقت میں آپ ہی کا طریق حق ہے اور سب غلط
پھر آپ نے اس سے بیعت لی' اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسی ہدایت دی کہ
جبتک آپ تکیہ پر رہے اکثر آپ کی خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوا کیا
اور نماز جمعہ تکیہ کی مسجد کی بلا عذر اس نے کبھی ناغہ نہ کی' تب سے
سن بارہ سو بہتر ہجری تک مجکو اس کا حال معلوم ہے کہ نماز جمعہ تکیہ
کی مسجد میں پڑھتا ہے اور جو کوئی ادھر سے یہاں لوٹنک میں آتا
ہے تو مجکو ضرور سلام کہلا بھیجتا ہے اب ایک سال اس کی خبر مجکو نہیں
ملی جب حضرت علیہ الرحمۃ سفر لکھنؤ سے تکیہ پر تشریف
لائے بعد کئی مہینہ کے مولوی سید محمد صاحب پانچ ہزار روپے

کی سنڈوی فقیر محمد خاں بہادر کے پاس سے حضرت کے واسطے لائے
اور خاں صاحب ممدوح کا ایک خط، خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ
آپ کی دعا کی برکت سے نواب معتمد الدولہ کی سرکار سے میرے واسطے
اس قدر ترقی ہوئی اور فلانے فلانے پرگنے جاگیر داری ملے اور جو میں
نے آپ کی خدمت میں شکرانہ بھیجا ہے اس کو آپ قبول
فرماویں اور سوا اس کے اور بھی کچھ حال ہوگا مگر وہ مجکو نہیں معلوم
حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ کا خط ہمکو پہنچا
کیفیت اس کی معلوم ہوئی اور جو بات آپ سے ہم نے وقت
نذر دینے کے کہی تھی یعنی خدا اور رسول کے موافق تم جبتک چلے
جاؤگے روز بروز تمہارے اقبال کی ترقی رہیگی اس بات کو
خوب یاد رکھنا اور آپ نے جو نذرانہ بھیجا ہے وہ آپ کے
پاس واپس آتا ہے اس واسطے کہ ہم نے آپ کے لئے للہ فی اللہ
دعا کی تھی کچھ نذرانہ کی اُمید سے نہیں کی تھی اور اس بات
سے کچھ اپنے دل میں کدورت نہ لانا فقط
فقیر محمد خاں بہادر مرحوم کے نکاح میں ایک کسبی تھی اس پر وہ

نہایت ظریفہ اور عاشق تھے، قضائے الٰہی سے وہ مرگئی اس کے
غم میں خاں صاحب موصوف کا یہ حال ہوا کہ گھڑیوں بلکہ پہروں اس کی
قبر پر بیٹھے رویا کرتے اور اس کی قبر پر بوسہ بھی دیتے، سوائے
گریہ وزاری کے کوئی کام نہ تھا، تو اب معتمد الدولہ کے دربار میں اور
وہاں کی آمد و رفت بہت روزوں تک ترک کر دی، یہ خبر تواتر زبانی
معتبر لوگوں کے تکیہ پر حضرت علیہ الرحمۃ کو پہونچی، آپ کو بڑا رنج ہوا
کہ یہ تو بہت بُری بات ہے اس میں ان کی دین و دنیا دونوں کا ضرر ہے
پھر آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ہمارا خط لے کر واسطے ماتم پرسی کے جاؤ
اور جو ہم زبانی پیام کہہ دیں وہ ان کو پہنچانا اس لئے کہ وہ تمہارے
قدیم آشنا بھی ہیں، تم بے تکلف ان سے کلام کروگے، میں نے کہا کہ میں
حاضر ہوں، جب ارشاد ہو تب چلا جاؤں، اس میں خط لکھنے میں ایک
دو روز کا عرصہ گذرا، میں نے عرض کیا کہ میرے ساتھ کوئی پڑھا
قابل آدمی ہوتا کہ وہ آپ کی طرف سے ان کو وعظ و نصیحت بھی سناتا
خوب ہوتا، آپ نے فرمایا کہ بات تو تم نے بہتر کہی مگر کس کو
ساتھ کریں، میں نے کہا جس کو آپ کی خوشی ہو پھر آپ نے

مولوی محمد یوسف کو میرے ہمراہ کیا پھر ہم دونوں ایک اونٹ
پر سوار ہو کر لکھنؤ کو گئے اور جا کر قندھاریوں کی چھاؤنی میں
سید احمد علی صاحب کے پاس اترے، رات بھر وہاں رہے صبح کو
ہم دونوں خاں صاحب بہادر کے پاس چلے، جب وہاں پہنچے تو دیکھا
حاطے کے پھاٹک کے دونوں طرف پہرے والے ننگی تلواریں لئے
کھڑے ہیں اور کوئی نیند رہ بیس قدم کے فاصلہ سے اندر حاطے
کے محب اللہ خاں حافظ نجو خاں کے بھانجے سواروں سے قواعد لے رہے
ہیں، ہم کو تردد ہوا کہ اب اندر کیونکر جاویں، اس میں قواعد لیتے
لیتے محب اللہ خاں کا منہ ہماری طرف ہوا، میں نے پکار کر سلام علیک
کیا انہوں نے پہچانا اور جواب سلام کا دیا اور ہم کو اندر بلایا
اور پہرے والوں سے کہا ان کو آنے دو، پھر ہم دونوں اندر
حاطے کے چلے گئے، انہوں نے ایک آدمی سے کہا ان کو خاں صاحب
بہادر کے پاس پہنچا آؤ، پھر وہ آدمی خاں صاحب بہادر
کے سامنے لے گیا، ڈیوڑھی کے سامنے ایک چبوترے پر
خاں صاحب کئی امیروں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے ہم

دونوں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا' چبوترے کے نیچے مونڈھے
بچھے تھے ہم ان پر بیٹھے' آپ خیر وعافیت پوچھی اور کہا کیونکر آنا ہوا ۔
میں نے کہا سید صاحب نے واسطے ماتم پرسی کے بھیجا ہے اور حضرت کا خط
میں نے ان کو دیا اور کہا کچھ زبانی پیام بھی ہے وہ الگ آپ سے عرض
کرونگا' پھر مجھ سے پوچھا کہ تم اترے کہاں ہو میں نے عرض کیا میر احمد علی
کے پاس قندھاریوں کی چھاؤنی میں' فرمایا بستر یہیں اٹھالاؤ' میں نے
عرض کیا کہ وہ بھی آپ ہی کا مکان ہے' فرمایا بہتر وہیں بستر رہنے دو
مگر کھانا یہاں کھائیو' پھر وہ چبوترے سے اُترے دو تین قدم کے
فاصلہ سے ایک طرف کرسی بچھی تھی اس پر بیٹھے' وہیں وہ خط پڑھا
اور زبانی حال پوچھا' میں نے عرض کیا کہ سید صاحب نے فرمایا ہے کہ
یہاں ہم نے کئی شخصوں کی زبانی سنا ہے کہ آپ ان دنوں بسبب غم
فراق اپنی بی بی کے قبر پر بیٹھے رہتے ہیں اور بوسہ بھی دیا کرتے ہیں اور
آہ و نالہ کیا کرتے ہیں اور نواب صاحب کے دربار میں جانا موقوف
کردیا ہے' اول تو ہم کو آپ کی طرف سے یقین نہیں کہ ایسی حرکت

نامناسب کرتے ہوں' دوسرے اگر یہ بات صحیح ہے تو بہت بُرا ہے کہ دین
دونیا دونوں کا اس میں نقصان ہے فرمایا کہ کہنے والوں نے صحیح کہا ہے
یہ سب باتیں ٹھیک ہیں آج تک میرا یہی حال ہے' میں نے عرض کی کہ سیدنا
کو اب کی بار جب آپ نے نذر دی تھی انہوں نے آپ کو یہی نصیحت کی تھی
کہ موافق فرمانے خدا و رسول کے چلے جانا کوئی کام خلاف شرع عمل
میں نہ لانا اس میں تمہاری دنیا و دین دونوں کا فائدہ ہوگا سو
دنیا کا فائدہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ تب سے کس قدر آپ کی دولت
وحشمت کی ترقی ہوئی اور ان دنوں جو یہ امر خلاف شرع آپ
سے ظہور میں آیا اس کا یہ ثمرہ پایا کہ دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوا
دین کا نقصان تو یہ کہ جو حرکت خلاف شرع آپ سے سرزد ہوئی
اس کی خبر اسرا خدا کے نزدیک دیکھا چاہیئے کہ کیا ہو اور نقصان دنیا
ظاہر ہے کہ نواب معتمد الدولہ کی دربا داری اور وہاں کی آمدرفت آپ نے
موقوف کر دی اگر نہ کرتے تو اب تک خدا جانے کیا کیا فوائد دنیا آپ
کو حاصل ہوتے' فرمایا کہ بھائی صاحب سچ کہتے ہو مگر میں کیا کروں کچھ ایسا
غم فراق سے میرے دل پر غفلت کا پردہ پڑ گیا کہ ان بھلا بُرا کچھ نہ سوجھا
اور جو کچھ آج تک ماتم پرسی کو آیا بے صبری کے کلام کرے مجبور رلایا

سو تمہاری طرح تسکین و تسلی کی بات کسی نے نہ کی، اب مجکو اپنے
خیال سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت گویا خود جناب سید صاحب مجکو
سمجھا رہے ہیں اور انہیں کی توجہ اس وقت مجھ پر پڑ رہا ہے کہ وقعتہً ان
باتوں سے وہ پردہ میرے دل کا دور ہو گیا اور اپنی اس حرکت
ناشائستہ کی قباحت مجکو نظر آنے لگی، سو اب میں توبہ کرتا ہوں کہ
انشاء اللہ تعالیٰ بار دیگر پھر ایسا کام نہ کرونگا، میں نے کہا کہ سید صاحب
نے جو فرمایا تھا سو میں نے آپ سے عرض کیا، اب مولوی محمد یوسف صاحب
آپ سے کچھ کلام کرینگے اس کو خیال فرمائیے، پھر مولوی صاحب نے
کئی آیتوں اور حدیثوں کا وعظ فرمایا خاں صاحب بہادر آبدیدہ
ہوئے اور اپنی خطا کا اقرار کیا اور دوسرا کے لفظ توبہ زبان پر لائے
کہ انشاء اللہ تعالیٰ اب ایسی حرکت خلاف شرع نہ ہو گی اور ہم دونوں
سے فرمایا چند روز ہمارے یہاں رہو، ہم نے عرض کی کہ ہم کو جانا
ضرور ہے، فرمایا کچھ روز تو ٹھہرو، ہم نے عرض کی بہتر ہے بان چار
دن اور ہم رہ جاوینگے، پھر اس کے دوسرے دن نواب معتمد الدولہ
کا چوبدار آیا اور خبر لایا کہ کل نواب صاحب بہادر آپ کے

یہاں ماتم پرسی کو تشریف لاوینگے، یہ سن کر خاں صاحب بہادر نے سامان
ان کے آنے کا تیار کیا اور سوا لاکھ روپے کا چبوترہ بنوایا، پھر دوسرے روز
نواب صاحب ممدوح بڑے تجمل سے آئے دو گھڑی ٹھہرے پھر رخصت ہو گئے
اور وہ سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ ان کے خدمتگاروں چوبداروں وغیرہ
مستحقوں نے آپس میں تقسیم کر لیا، پھر اس کی صبح کو خاں صاحب بہادر نواب
صاحب کے دیدار کو گئے دوسرے روز پھر گئے اس دن ہاتھی یا لکی وغیرہ خلعت
ہوا اور تین لاکھ روپیے نقد لے اور ڈیڑھ ہزار روپے کا شاہرہ ہوا اور
ایک رسالہ سواروں کا اور کسی پرگنہ کی چکلہ داری بھی ملی، جب دربار سے
شاد با مراد اپنے مکان پر تشریف لائے ہم دونوں مبارکباد دینے گئے اور
میں نے عرض کی کہ خاں صاحب خیال کیجئے کہ ابھی کسی عمل کی نوبت نہیں
آئی فقط زبان سے اپنی حرکت ناشائستہ سے توبہ فرمائی ہے اس برکت کا
ثمرہ آپ کو حاصل ہوا اور اب ہم آپ سے رخصت ہوتے ہیں فرمایا سچ
کہتے ہو یہی بات ہے یہ تمام سید صاحب کی دعا کی برکت ہے اور ابھی دو
چار روز اور رہو ہم نے عرض کی کہ اب تو ہم جاوینگے، پھر رخصت
ہو کر دونوں تکیہ کو روانہ ہوئے اور آکر حضرت علیہ الرحمۃ سے

تمام کیفیت عرض کی حکایت جب حضرت امیرالمومنین امام المجاہدین
علیہ الرحمۃ سفر باظفر لکھنؤ سے مراجعت فرما کر تکیہ پر تشریف لائے اور
کچھ یا زیادہ ایک سال وہاں رونق افروز رہے ان ایام مبارک فرجام
کا یہ واقعہ ہے کہ کئی روز تک ہم لوگوں نے حضرت علیہ الرحمۃ کے چہرہ مبارک
کو کمال بشاش دیکھا مگر کسی نے اس کا سبب معلوم نہ کیا اور نہ آپ
سے پوچھا' ایک روز آپ ہی حضرت علیہ الرحمۃ فرمانے لگے کہ فلانی رات
کو میں اپنے مکان کے کوٹھے پر طرف مغرب کے سر کئے ہوئے چارپائی پر
لیٹا تھا اس وقت محکم اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عنایات بے غایات کا تصور
بندھا کہ اے پروردگار عالم کسی کسی تو نے اپنے بندوں کو انعام عطا فرمائے
ہیں اور کیا کیا رتبے ان کو دیئے ہیں کسی کو ابدال کا رتبہ دیا کسی کو
غوث و قطب کیا' اگر مجھ خاکسار ذرۂ بیمقدار کو بھی کسی رتبۂ عالی سے
ممتاز اور سرفراز فرمائے تو تیرے نزدیک کچھ دور نہیں ہے اسی وقت جناب
قادر ذوالجلال لایزال سے الہام ہوا کہ ہم نے تجھ کو بھی اپنی نعمتوں سے
دیا ہے اور ابھی اور دینگے' ہمارا ایک بندہ ملک شام میں ہے تو
اس کی ملاقات کو جا اور وہ قطب الاقطاب ہے اس کی حیات ابھی سات
تین برس باقی ہیں بعد وفات اس کی کے وہ بھی رتبہ ہم تم کو عطا کرینگے پھر

میں اسی وقت حکم الہٰی سے ملک افغانستان اور خراسان اور ایران کی
کوہستان کی سیر کرتا ہوا چلا یہاں تک کہ ملک شام میں ان کے مکانات فیض
آستاں پر پہنچا وہاں ایک نالہ جاری تھا اس کے کنارے ایک بلند پشتے پر
مٹی کی چھوٹی چھوٹی دیواروں کے کئی گھر گھاس سے چھائے ہوئے تھے اور
جوان گھروں کے صحنوں کی چھوٹی چھوٹی دیواریں تھیں ان پر پتیاں گھاس
کی پڑی ہوئی تھیں سو انہیں گھروں میں ایک گھر تھا کہ اس میں وہ حضرت
عالی منزلت والامرتبت رونق افزا تھے اس وقت ان کی خدمت سراپا برکت
میں چھ آدمی اور بھی حاضر تھے اور وہ ان کے مریدوں میں تھے یا عزیزوں
میں یا عزیز و مرید دونوں طرح سے فیضیاب تھے لیکن بہر تقدیر وہ سب کے سب
ولی اللہ تھے اور وہ بزرگ باشان سترگ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور قدرت
سے باطن میں نہایت بڑے رتبہ کے تھے اور اس تمام ملک شام میں ان کے
کمالِ عرفان اور کمالِ بزرگی سے کوئی آگاہ نہ تھا الا من شاء اللہ اور
ظاہر میں حلیۂ نورانیہ اور شمائل پر فضائل یہ رکھتے تھے کہ قد شریف چھوٹا بدن
لاغر چہرہ نہایت زیبا اور حسین اور خوبصورت اور بال ریش مبارک
ان کی کے تھوڑے سے ذقن شریف پر تھے اور چہرہ سعادت بہرہ

کمال نورانی تھا ایک تو صورت نہایت پاکیزہ اور خوب تھی دوسرے
انوار عبادت دایمانی و عرفانی و نسبت مع اللہی کے چہرے پر بہت ہی
تابانی اور درخشانی تھی اور اسم شریف ان کا قطب الدین تھا پہر
میں ان کی شرف ملاقات سے مشرف ہوا مگر حال اس کا اللہ تعالیٰ
کو معلوم کہ انہوں نے مجھ پر التفات کم فرمائی جو خلق لائق شان
ان کی کے تھا وہ ظہور میں نہ آیا اس وقت میں نے اپنے دل میں کہا کہ
مجکو تو تم سے سوائے طلبی راہ اللہ تعالیٰ کے اور طلب رضائے اس جل وعلیٰ
کے اور کچھ غرض نہ تھی میرے ساتھ جس طرح چاہو پیش آؤ اور سوائے
ان چھ شخصوں مذکور کے چالیس بندگان غیبی خاصان خدا نظر عوام سے
پوشیدہ اور بھی ان کے پاس حاضر تھے کہ اللہ تعالیٰ جس اپنے بندۂ خاص کو
مرتبہ قطب ارشاد کا عنایت فرماتا ہے اُس کے ہمراہ یہ جماعت سراپا
برکت چالیس اپنے خاص بندگان غیبی کے بھی معین فرماتا ہے، پہر جب میں
ان سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو چلا تو ساتھ فرمان عالیشان حضرت
یزداں جل وعلا کے سترہ شخص ان چالیس بزرگوں میں سے میرے
ساتھ معین ہو کر میری رفاقت میں میرے ہمراہ آئے پہر

جناب الٰہی سے یہ بھی بشارت مجکو ملی کہ بعد انتقال اس بزرگ کے
باقی شخص وہ بھی ہم تیری رفاقت میں کردینگے فقط بعد اس کے اللہ تعالیٰ
وتقدس کے حکم سے ان بزرگ کی ملاقات بار دیگر مجھ سے دوسری ہوئی
تو جناب الٰہی کی طرف سے ان کو میرا حال معلوم تھا کہ یہ بھی ہمارا ایک
بندہ ہے اور بعد تمہارے ہم اس کو یہ مرتبہ جو تمہارا ہے عنایت فرماوینگے
قدرت الٰہی سے ان بزرگ نے اس دوسری ملاقات میں میری بہت سی
تعظیم وتوقیر اور خاطر داشت کی اور بہت سے اخلاق میرے ساتھ کئے
اور میرے روبرو بہت ہی بڑی بزرگی اور نہایت ہی بڑی عظمت حضرت
اللہ تعالیٰ وتبارک کی مجھ سے بیان کی، راقم الحروف محمد علی غفرہ
اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس حکایت سراپا ہدایت میں جو مذکور ہے کہ
بزرگ عالی منزلت والامرتبت کی خدمت یا برکت میں چھ آدمی
حاضر تھے اور ان چالیس خاصان خدا سے ستر۷۰ آپ کے ہمراہ ہوئے ان
ذنوں کی تعداد اور تعریف حلیہ نورانیہ ان بزرگ کی اور وہاں کے مکانوں
کے صحنوں کی دیواروں پر گھاس کی چٹیاں پڑی تھیں اور حال دوسری
ملاقات کا اور بیان عظمت الٰہی وغیرہ حالات کا میاں دین محمد صاحب

کی روایت میں نہ تھا اس لئے کہ جو ان کو یاد تھا انہوں نے لکھوایا اس
کی سند مجکو میرے آقائے نامدار ہدایت مدار نواب والا جناب وزیر الدولہ
امیر الملک محمد وزیر خاں بہادر نصرت جنگ دام اقبالہ سے ملی اور ان کی سند
مولوی امام الدین مرحوم و مغفور نبگالوی سے پہنچی کہ وہ حضرت امیر المومنین
علیہ الرحمۃ کے بڑے معتقدوں اور بڑے خلیفوں اور بڑی صحبت یافتوں اور
بڑے صادقوں سے تھے، انہوں نے خود زبان ہدایت بیان حضرت علیہ الرحمۃ
کے سے سنا تھا اور بعضی حال کی سند میرے آقائے ممدوح کو حاجی زین العابدین
خاں افغان ساکن مصطفےٰ آباد عرف رامپور سے پہنچی کہ وہ بڑے خاص
مریدوں حضرت علیہ الرحمۃ کے سے تھے اور بڑے صوفی اور عارف باللہ اور
صادق القول اور راسخ الاعتقاد تھے اور بعضے حال کی سند زبانی مولوی
صابر بن شیخ احسن بن بنیرہ مولانا الٰہی بخش علیہ الرحمۃ سے پہنچی اور وہ
رہنے والے کاندھلہ کے کہ واقع ملک میان دوآب کے ہے اور یہ تینوں
صاحب موصوف باعتبار بیان حالات شریف حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ
کے میاں دین محمد سے کم نہیں اور وہ سید حسنی تھے اس لئے کہ نہیں ہوتا
ہے قطب الاقطاب کہ اس کو قطب الارشاد بھی کہتے ہیں مگر سید حسنی

وجہ اس کی کتب تصوف میں بتفصیل تمام بیان ہے واللہ اعلم بالصواب

حکایت جب حضرت علیہ الرحمۃ بامراد بلدہ شاہجہان اباد سے اپنے وطن کو تشریف شریف لائے اور بعد کئی مہینے کے واسطے ملنے اپنے عزیزوں آشناؤں کے نصیر آباد کو گئے اور کئی دن وہاں رہے اور لوگوں سے ملے پھر وہاں سے قصبہ جائس کو گئے اور مولوی امین الدہر کے دروزہ پر مسجد ہے اس میں اترے اور وہاں اپنے عزیزوں دوستوں سے ملے بہت شرفا غربا نے وہاں کے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی رات کو اس مسجد میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ گویا کسی جگہ میں ایک چارپائی پر لیٹا ہوں چند آدمی اجنبی آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ چل حج کو میں نے کہا کہ میرا حج کو جانا کیونکر ہو سکے ایک تو میرے پاس سامان سفر موجود نہیں دوسرے سید صاحب تیاری سفر جہاد کر رہے ہیں یہ سن کر ان میں سے گویا چاروں آدمیوں نے میری چارپائی اٹھائی اور جا کر ایک دریا کے کنارے رکھ دی اور آپ کہیں چلے گئے اور اس دریا میں جہاز بھی تھے پھر گویا ایک جہاز کے لوگوں نے مجھکو جہاز پر چڑھا لیا اور مکہ کو روانہ ہوئے اس جہاز پر گویا ہمارے بہت لوگ ہیں اور ان

میں سے ایک آدمی گویا مرگیا تو لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اب اس مردہ
کو کیا کریں کفنا کر دریا میں چھوڑ دیں یا جب جہاز کنارے پر لگے
تب خشکی میں دفن کریں آخر کو اس کا حکم ناخدا سے جاکر پوچھا
اُس نے گویا قاعدہ کلیہ بیان کیا کہ اگر کوئی بیچ دریا کے مرتا ہے اور
کنارہ وہاں سے کئی دن کا رستہ ہے تو اس کو کفن دے کر دریا میں
چھوڑ دیتے ہیں اور جو کنارہ قریب ہوتا ہے یعنی پہر دو پہر کا رستہ
تو کنارے کا انتظار کرتے ہیں اور خشکی میں اس کو دفن کرتے ہیں
یہ قاعدہ ناخدا سے سُن کر گویا انہوں نے اس مردہ کو کفنا کر دریا
میں چھوڑ دیا پہر ایک روز گویا دوسرا آدمی مرا اس کو بھی دریا
میں چھوڑنے کی تدبیر ٹھہری اس میں ناخدا کو گویا خبر ہوئی اس
نے کہا کنارہ نزدیک ہے خشکی میں دفن کرنا پھر کچھ دیر میں گویا
جہاز کا لنگر ہوا ہم سب لوگ اتر کر خشکی میں آئے اور اُس کو
دفن کیا اور پھر وہاں سے پیادہ پا آگے چلے پھر وہ اپنے ہمراہی خدا
جانے کہاں چلے گئے پھر میں آگے چل کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میدان

نہایت وسیع ہے اور اس میں لاکھوں آدمی عرب و عجم ہر ملک کے موجود
ہیں، کچھ کچھ دیروں خیموں میں اور باقی میدان میں ہیں اور لاکھوں دنبے بھیڑیں
بکریاں ذبح ہو رہی ہیں گویا ایک شخص سے میں نے پوچھا کہ یہ کون مکان ہے
اس نے مجھکو کچھ جواب نہ دیا، میں وہاں سے ایک اور طرف چلا گیا وہاں
کیا دیکھتا ہوں کہ دوکانوں پر بھیڑ بکری کا گوشت بک رہا ہے اور آدمی
کا بھی یہ حال دیکھ کر میں اس مجمع سے نکل کر باہر چلا وہاں کیا دیکھتا ہوں
کہ مولانا عبدالحی صاحب اور مولانا محمد اسماعیل اور شمشیر خاں اور اللہ بخش خاں اور
شیخ رمضان اور چند آدمی اور چلے آتے ہیں، میں نے سلام علیکم کیا انہوں
نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہاں سے آتے ہو، میں نے کہا وہاں ایک
ایسا لوگوں کا انبوہ ہے اور لاکھوں بھیڑیں بکریاں ذبح ہو رہی ہیں
اور دوکانوں میں بھیڑ بکری کا گوشت بک رہا ہے اور آدمیوں کا بھی یہ
حال دیکھ کر میں وہاں سے چلا آیا اور آپ کہاں جاتے ہیں کہا جہاں
سے تم آتے ہو وہیں ہم بھی جاتے ہیں، میں نے کہا کہ رات کو وہیں رہیں گے
گوشت دریافت کر کے لینا وہاں آدمی کا بھی گوشت بکتا ہے انہوں
نے کہا کہ تم بھی چلو ہم کو تو وہاں کا حال نہیں معلوم پھر میں بھی ان کے

ساتھ چلا رستے میں میں نے کہا کہ میں پیشاب کرلوں پھر وہاں جگہ نہ
ملیگی تم آگے چلو پیچھے سے میں بھی آتا ہوں، وہ تو آگے گئے میں پیشاب
کرنے لگا، پھر میں جب گیا اور کنارہ پر اس ٹیلہ کے پہنچا وہ تو مجکو نہ
ملے کہیں ان لوگوں میں رل مل گئے، وہاں زمین نشیب میں ایک نالہ تھا اس
پر دکانیں قصابوں کی تھیں میں وہاں گیا ایک دکان پر ایک قصاب
تھا اور اس کی جورو ان دونوں نے سنکر مجکو بلایا کہ ادھر آؤ اور
چھرے سے چھری وہ قصاب تیز کرنے لگا میں جاکر ان کے پاس بیٹھا
انہوں نے کہا ہم تمہارے بدن کا گوشت اتارینگے، میں نے جانا کہ یہ خوش
طبعی سے کہتے ہیں یہاں تک کہ مجھ سے کہا کہ کھڑے ہو ہم گوشت اتاریں تب
مجکو یقین ہوا کہ یہ تو سچ کہتے ہیں میرے پاس تلوار تھی میں نے ارادہ کیا
کہ ایک ان دونوں کے مار کر یہاں سے چلوں پھر مجکو یاد آیا کہ میں نے سید صاحب
سے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی کسی کو بے قصور ایذا دیتا ہے اور وہ اس پر
صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کو بڑا درجہ ملتا ہے اور جو اس نے اپنا
عرض لے لیا تو برابر ہو گیا پھر اس کے لئے وہاں کچھ بھی اجر نہیں ہے سو میں

وہاں کا راجہ کیوں چھوڑوں اور یہ لوگ مسلمان ہیں ان کو کیا ماروں یہی جو چاہیں مجھ پر ظلم کریں پھر میں موافق کہنے ان کے کھڑا ہوا انہوں نے پہلے میری دونوں پنڈلیوں کا گوشت اتارنا شروع کیا پھر رانوں اور پیٹ اور پیٹھ کا اور ہاتھوں کا فقط گردن اور سر باقی رکھا اور مجھکو کچھ درد دکھ نہ معلوم ہوا پھر مجھ سے کہا اب تم جاؤ کل پھر آنا' باقی گوشت ہم کل اتارینگے اور مجھ سے عہد لیا کہ کل ضرور آنا' میں نے کہا آؤنگا پھر میں اپنی تلوار لے کر وہاں سے ایک طرف چلا ایک جگہ اونٹ کی ایک شتری سردہ در رکھی تھی میں نے دل میں کہا کہ میں اس شتری سے کہاں جاؤں رات بھر اسی شتری میں بیٹھ رہوں صبح کو پھر اسی قصاب کے پاس جانا ہوگا پھر میں اس کے اندر گھس گیا اور اس کے سوراخوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اس عرصہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا عبدالحئی صاحب انہیں سب آدمیوں سے باتیں کرتے چلے آتے ہیں کہ نہیں معلوم دین محمد کہاں ہے' جب وہ میری برابر سے چند قدم آگے بڑھ گئے میں شتری سے نکل کر ان کے پاس گیا اور سلام کیا انہوں نے جواب سلام کا دے کر پوچھا کہ یہ تمہارا کیا حال ہے' میں نے تمام قصہ اپنا ان سے بیان

کیا اور کہا کہ قصاب نے مجھ سے عہد کیا ہے کل میں اس کے پاس پھر
جاؤنگا' مگر آپ یہاں سے جلد چلے جاویں ایسا نہو کہ رات کو کچھ سالن میں
دھوکہا ہو جاوے' انہوں نے کہا کہ ہم تو آج روکھی روٹی کھاوینگے
سالن نہ منگاوینگے اور رات پھر رہ کر یہاں سے چلے جاوینگے پھر تو
وہ آگے چلے گئے میں پیچھے رہ کر پھر اسی شہر میں آیا اور رات پھر
اُسی میں رہا' جب صبح ہوئی پھر میں اسی قصاب کے پاس گیا اور کہا کہ
میں اپنے وعدہ پر آیا ہوں وہ مجھکو دیکھ کر ہنسا اور کچھ اپنی جورو سے
مشورہ کیا اور وہی گوشت میرا جو اگلے دن کاٹا تھا اپنی دکان
سے نکال کر میرے بدن میں لگانے لگا' میں نے کہا یہ کیا کرتے ہو تم
نے تو کہا تھا کل باقی گوشت تمہارا وہ بھی اتارینگے اس نے کہا کہ نہیں
اور تمام گوشت میرے بدن میں لگا دیا میں چنگا تندرست ہو کر وہاں
سے چلا جہاں مولانا صاحب تھے ان کے پاس گیا اُنہوں نے مجھکو دیکھا اور
کہا اب ہمارے ساتھ یہاں سے چلو پھر میں وہاں سے ان کے
ساتھ چلا کچھ دور پھر ایک کھاری دریا سمندر کا سا ہوتا ملا

اُس میں ناویں چل تھیں ایک ناؤ پر ہمارے لوگ چڑھ کر چلے اور
میں اسی پار رہ گیا دوسرا کر جب پہر ناو آئی تب میں سوار ہوا جب وہ
میری ناؤ نزدیک اس کنارے کے پہنچی تب ایسا ایک جھونکا ہوا
کا لگا کہ وہ ناؤ ٹوٹ کر بیچ دریا کے گر گئی پہر ملاح اس کو لیچلا
جب قریب کنارے کے گئی پہر ایک جھونکا ہوا کا لگا اور پہر ناؤ
بیچ میں آگئی اسی طرح کئی بار ہوا مولانا عبدالحئی صاحب نے اس پار سے
پکار کر ملاح کو کہا اگر یہ ہمارا آدمی ضایع ہوا تو ہم تیرا بھی وہی
حال کرینگے اور جو صحیح سالم اتار لایا تو ہم تجکو انعام دینگے پہر ایک
اور ملاح ناؤ کی رسی لے کر اس پار گیا اور ناؤ کو کھینچ کر کنارے
پر لایا میں اتر کر اس پار گیا مولانا صاحب ممدوح نے ملاح کو کچھ
انعام دیا پہر وہاں سے میں سب کے ساتھ آگے چلا وہاں ایک
مکان چاندی کا ملا اور اس کے اندر صحن میں سیر سیر دو سیر کے صدہا
ٹکڑے چاندی کے پڑے ہیں اور مولانا عبدالحئی صاحب چند قدم
آگے تھے اور ہم لوگ پیچھے تھے اس عرصہ میں ایک ٹکڑا چاندی کا
اس میں سے شمشیر خان نے اٹھا لیا میں نے کہا یہ مالِ غنیم کو

لینا حرام ہے یہ سُن کر مولانا عبدالحئی صاحب موصوف نے پیچھے پھر کر دیکھا
شمشیر خاں نے وہ ٹکڑا ڈال دیا پھر وہاں سے آگے چلے تو ایک مکان سونے کا
ملا اس میں سونے کے ٹکڑے پڑے تھے اس میں سے بھی ایک ٹکڑا ہمارے ہمراہیوں
سے کسی نے اٹھا لیا میں نے اسی طور اس کو بھی کہا اُس نے بھی ڈال دیا پھر میری
آنکھ کھل گئی میں جاگ پڑا اس وقت لوگ نماز تہجد پڑھ رہے تھے میں نے
بھی اٹھ کر وضو کیا اور نماز تہجد پڑھی اور مولوی محمد یوسف صاحب سے یہ خواب
اور اس کی تعبیر پوچھی اُنہوں نے کہا کہ میرے ذہن میں تو یوں آتا ہے کہ تم
کبھی حج کو ضرور جاؤ گے. اللہ تعالیٰ تمہارے حج نصیب کریگا اور گوشت بدن
سے کاٹنے اور پھر اس میں لگا دینے کی تعبیر یہ ہے کہ تم کسی امیر مالدار کے
پاس رہو گے وہاں لوگ تم پر خیانت کی تہمت لگا دینگے اور اس میرے
تمہاری چغلی کھا دینگے اس میں تمہارے دل کو رنج ہوگا جیسے کوئی بدن کا
گوشت کاٹتا ہے پھر اس امیر کو ثابت ہوگا کہ تم علت خیانت سے پاک ہو
اور غماز لوگ نفتری ہیں وہ رنج تمہارے دل کا دور ہو جاویگا گویا گوشت
لگا دیتا ہے اور جو وہ مکان چاندی سونے کے دیکھے اس کی تعبیر ہے کہ یہ

کہ یہ مجمع لوگوں کا ہمارے حضرت سید صاحب کے ہمراہ ہے یہ محض اللہ ہی کے
واسطے ہے اور حضرت کا ارادہ جہاد کرنے کا ہے سو ان میں جو شہید
ہوگا یا موت سے مریگا وہی مکان چاندی سونے کے عنایت الہی سے پاویگا
وہ مکان جنت کے ہیں اور وہ ٹکڑے چاندی سونے کے جو کسی صاحب نے
اٹھالئے اور پھر خوف خدا سے ڈالدئے یہ دنیا ہے کہ ان صاحبوں نے
گویا بے جانے پہلے لیا پھر جب معلوم ہوا کہ یہ بری چیز ہے تب چھوڑ دیا
مجکو تو اس خواب کی تعبیر یہ معلوم ہوتی ہے مگر مولانا محمد اسماعیل صاحب
سے بھی پوچھو دیکھو وہ کیا کہتے ہیں پھر میں نے اسی وقت مولانا ممدوح
سے جاکر خواب کہا اُنہوں نے بھی بے کم وبیش حاصل مضمون وہی بیان
کیا جو مولوی محمد یوسف صاحب نے بیان کیا تھا اور مجھ سے کہا اس
کی تعبیر مولانا عبدالحئی صاحب سے بھی پوچھو دیکھئے وہ کیا فرماتے ہیں پھر
میں نے اسی وقت ان سے اپنا خواب کہا اُنہوں نے بھی وہی تعبیر دی اور کہا
کہ اپنا خواب تم سید صاحب سے بھی بیان کرو دیکھو تو وہ کیا فرماتے
ہیں پھر میں نے حضرت سے جاکر عرض کیا آپنے بھی وہی فرمایا اور کہا کہ
اللہ تعالیٰ تم کو حج پہنچا دیگا، میں نے کہا کہ آپ تو تیاری سفر جہاد

کی کرتے ہیں اور میں آپ کے ساتھ ہوں واسطے حج کے میرا جانا کیونکر
ہوگا' آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ تو ہے مگر کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی
صورت سے وہاں لیجاوے فقط پھر قصبہ جائس میں دو رات رہ کر آپ
پھر لفیر آباد کو آئے اور قلعہ کی مسجد میں اترے اس کے دوسرے روز
ایک آموں کے باغ میں سادات کا گورستان تھا وہاں کئی آدمیوں
سے تشریف لے گئے اور دعا کی اور اس تمام گورستان میں کچھ دیر تک
پھرے پھر ایک قبر پر بیٹھے اور مراقبہ کیا جب اٹھے تب فرمایا کہ اور
تو یہاں کے سب لوگ جو مدفون ہیں اپنے اپنے حال میں خوش و
خرم ہیں مگر جو صاحب قبر اس میں ہیں ان کو ایک طور کا عذاب
ہے' آپ نے ان کا نام بتایا اور فرمایا کہ اور تو سب طور کے ان
کو بھی آرام ہے کہ قبر بھی روشن ہے اور کشادہ بھی ہے اور وہ لباس
بھی نفیس پہنے ہیں مگر ایک بڑا کالا سانپ منہ میں کاٹ رہا ہے اس کی
ایذا سے وہ ہر وقت پڑے رہتے ہیں اٹھنے کی طاقت نہیں ہے اور
اس عذاب کا دفع ہونا اللہ تعالیٰ نے میری دعا پر موقوف رکھا
ہے اور ان بزرگ سے جب ملاقات ہوئی تب بہت خوش ہوئے

اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری قسمت سے یہاں پہنچایا آپ
میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس بلا کو دور کرے، آپ کی
زبان ہدایت بیان سے یہ حال سُن کر میں نے اور شیخ صلاح الدین پہلی
نے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو ہم بھی یہاں مراقبہ کرکے کچھ حال دیکھیں
آپ نے فرمایا کیا ضرور ان باتوں میں فائدہ تو کم ہوتا ہے مگر نقصان
زیادہ، پھر میں نے اور صلاح الدین نے تکرار کئی بار عرض کی تب آپ
نے فرمایا کہ خیر جب ہم چلے جاویں تب تم دونوں بیٹھنا اور مراقبہ میں
سبوحٌ قدوسٌ ربنا ورب الملائکۃ والروح" پڑھتے رہنا
جبتک کچھ معلوم نہ ہو، پھر آپ وہاں سے تشریف لے گئے اور ہم دونوں
وہاں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہوئے آخر کو دیکھا کہ زمین سے کچھ بلندی
پر ایک فرش سفید بچھا ہے اس پر وہ بزرگ سپید پوشاک پہنے لیٹے ہیں
اور ایک بڑا سانپ سیاہ ان کے منہ میں اپنا منہ لگائے کاٹ رہا ہے
میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ یہ سید صاحب
کی صحبت کا اثر ہے جو تم یہاں تک آئے والا ہر کسی کو یہاں تک پہنچنا
دشوار ہے اور مجھکو دیکھ کر کمال خوش ہوئے اور کہا کہ جناب سید صاحب

سے میرا سلام کہنا اور یہ عرض کرنا کہ میرے واسطے دعا کریں پھر میں مراقبے
فارغ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور شیخ صلاح الدین بھی اٹھے، پھر وہاں سے ہم دونوں
حضرت کے پاس آئے آپ اس وقت مسجد کے صحن میں کھڑے تھے، ہم کو دیکھ کر
فرمانے لگے کہو کچھ دیکھا ہم دونوں نے جو کچھ دیکھا تھا عرض کیا اور ان کا
سلام اور پیام پہنچایا، پھر وہاں سے ہم مسجد میں آئے، دوسرے دن بعد نماز
فجر کے آپ نے فرمایا کہ اب تم دونوں جاؤ اور وہاں مراقبہ کر کے ان
کی خبر لاؤ، پھر ہم دونوں نے جا کر ان کی قبر پر کشف قبور کا مراقبہ کیا اور
ان کو دیکھا کہ خوش و محظوظ اسی فرش پر بیٹھے ہوئے تلاوت قرآن مجید
کی کر رہے ہیں اور وہ سابق اللہ تعالیٰ نے ان سے دور کر دیا، پھر یہ
حال خیر مآل دیکھ کر اٹھا اور شیخ صلاح الدین بھی اٹھے اور وہاں سے
ہم دونوں حضرت کے پاس آئے، آپ نے حال پوچھا ہم دونوں نے جو دیکھا
تھا عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ خیر بہتر ہوا مگر یہ حال کسی سے ذکر نہ کرنا پھر
دوسرے روز آپ وہاں سے تکیہ پر آئے **حکایت** ایک رات کو حضرت
علیہ الرحمۃ نے خواب دیکھا کہ گویا ایک بھاری گٹھا لکڑی کا ہے اور

اکثر لوگ اس کے اٹھانے کا ارادہ کرتے ہیں مگر بسبب بھاری پن کے
اٹھا نہیں سکتے اور وہیں میری بھاوج یعنی سید محمد اسحاق مرحوم کی زوجہ
شریفہ بھی موجود تھیں' میں نے ان سے ساتھ کمال الحاح و تملق کے کہا کہ آؤ ہم
اور تم اس پشتارے کو اپنے گھر اٹھالے چلیں جلانے کو کام آئیگا' انہوں نے بھی اس
کو بھاری جان کر انکار کیا جب میں نے نہایت خوشامد سے ان کو کئی بار تکرار
کہا تب وہ راضی ہوئیں' پھر ہم اور وہ دونوں مل کر اٹھالے گئے فقط اور بیشہ
آپ کی عادت شریفہ کہ بعد نماز فجر کے لوگوں کو توجہ دیا کرتے تھے اس دن آپ نے
مولانا عبدالحیٔ اور مولانا محمد اسماعیل صاحب سے فرمایا کہ آج توجہ موقوف رکھو' میں نے
ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر دو اور اُس خواب کو آپ
نے بیان کیا' دونوں مولانا صاحب نے سُن کر عرض کیا کہ آپ ہی اپنی زبان
گوہر فشاں سے بیان فرمائیے'' آپ نے کچھ دیر سکوت فرما کر کہنے لگے کہ
تعبیر اس خواب سراسر ثواب کی مجکو جناب الٰہی سے الہام ہوئی ہے وہ یہ
ہے کہ لفیف امر خداوند تعالیٰ شانہ کے ایسے ہیں کہ لوگ ان کے بجا لانے میں ننگ
و ننگ جانتے ہیں خصوصاً ہمارے ملک ہندوستان کے شرفا و نجبا اور
جو کوئی اس امر عالی کو بجا لاتا ہے اس کو مشعون کرتے ہیں اور اس کے

ادا نہ کرنے کی قباحت کو نہیں سمجھتے ہیں چنانچہ ایک ان میں سے یہ
عورت کا نکاح ثانی ہے کہ اس کے کرنے کی تاکید اور خوبی کس قدر کلام
الٰہی اور حدیث حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جو کہ
قباحتیں اور برائیاں نہ کرنے اس کے میں واقع ہیں سب جانتے ہیں کچھ حاجت
بیان کی نہیں ہے، سو انشاء اللہ تعالیٰ جاری کرنا اس امر شریف کا پہلے میں اپنے
پر اور اپنے عزیز و اقربا پر کرونگا پھر واسطے اس کے دوسروں پر حکم کرونگا اور الٰہی
میں اوروں کو اس کی تکلیف دے نہیں سکتا ہوں، یہ تقریر دلپذیر سر مجلس
رو سیہ لوگوں کے فرما کر اپنے مکان ہدایت نشان میں تشریف لے گئے اور اپنے
عزیز و اقربا کی تمام عورتوں کو بلا کر ایک مکان میں اکٹھا کیا اور اس وقت
سے دوپہر تک اسی امر کا وعظ فرمایا اور طرح طرح کی مثالوں سے سمجھایا کہ مسلمان
فقط گائے کا گوشت کھانے اور ختنہ کرانے سے نہیں ہوتا ہے جب تک تمام
اوامر و نواہی جناب الٰہی اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلا عار
و انکار کے نہ مانے اور یہ نکاح ثانی کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج
مطہرات اور بنات طاہرات سے ثابت ہے اور جو کوئی اس فعل محبوب کو اپنے نفس
کی خباثت سے معیوب جانتا ہے گویا کہ وہ حضرت کی بیبیوں اور بیٹیوں

کو درپردہ عیب لگاتا ہے' اسی طور وعظ ونصیحت سنا کر ان سب بیبیوں کو رخصت فرمایا' دوسرے دن صبح کو پھر سب کو بلایا اور اسی طرح کا وعظ سنایا' پھر جب وہ سب اپنے اپنے گھر گئیں تب اپنی خالہ صاحبہ سے کمال خوشامد و چاپلوسی کے کہا کہ ہماری بہاوج سید اسماعیل کی والدہ شریفہ کو جس طور سے ہو سکے سمجھا کر راضی کرو کہ تم سے نکاح کر لیں اور یہ امر میں واسطے حظ نفس اپنے کے نہیں چاہتا ہوں بلکہ محض واسطے ترویج سنت حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے القصہ کئی مہینے تک آپ کی خالہ صاحبہ کے واسطے حصول اس مقصود محمود کے کوشش و جانفشانی کی آخر کو راضی کیا اور یہ مژدہ حضرت علیہ الرحمۃ کو دیا' پھر ایک روز خفیہ جانبین سے روبرو گواہوں شاہدوں کے ایجاب قبول ہوا' پھر کئی روز کے بعد چند خطوط بمضمون واحد واسطے ترغیب نکاح ثانی بیوہ عورت کے لکھوا کر جا بجا دلی پیلت رامپور بریلی وغیرہ میں اپنے مریدوں کے پاس روانہ فرمائے پھر چند ماہ کے بعد ہر کہیں سے ان کے جواب بھی آئے کہ فلانے صاحب نے اپنی فلانی بیوہ کا نکاح فلانے سے کر دیا اور فلانے شخص نے اپنی فلانی بیوہ کا نکاح فلانے سے کر دیا **حکایت** حضرت امیر المومنین علیہ الرحمۃ

نے اپنے ہمراہیوں کو رخصت کرنا چاہا اور ہر ایک سے فرمایا کہ چھ مہینے سے
کم اپنے مکان میں نہ رہنا اور زیادہ ایک برس کی اجازت ہے' پھر چلے
آنا جب سب تم آؤ گے تب تیاری سفر ہجرت کی ہو گی' پھر ایک روز شام
کو بیس سیر آٹا اور بیس گوشت واسطے زادراہ ان کے منگوایا' پھر
آٹا تو اپنے گھر میں بھیجدیا کہ چار گھڑی رات رہے روٹیاں تیار ہو جاویں
اور گوشت ہم لوگوں کو دیا کہ واپسی روٹیوں کے وقت اس کو بھی تیار
کر دینا' اس عرصہ میں رات ہی کو بریلی اور جہان آباد کے لوگوں کو خبر ہوئی
انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر سب صاحب بہت سویرے نہ جاویں گھڑی دو گھڑی
دن چڑھے تک توقف کریں تو ہم لوگوں سے بھی ملاقات ہو پھر دیکھا
چاہئے اللہ تعالیٰ کب ملاوے' حضرت نے کہلا بھیجا کہ خیر جس کو ملنا ہو سویرے
آ جاوے تمہاری خاطر سے گھڑی دو گھڑی دن چڑھے تک یہ لوگ ٹھہر جائینگے
پھر بعد نماز فجر کے لوگ آنے لگے. ملتے رخصت ہوتے پہر دن چڑھ گیا' پھر
یہ صلاح ٹھہری کہ ناشتہ بھی یہیں کر لیں حضرت نے فرمایا کہ جو لوگ
رخصت کرنے آئے ہیں کھانے کو ان سے بھی پوچھا جاوے جو کوئی

چاہے گا کھالیویگا اور نہ کھاویگا تو نہیں سہی سو کھانا تھوڑا ہے اور
آدمی بہت، ایک دیگ چاول اور پک جاویں تو خوب ہے، پھر ایک
لحظہ سکوت کرکے آپ نے فرمایا کہ اور کھانا پکانے میں بہت دیر لگے
گی جو روٹیاں موجود ہیں وہی لوگوں کو کھلا دو اللہ تعالیٰ اس میں
برکت دیگا، پھر کھانے کی صلاح تو سب سے پوچھی مگر چند لوگوں
نے نہیں کھایا اور باقی سب کھا پی کر فارغ ہوئے اور کوئی چالیس
پچاس روٹیاں بچ رہیں اور سالن بھی بہت بچا، پھر سالن تو ہم حضرت
کی اجازت سے آپ کے مکان میں بھیج دیا اور وہ روٹیاں ایک دسترخوان
میں باندھ کر ان کے ساتھ کردیں کہ جہاں چاہینگے راہ میں تھوڑی تھوڑی
کھالینگے، پھر سب لوگ ساتھ لے کر آپ ان کو رخصت کرنے چلے یکسہ
سے کوس بھر آم کے باغ میں ایک پختہ کواں تھا اس کے چبوترہ پر
آپ جاکر بیٹھے اور فرمایا کہ بھائیو آؤ اب تم کو رخصت کریں، پھر سب
آپ کے پاس جمع ہوئے اس وقت آپ ننگے سر ہوکر دعا میں مشغول ہوئے
پھر ایک کے دل کو ایسی رقت ہوئی کہ بے اختیار ہوکر رونے لگے پھر

بعد فراغ دعا کے مصافحہ کرکے ہر ایک کو رخصت فرمانے لگے
اس وقت لوگ پہلے سے زیادہ غم جدائی سے پکار پکار کر رونے لگے
یہ حال دیکھ کر جلد آپ اپنی گھوڑے پر سوار ہوئے اور طرف تکیہ کے
چلدئے وہ لوگ بھی روانہ ہوئے جب تھوڑی دیر نکل گئے آپنے جانا
کہ اب رونا ان کا موقوف ہوا، پھر گھوڑا پھیر کر ان کے پاس گئے اور
باقی لوگوں کو مصافحہ کرکے رخصت فرمایا اور اپنے مکان کو تشریف
لائے **حکایت** محرم کی پانچویں یا چھٹی تاریخ تھی کہ قصبہ
نصیرآباد سے ایک بھاٹ آیا اس وقت حضرت علیہ الرحمۃ کھانا کھا
اپنے مکان ہدایت نشان میں قیلولہ فرماتے تھے اور میں مسجد میں تھا
اس بھاٹ نے مجھ سے پوچھا کہ سید صاحب کہاں ہیں میں نے کہا
اس وقت آرام میں ہیں کہو کیا کام ہے، اس نے کہا کہ قصبہ نصیرآباد
کے اکثر سنی شرفا اور غربا اپنی اپنی نوکری پر جابجا مقرر ہیں قصبہ
کو خالی جان کر وہاں رافضیوں نے آپس میں اتفاق کیا ہے کہ ساتویں
تاریخ کو جب ہمارے علم اٹھیں گے تو ہم سنیوں کے گھروں میں گھس
گھس کر تبرا کہیں گے سو جو لوگ وہاں ہیں انہوں نے مجھکو

بھیجا ہے کہ یہ خبر سید صاحب کو پہنچا کہ جلد یہاں اپنے لوگوں
سمیت تشریف لاویں کہ ہم کو اطمینان ہو یہ خبر سُن کر میں نے حضرت
علیہ الرحمۃ کو جاکر خواب سے جگایا اور عرض کیا کہ نصیرآباد سے ایک
بھاٹ آیا ہے اور یہی ایسی خبر لایا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس بھاٹ سے
کہہ دو کہ سید صاحب کہتے ہیں کہ دیکھئے اگر ہمارا آنا ہوگا تو ہم
آوینگے اور نہیں تو نہیں، میں نے جاکر اس بھاٹ سے اسی طور کہا وہ
اسی وقت نصیرآباد کو پلٹ گیا کوئی آدہ گھڑی نہ گذری ہوگی کہ حضرت
کے دروزے سے ایک لونڈی نے مجکو آواز دی کہ جلد کھڑکی کے نیچے
آؤ اندر نہ جانا، میں مسجد سے جاکر کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا، آپ نے
مجکو دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت مجکو حکم الہٰی ہوا ہے کہ تو نے اس بھاٹ
کو کیوں جواب دیا کہ آنا ہوگا تو آوینگا اور نہیں تو نہیں، ابھی جلد جا
سو تم جلد چلنے کی تیاری کرو، میں نے عرض کی کہ آج ہی آپ چلیں گے
یا کل، آپ نے فرمایا کہ آج ہی بلکہ نماز عصر راستے میں پڑینگے تم جلد چلنے
لوگوں کو گولی یا رودجاگی تقسیم کردو اور کچھ گولیاں اور بھی بنالو اور
بریلی اور جہان آباد والوں کو کہلا بھیجو کہ جو لوگ ہوں کمر کس کر
نصیرآباد کے چلنے کی تیاری کریں اور ایک مزدور کے سر پر دیگ

رکھوا کر آگے روانہ کردو' میں نے اسی وقت دو آدمی بریلی اور جہان باد
کروئے کہ لوگوں کو خبر کردو کہ سید صاحب نصیر آباد کو جاتے ہیں وہاں
کچھ رانفیوں اور سنیوں میں قصہ ہوا ہے جس کو چلتا ہو چلے اور ایک چیار
کے سر پر دیگ رکھ کر روانہ کردیا اور گولی بارود جا بجا لوگوں کو تقسیم
کردی اور بہت سی گولیاں اور ڈھالیں اور جنکے پاس ہتھیار نہ تھے انہوں
نے لے لیں' پھر قبل عصر کے حضرت امیر مومنین علیہ الرحمۃ گھوڑے
پر سوار ہو کر اور لوگوں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے کوئی چند قدم چل کر
پھر گئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے کہ کچھ خرچ تمہارے
پاس ہے' میں نے عرض کیا کہ کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ خیر کچھ مضائقہ
نہیں اللہ تعالی ہمارے ساتھ ہے مگر بنیئے سے کہتے چلو کہ دو روپے کے چاول
ہمارے یہاں پہونچا دیوے یہ کہہ کر آپ روانہ ہوئے اس عرصہ میں آپ
کے دولتخانہ سے مجکو ایک لونڈی نے آواز دی کہ ذرا یہاں کھڑکی کے
پاس آؤ اس وقت بی بی سارہ کی والدہ شریفہ نے پیروں کے دو کڑے
نقرئی مجکو دئے کہ ان کو بیچ کر خرچ کرنا' میں نے اپنے تھیلے میں ڈال
لئے' اس عرصہ میں سید محمد اسماعیل صاحب کی والدہ شریفہ آکر

فرمانے لگیں کہ وہ جو ڑی کڑیوں کی ان کو پھیر دو میں روپے
لائی ہوں وہ لیجاؤ، پھر میں نے وہ کڑے حوالہ کر دئے، انہوں
نے پچیس روپے بخیر دئے، میں وہ لے کر چلا بنئے کی دکان پر گیا
ان میں دو روپے اس کو دئے کہ ان کے چاول آج سید صاحب کے
یہاں پہنچا دینا اور دو روپے دے کر پیسے لئے، پھر وہاں سے میں چلا
حضرت لوگوں کو لے کر جہاں آباد سے نکل گئے تھے جہاں گورستان ہے،
اور مڈو شہید کے مزار وہاں ٹھہرے نماز عصر کی اقامت ہو رہی تھی کہ
میں بھی جا پہنچا اور وضو کر کے جماعت میں شریک ہوا پھر نماز پڑھ کر آپ
سوار ہوئے آگے چل کر مغرب کی نماز پڑھی پھر وہاں سے آگے عشا
کے وقت ایک چھوٹے سے تالاب کے کنارے اترے نماز عشا ادا کی اور
فرمایا کہ اب اس وقت رات کو ستر بچہتر آدمی ہیں چلنا کچھ ضرور نہیں ہے،
یہیں لیٹ بیٹھ رہو نماز فجر کی پڑھ کر چلینگے، پھر سب رات بھر وہیں رہے
اول نماز فجر کی پڑھ کر روانہ ہوئے کوئی دو تین گھڑی دن چڑھا
ہوگا کہ باآواز بلند تکبیر کہتے ہوئے نصیرآباد میں جا کر داخل ہوئے، دیوان
جی کی مسجد میں چبوترے پر سید محمد مستقیم صاحب سپر تلوار باندھے ہوئے
کھڑے تھے حضرت علیہ الرحمۃ کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور

اور لوگوں کو پکار کر کہنے لگے کہ سید صاحب بریلی سے آپہنچے یہ
خبر فرحت اثر سُن کر سب سنی لوگ کیا شرفا کیا غربا اور ہر جو اپنے دلوں
میں مایوس اور پژمردہ تھے گویا زندہ ہوگئے اور اپنے اپنے گھروں
سے نکل کر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے آنے کی خبر سُن کر
تمام روافض گویا مرگئے، اور اس وقت اپنے علم شدے نکالنے
کی تیاری میں تھے سب یک لخت موقوف کرکے اپنے اپنے گھروں میں
گھس رہے، پھر حضرت اسی دیوان جی کی مسجد میں اترے اور اپنے
لوگوں سے تاکید مزید فرمادیا کہ خبردار کوئی یہاں سے نہ جاوے
اور کسی فرقہ ثانی والے سے چھیڑ چھاڑ نہ کرے اور ادھر شیعوں سے
کہلا بھیجا کہ ہمارے لوگ تمہاری طرف نہ آوینگے اور جو تمہاری
طرف کے لوگ ہماری طرف آوینگے تو خوشی سے آویں ہمارے
لوگ کوئی مزاحم نہونگے اور اپنے محرم کی تعزیہ داری اور گریہ
وزاری وغیرہ حسب طور سے تم ہمیشہ کرتے آئے ہو کرو ہم سے
کچھ کام نہیں مگر سابق دستور سے کوئی نئی بات نہ کرنا اس کے

جواب میں اُنہوں نے کہلا بھیجا کہ اب کی سال ہم تعزیہ داری تمہارے
سبب سے موقوف کرینگے اور نہ آج اپنے علم نشان نکالینگے، پھر آپ
نے کہلا بھیجا کہ یہ تم کو اختیار ہے چاہو کرو یا نہ کرو اس میں ہماری طرف
سے کچھ نہیں ہے اور بضیرآباد علاقہ سلون میں ہے اور وہ علاقہ ان
دنوں بادشاہ غازی الدین حیدر کی بیگم کی جاگیر تھا اس بیگم کی
طرف سے ایک عامل شیعہ بضیرآباد میں مع لشکر رہتا تھا وہ رفاض ناہکار
بدکردار سب مل کر اس عامل کے پاس ناشتہ کو گئے اور یہ اظہار کیا کہ
بریلی کے فلانے سید اتنے لوگوں سے ہمارے اوپر چڑھ آئے ہیں اور ہم کو
تعزیہ داری سے مانع ہیں یہ بات سُن کر وہ زشت خو ترش رو ہوا
اور کہا وہ کون ہوتے ہیں جو روکتے ہیں تم کو اختیار ہے جیسا چاہو ویسا
کرو اگر تم کو روکیں گے ان کے واسطے اچھا نہ ہوگا، سید محمد اسحاق وغیرہ
سادات کرام اور شرفا ذوی الاحترام جو اس عامل کے پاس متعین تھے
سب کمریں باندھ تیار لگا کر اس کے پاس گئے اور کہا ہمارے سید صاحب
نے ان سے کہلا بھیجا ہے کہ جس طور سے تعزیہ داری ہمیشہ سے کرتے چلے
آئے ہو کرو ہم کو کئی مزاحم نہیں ہیں اسپر یہ بہتان باندھ کر آپ سے

آکر نالش کی اور آپ نے ان کو اجازت دی کہ تم کو اختیار ہے
جو چاہو سو کرو وہ منع کرنے والے کون ہیں، یہ بات ہرگز نہ ہوئی یا ویگی
کہ سابق دستور سے کچھ زیادتی کریں ہم یہی ان کے بھائی اور مرید
ہیں وہ ہماری حفاظت کے واسطے آئے ہیں جو آپ ان کو یوں
اجازت دیتے ہیں تو ہم سب ان کے جان و مال سے شریک ہیں جو
ہوگا دیکھہ لینگے اور تمام اہل سنت والجماعت جو اس عامل کے لشکر
میں تھے سب سید صاحب کی طرف ہوگئے جب اپنے لشکر کا اس نے یہ
رنگ دیکھا تب تو گھبرایا اور کہنے لگا کہ جو سید صاحب نے ان کو یوں
کہلا بھیجا ہے تو خوب کیا ہے میں بھی ان سے یہی کہتا ہوں اگر یہ
نہ مانیں گے اور سابق دستور سے کچھہ زیادہ کرینگے تو بہ جائیں اپنی
سزا کو پہنچیں گے میں ان کا شریک نہیں ہوں اور اُن سب کو اپنے پاس
سے اٹھا دیا پھر وہ تمام بدسرانجام شرمندہ و پشیمان ہو کر اپنے اپنے
مکان پر آئے اور اس دن علم اپنے نہ اٹھائے اور خاموش ہو کر بیٹھ
رہے پھر اس روز وہاں کے سادات جو حضرت کے عزیز و اقربا اور بھائی
بند تھے سب نے مل کر حضرت کی اور حضرت کے لوگوں کی دعوت

کی دوسرے روز پھر چاہا کہ آج بھی دعوت کریں آپ نے نہ
مانا اور فرمایا کہ کل ہم نے تم صاحبوں کی خاطر سے دعوت کھالی اب
اپنے پاس سے کھاویں گے اور سید صاحب نے پھر مجھ سے نہ پوچھا کہ
کہ دو روپے کے چاول گھر میں بنئے سے دلوا آنا وہ دلوائے تھے یا نہیں
اور نہ میں نے کہا کہ میں آپ کے گھر سے پچیس روپے لایا ہوں
اور چاول بھی دلوا آیا ہوں' اس میں سید عبدالرحمن صاحب نے آپ
سے پوچھا کہ آج لوگوں کے کھانے کی کیا تدبیر ہے' آپ نے فرمایا
کیا چاہیے کہا پانچ روپے' فرمایا کہ دین محمد سے جاکر پوچھو وہ میرے
پاس آئے اور کہا کہ سید صاحب نے پانچ روپے دلائے ہیں' میں نے
پانچ روپے تھیلی سے نکال کر ان کے حوالہ کئے' پھر لوگوں کو بھیج کر
قصبہ جائیس سے دال چاول اور گھوڑے دانہ گھاس اُنہوں
نے منگوایا اور تب تک بریلی کے اطراف وجوانب سے سنی لوگ دو دو
چار چار چلے آتے تھے دو رو میں سوار و پیادہ سب ملاکر قریب دو
سو آدمی کے ہوگئے' پھر آپ نے منع کر بھیجا کہ اب کوئی یہاں نہ آوے
کچھ ضرورت نہیں ہے' تیسرے دن سید عبدالرحمن صاحب پھر آپ

سے خرچ طلب کیا' آپ نے فرمایا کہ جہاں سے کل لیا تھا وہیں سے
جاکر آج بھی لو پھر وہ میرے پاس آئے اور کہا دس روپے
دو میں نے حوالہ کئے اور کھانے کے سوا کوئی دس بارہ روپے
متفرقات اور بھی خرچ ہوئے' کسی کو آپ نے چار آنہ دلائے
کسی کو آٹھ آنے فقط للہ فی اللہ' پھر چوتھے روز سید عبدالرحمٰن
صاحب نے حضرت سے جاکر واسطے کھانے لوگوں کے خرچ طلب
کیا' آپ نے پوچھا کیا چاہئے کہا اب آدمی زیادہ ہیں پندرہ
روپے دلوائیے' آپ نے فرمایا کہ دین محمد سے جاکر مانگ لو پھر وہ
میرے پاس آئے اور پندرہ روپے مانگے' میں نے حوالہ کئے الغرض
بارہویں تاریخ تک وہاں آپ رہے اور اس دن سے ہر روز پندرہ
پندرہ روپے سید عبدالرحمٰن صاحب آپ سے پوچھ پوچھ مجھ سے
لے گئے اور دس بارہ روپے متفرق ہر روز للہ فی اللہ محتاجوں مسکینوں کو
چار چار آنہ آٹھ آٹھ آنہ کرکے آپ نے مجھ سے دلوائے اور روپے
حقیقت میں وہی اکیس میں لایا تھا اور دو روپے کے پیسے اور حضرت
علیہ الرحمۃ نے کسی دن مجھ سے نہ پوچھا کہ تم کیا لائے تھے اور

آج تک کیا خرچ ہوا اور ایک حال عجیب وغریب انہیں روزوں
کے اندر یہ گذرا کہ آپ بعد نماز مغرب کے واسطے قضائے حاجت کے
تشریف لے چلے اور کوئی چالیس پچاس آدمی مسلح آپ کے ہمراہ ہوئے
نصیرآباد کے باہر جا کے ایک تالاب پر پہنچے۔ وہاں آپ نے سب لوگوں
کو ہٹایا فقط چار شخصوں کو ساتھ لیا حاجی بوڑھے اور اخوند عظیم اور
عبدالرحیم کاندلے والے اور مجکو اور پانی کا لوٹا اخوند عظیم کے پاس تھا۔
تالاب کے پرے کنارے ایک آموں کا باغ تھا اور اس کے کنارے
ایک جوار کا کھیت تھا گرداس کے کانٹے لگے تھے وہاں اخوند صاحب
نے لوٹا دھروایا پھر دو آدمی واسطے پہرے کے ایک طرف جا کھڑے
ہوئے اور دوسری طرف ایک آدمی اور تیسری طرف میں کھڑا ہوا اور
کھیت کی جانب خالی رہی اور آپ واسطے قضائے حاجت کے گئے اسی وقت
میرے دل میں یہ خیال گذرا کہ کھیت کی طرف خالی ہے ایسا نہ ہو کہیں
کھیت میں کوئی مفسد چھپا بیٹھا ہو تو کچھ فساد لاوے مگر کوئی تدبیر ذہن
میں نہ آئی بجز اللہ تعالیٰ کو یہ معاملہ سپرد کر کے کھڑا ہو رہا بعد ایک لحظہ کے
میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص اسی جوار کے کھیت کی طرف نمودار ہوا سپید

براق پوشاک پہنے ہوئے، میں اس کو دیکھ کر ڈرا کہ اللہ تعالیٰ خیر کرے
جیسا خیال میرے دل میں گذرا تھا ویسا ہی پیش آیا اگر میں اس وقت
شور کرتا ہوں تو لوگ کہیں گے ڈر گئے اس عرصہ میں وہ شخص دو قدم
کے برابر بلند ہو گیا میں نے اپنے جی میں کہا کہ یا رب یہ کیا معاملہ ہے اس میں
ایک دوسرا نمودار ہوا ویسا ہی لباس پہنے اور اسی کے برابر ہو گیا پھر دو شخص
اور بھی اُنہیں کے برابر کھڑے ہو گئے، میں نے جانا کہ یہ کچھ اسرار الٰہی سے ہے
جب حضرت وہاں سے اُٹھے تب وہ میری نظر سے غائب ہو گئے پھر وہاں
سے آپ طرف قصبہ کے چلے، آپ تو آگے تھے اور آپ کے پیچھے حاجی بوڑھے
ان کے پیچھے اخوند عظیم اور پیچھے عبدالرحیم ان کے پیچھے میں، پھر مجھ سے نہ رہا گیا
میں نے عبدالرحیم سے پوچھا کہ جب تم پہرے کو کھڑے تھے کچھ تم نے دیکھا بھی
تھا اُنہوں نے کہا کیا چیز، میں نے کہا کوئی چیز ہو اُنہوں نے کہا میں
تو کچھ نہیں دیکھا تم کچھ بیان تو کرو، میں نے اُن سے وہ حال کہا اُنہوں
نے کہا مجکو خبر نہیں، خیر پھر میں نے اسی طرح اخوند عظیم سے ذکر کیا انہوں نے
کہا مجکو نہیں معلوم، پھر میں نے حاجی بوڑھے سے پوچھا اُنہوں نے بھی
انکار کیا، اس میں حضرت نے کہا کہ بھائیو کیا باتیں کرتے ہو سو میں

نے کہا کہ کچھ آپس میں باتیں کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جو باتیں ان سے
کرتے ہو مجھ سے بھی کہو ہم اس کا جواب دیں، پھر میں نے وہی تمام
حال آپ کے روبرو عرض کیا، آپ نے فرمایا ہاں یہ بات سچ ہے،
چار شخص ایسے سپید پوش وہاں کھڑے تھے سبب اس کا یہ ہے ہمارے
لوگ آپس میں بحث کیا کرتے ہیں کوئی کہتا ہے آپ کے پلنگ کی چوکی
ہم دیونگے کوئی کہتا ہے ہم دیونگے اور ہم نے کئی بار کہہ دیا ہے کہ ہماری
حفاظت اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کی طرف سے کچھ لوگ ہماری محافظت
کو مقرر ہیں مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے آج چار
شخص انہیں لوگوں میں سے تم کو دکھلا دئے یہ وہی ہیں جن کو ہم کہا
کرتے ہیں، پھر تیرویں تاریخ کو وہاں سے کوچ کی تیاری ٹھہری
مسجد کے باہر جا جم پر آپ بیٹھے تھے اور لوگ مکریں باندھے تھے
اُس وقت مجھ سے فرمانے لگے کہ کچھ خرچ تمہارے پاس ہے
میں نے کہا کہ ہاں ہے، فرمایا کس قدر ہوگا میں نے عرض کیا یہ مجکو
نہیں معلوم فرمایا کہ تین روپے ہم کو چاہیئے، میں نے کہا بہت خوب
لیجئے، پھر آپ نے تھیلی میرے ہاتھ سے لیکر جا جم پر اوندھائی سات

روپے اور کچھ پیسے نکلے اور کچھ کوڑیاں بھی، دو روپے تو آپ نے
محسن خاں کو دے کر تکیہ کو روانہ کیا کہ جبتک ہم آویں لوگوں کے
لئے اس کا کھانا پکا رکھنا اور تین روپے اس میں سے اپنے لئے اور
فرمایا کہ میں لوگوں سے رخصت ہونے جاتا ہوں اور دو روپے
اور پیسے میں نے اسی تھیلی میں رکھ لئے اور کوڑیاں اس میں ڈالدیں
پھر کچھ دیر میں آپ رخصت ہوکر تشریف لائے تب سوار ہوئے اور
لوگوں کو ہمراہ لیکر چلے کوئی دو ڈھائی کوس آئے ہونگے وہاں
میرے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمانے لگے کہ کہو کیا حال ہے، میں
نے کہا الحمدللہ بڑا احسان اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ساتھ خیر کے لے چلا
اور مفسدوں کے فساد سے محفوظ رکھا فرمایا بیشک اس کا احسان
ہے ہر شور و شر سے مامون رکھا، تھوڑی دیر چل کر پھر فرمانے
لگے کہ کہو کیا حال ہے، میں نے کہا جو آپ فرماویں عرض کروں
کہ تمیر قرضہ کس قدر ہوا ہوگا، میں نے عرض کی کہ یہ حال
مجکو نہیں خبر، اللہ کو معلوم یا آپ جانیں فرمایا سچ ہے اللہ
تعالیٰ ہی، خوب جانتا ہے ہم نہ کہیں کے حاکم نہ ہمارے پاس

کوئی ملک نہ کہیں خزانہ، ایک عاجز فقیر ہیں وہ محض اپنے فضل اور
احسان سے ہماری پرورش کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے انعام و
احسان کا بیان کرتے چلے جاتے تھے پھر کچہ دیر میں تکیہ پر داخل ہوئے
اس وقت محسن خاں نے کچھ تیاری کھانے کی نہیں کی تھی اور اول
وقت ظہر کا تھا مسجد میں اذان نہیں ہوئی تھی، حضرت علیہ الرحمۃ
دو رکعت نماز مسجد میں پڑہ کر اپنے دولتخانہ میں تشریف لے گئے پھر
کچھ دیر میں اذان ہوئی، لوگ تیاری نماز کی کرنے لگے پھر آپ تشریف
لائے اور نماز پڑھائی، بعد فراغ نماز کے بریلی اور جہان آباد وغیرہ
کے لوگوں نے رخصت چاہی، اس وقت ہم کئی آدمی کھانا پکا رہے تھے
آپ نے ان سے فرمایا کہ تم بھوکے ہوگے کھانا پکتا ہے کھا کے جانا اس میں
بعضوں نے عذر کیا اب تو اس وقت معاف رکھئے ہم پھر حاضر ہونگے
آپ نے فرمایا خیر تم کو اختیار ہے پھر وہ رخصت ہوگئے اور کچھ لوگ
پہلے رخصت ہو کر چلے گئے تھے، الغرض اس وقت ڈیڑھ سو
آدمیوں کے ہونگے اور علاوہ ان کے کوئی چالیس پچاس آدمی لوہانی پور
بریلی جہان آباد وغیرہ کے حضرت سے ملنے آئے تھے وہ تھے اور

انہیں سب جگہوں کی بیس پچیس عورتیں مبارکباد دینے کو آئی تھیں
اور چالیس مرد عورت آپ کے یہاں تھے سب اندر باہر کے ملا کر قریب
تین یا پونے تین سو آدمی کے تھے جب کھانا پک چکا تب میاں عبداللہ نے
جا کر عرض کیا کہ کھانا تیار ہے اور اس قدر اندر باہر کے آدمی ہیں کیونکر
تقسیم کیا جاوے، فرمایا کھانا کس قدر ہے عرض کی کہ دو دیگ چاول
کچھ کم من بھر آئے ہیں دہی پکائے گئے ہیں اور چار آنہ کی دال ماش
تھی کچھ کم چھٹا سیر، فرمایا قدیمی لوگ ہمارے ساتھ کے ہیں ان کو تو حصہ
دیدو اور مہمان ہیں ان کو ٹہا کر کھلا دو اور یہ وقت عصر کا کھانا
نماز ہم سب پڑھ چکے تھے، پھر میں نے عبدالقیوم سے کہا کہ کھانا کھلانے
کی اجازت تو حضرت دے چکے ہیں اب تو اختیار ہے چاہو اب کھلانا شروع
کرو چاہو بعد مغرب میں اس وقت شہر کو جاتا ہوں کہ گھوڑوں ٹٹوؤں کے لئے
دانہ لاؤں خدا چاہیگا تو مغرب تک آجاؤنگا، پھر میں تو ادھر گیا ادھر
انہوں نے کھلانا شروع کر دیا وہاں سے آکر نماز مغرب میں نے تکیہ پر پڑھی
جو لوگ باقی تھے، پھر میں نے اور انہوں نے مل کر کھلایا جب باہر کے سب لوگ
کھا چکے تب دو ٹوکرے کھانے کے اندر بھیجدئے اور کہہ دیا جو کچھ